بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

52

وال

محمود، فاروق، فرزانہ

آفتاب، آصف، فر

کی مشترکہ

خاص نمبر

آخری سمندر

اشتیاق احمد

...چاقو کی آواز

"آپ بس اس پر دستخط کردیں، آپ کے دس لاکھ
...کر دے۔"

حامد نیازی نے اس خوفناک شکل والے شخص کو نظر بھر کر
...دیکھا۔ ایک لمحے کے لیے اس نے اپنے بدن میں سنسنی کی لہریں
...محسوس کیں، پھر فوراً خود کو سنبھالتے ہوئے بولا:

"میں رشوت نہیں لیتا... یہ بات یہاں ہر کسی کو معلوم
...ہے۔"

"باقی سب نے دستخط کر دیے ہیں..." اس نے آنکھیں
...نکالیں۔

"بس تو پھر میرے دستخطوں کی کیا ضرورت ہے۔"

"آپ اس دفتر کے ہیڈ کلرک ہیں، آپ کے دستخطوں کے
...یہاں کا منیجر بھی کچھ نہیں کر سکتا، لہٰذا آپ دستخط کر دیں...
...لاکھ روپے کوئی چھوٹی رقم نہیں ہوتی۔"

"لیکن یہ کیس بالکل جعلی ہے... تین سال پہلے جب میں

کلرک تھا، آپ نے اس وقت کے ہیڈ کلرک سے بھی ایک ایسے ہی
ٹھیکے پر دستخط کرائے تھے... وہ سڑک آج تک نہیں بنی... میں جانتا
ہوں، نہ بنے گی، یہی بات ہے نا۔"

"بالکل یہی بات ہے... لیکن جب سے آپ اس سیٹ پر
آئے ہیں، اس وقت سے ہم کوئی ٹھیکہ منظور نہیں کرا سکے... آپ
ہر بار اڑی کرتے ہیں... لیکن آپ کا یہ اڑی کرنا آخری بار ہوگا۔"

"آخری بار... کیا مطلب؟" حامد نیازی نے چونک کر کہا۔

"میں پہلے ہی جانتا تھا... آپ دستخط نہیں کریں گے، اسی
لیے دس لاکھ کی پیش کش کی تھی، ورنہ آپ جیسے لوگوں کو تو ہم بس
پچیس ہزار میں خرید لیا کرتے ہیں... دس لاکھ اور دیں گے ہم آپ
کو..." یہ کہہ کر وہ ہنسا۔

"مجھے آپ کے دس پچیس ہزار بھی نہیں چاہئیں۔"

"اس بات کو لکھ لیں حامد نیازی صاحب... آپ ان
کاغذات پر دستخط کریں گے... اور ضرور کریں گے... ابھی چیئرمین
صاحب کا فون آئے گا اور آپ دستخط کرنے کی حامی بھریں گے۔"

"آپ یہ شوق بھی پورا کر لیں۔" اس نے منہ بنایا۔

"میرا نام منگو چیرا ہے... یہ نام اپنے دل اور دماغ میں لکھ
لیں... کیونکہ آج کے بعد دن رات آپ کے جسم کے اندر یہ نام
گونجا کرے گا... یہاں تک کہ..." اس کا لہجہ حد درجے خوفناک

ہو گیا... وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس کے کمرے سے نکل گیا۔

حامد نیازی نے سر کو ایک جھٹکا دیا اور اپنے کام میں مشغول
ہو گیا، اسی وقت فون کی گھنٹی بجی... اس نے برا سا منہ بناتے ہوئے
ریسیور اٹھایا:

"یس سر۔"

"تم آخر اتنے ضدی کیوں ہو... بتایا ہے نا... دفاتر میں کام
اسی طرح چلتے ہیں... تمہیں اچھا بھلا حصہ ملے گا۔"

"لیکن سر! یہ میرے ضمیر کے خلاف ہے، میں آخر اپنے
ضمیر کا خون کیسے کر دوں۔"

"ایک تو میں تمہارے ضمیر سے بہت تنگ آگیا ہوں...
اس کو نکال باہر کیوں کرتے حامد نیازی۔" چیئرمین نے جل کر کہا۔

"غازی صاحب! پھر میرے پاس رہ کیا جائے گا۔"

"حد ہو گئی... تم نہیں مانو گے..." دوسری طرف سے جلا
کر ریسیور رکھ دیا گیا۔

دفتر سے فارغ ہو کر گھر پہنچا ہی تھا کہ دروازے پر زوردار
دستک ہوئی... ادھر اس کی چھوٹی بچی نے دستک کو نظر انداز کرتے
ہوئے کہا:

"ابو میرے لیے چابی والی گڑیا لائے آپ۔"

"ابھی تنخواہ ملنے میں تین دن باقی ہیں میری بچی۔" یہ کہہ کر وہ

دروازے کی سزا۔

"اوہ.. لیکن اوہ... جب تنخواہ ملتی ہے تو آپ کہتے ہیں... دکان داروں کے پیسے دینے کے بعد اتنے پیسے بچے ہی نہیں کہ...."

"میں ابھی بات کرتا ہوں... پہلے یہ دیکھ لوں... باہر کون ہے۔"

اسی وقت دستک پھر ہوئی اور پہلے کی نسبت زیادہ زوردار انداز میں ہوئی۔ اس نے گھبرا کر دروازہ کھول دیا... اور پھر بہت زور سے اچھلا، ساتھ ہی اسے زبردست دھکا لگا، وہ الٹ کر اندر کی طرف جا گرا۔

"ہائے اوہ..." وہ چلائی... اس کی بیوی چیخ مار کر اس کی طرف بڑھی، لیکن دو آہنی ہاتھوں نے اسے پرے دھکیل دیا... بچی کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا تو وہ لڑھک کر دور جا گری اور زور شور سے رونے لگی۔

"چپ! ورنہ بالکل خاموش کر دوں گا۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے چاقو کھلنے کی آواز سنی... ان کے جسموں میں سنسنی دوڑ گئی... رونگٹے یک لخت کھڑے ہو گئے۔

"یہ... یہ تم کیا کر رہے ہو۔" حامد نیازی نے چیخ کر کہا۔

"وہی جو کرنا چاہیے... میں نے بتایا نہیں تھا... میرا نام منگو چیر ہے... بے وقوف انسان... تم پھر بھی نہیں مانے... چیئرمین نے

کہا... تم نہیں مانے... اب دیکھ لو اپنا انجام... اس دنیا سے رخصت ہو رہے ہو... اپنی بیوی اور بچی کو چھوڑ کر جا رہے ہو... ہاہاہا..." یہ کہہ کر منگو چیر زور زور سے ہنسنے لگا... اس کے ساتھ تین اور غنڈے اندر آئے تھے... وہ بھی قہقہے لگانے لگے۔

"نن... نہیں... نہیں... یہ ظلم نہ کرو، مجھے میری ایمانداری کی یہ قیمت نہ دو۔"

"بے وقوف انسان... تم ایمانداری کو چاٹتے رہتے ہو... گھر میں اتنے پیسے بھی نہیں ہوتے کہ بچی کو ایک کھلونا خرید کر دے سکو..."

"لیکن میں رات کو یہ اطمینان لے کر سوتا ہوں، میں نے اور میری بیوی بچی نے حرام کا لقمہ نہیں کھایا۔" اس نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"آج کے بعد تم یہ اطمینان لے کر نہیں سو سکو گے..." یہ کہتے ہوئے اس کا چاقو والا ہاتھ بلند ہوا۔

"نن... نہیں... رک جاؤ... میری بات سن لو۔" وہ چلایا۔

"ہاں! ضرور... بات ہم سنیں گے... سناؤ۔" وہ ہنسا۔

"اچھا ٹھیک ہے.. میں دستخط کر دوں گا.. کل تم دفتر آنا۔"

"واہ! یہ ہوئی نا بات۔" منگو چیرا اچھلا۔

"اب تم جاؤ... کل آجانا۔"

"بہت خوب! ہم جا رہے ہیں... اپنا وعدہ یاد رکھنا... پورا نہ کیا تو ہم یہاں پھر آجائیں گے۔"

ان کے جانے کے بعد وہ لمبے لمبے سانس لیتے رہے... پھر اس کی بیوی نے کہا:

"یہ کیا معاملہ تھا۔"

حامد نیازی نے اسے ساری بات بتا دی۔

"پھر... اب کیا آپ دستخط کریں گے۔"

"نہیں... میں ان کے خلاف رپورٹ درج کراؤں گا۔"

"اوہ ہاں! یہ ٹھیک رہے گا... آپ اسی وقت جائیں... پھر جب کل یہ لوگ آئیں گے تو پولیس انہیں گرفتار کر لے گی۔"

"میں جاتا ہوں۔"

وہ پولیس اسٹیشن پہنچ گیا... تھانے دار سے ملا، اسے ساری بات بتائی.. اس نے اکڑ لہجے میں کہا:

"میرا نام تیموری خان ہے.. مجھ سے تو اچھے بھلے غنڈے کانپتے ہیں، بلکہ میرے تو سائے سے بھی دور بھاگتے ہیں... میں ان کی ایسی خبر لوں گا کہ یاد کریں گے... آپ ان کے نام جانتے ہیں۔"

"صرف ایک کا.. جو مجھ سے دفتر آکر ملا تھا.. کل وہ پھر دفتر

آئے گا۔"

"بہت خوب! اس کا نام اور حلیہ بتا دیں۔" تیموری خان نے چائے کا کپ اٹھا کر ہونٹوں کی طرف لے جاتے ہوئے کہا... جس وقت حامد نیازی اندر داخل ہوا تھا.. اسی وقت ایک کانسٹیبل تیموری خان کے سامنے چائے کا کپ رکھ کر باہر نکلا تھا... ساتھ ہی اس نے حامد کو تیز نظروں سے دیکھا بھی تھا۔

"اس کا نام منگو چیرا ہے۔"

"ارے باپ..." وہ کہتے کہتے رک گیا...

ہاتھ کو جھٹکا لگا تھا... اور چائے چھلک کر اس کے کپڑوں پر گری تھی۔ پھر اس نے خود کو سنبھالا اور شرما کر بولا:

"معاف کیجئے گا... میرا ہاتھ جل گیا..."

"جی... جی ہاں... میں نے دیکھا ہے۔"

"آپ بے فکر ہو کر جائیں... میں نے آپ کی شکایت نوٹ کر لی ہے.. کل میں آپ کے دفتر گیارہ بجے آؤں گا... اگر وہ گیارہ بجے سے پہلے آجائے تو اسے روکے رکھیے گا.." اس نے جلدی جلدی کہا۔

"بہت بہت شکریہ۔" یہ کہہ کر وہ اٹھنے لگا...

عین اسی وقت فون کی گھنٹی بجی... تیموری خان نے ریسیور اٹھایا، پھر اچانک اس کے چہرے پر خوف ہی خوف دوڑ گیا... اسی وقت حامد نیازی جانے کے لیے مڑا۔

"ایک منٹ جناب... آپ ذرا ٹھہریں۔" اس نے ریسور پر ہاتھ رکھتے ہوئے جلدی سے کہا۔

حامد نیازی رک گیا۔۔ ادھر تیموری خان فون میں کہہ رہا تھا۔

"آپ... آپ فکر نہ کریں سر... بالکل... بالکل... جیسا آپ حکم دیں گے... ویسا ہی ہو گا۔" پھر اس نے ریسیور رکھ دیا... اس کی پیشانی پسینے سے بھیگ چکی تھی:

"آپ... آپ نے اپنا نام حامد نیازی بتایا تھا نا۔"

"جی... جی ہاں۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"حامد نیازی صاحب! آپ میرا ایک مشورہ مانیں۔"

"جی فرمائیے۔" اس کے لہجے میں حیرت ہی حیرت تھی۔

"آپ اس پھڈے میں نہ پڑیں..."

"کک... کون سے پھڈے کی بات کر رہے ہیں سر۔" وہ بولا۔

"یہی منگو جیرے والا معاملہ... چپ چاپ دستخط کر دیں۔"

"یہ... یہ آپ کہہ رہے ہیں۔"

"ہاں اور میں آپ کی بھلائی کے لیے کہہ رہا ہوں... ابھی ابھی میرے آفیسر کا فون ملا ہے، جانتے ہیں... انہوں نے کیا کہا ہے۔"

"کیا کہا ہے۔" وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولا۔

"انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ اگر حامد نیازی نام کا آدمی رپورٹ درج کرانے آئے تو ہرگز رپورٹ نہ لکھی جائے... اس کی شکایت پر کان نہ دھرے جائیں..."

"نن... نہیں۔" اس کا رنگ یک لخت سفید پڑ گیا۔

"ہاں! ایسا حکم ملا ہے مجھے... لیکن یہ حکم زبانی ہے... ایسا کوئی حکم کسی کو تحریری نہیں ملا کرتا، آپ سمجھ رہے ہیں نا میری بات کو۔"

"جی ہاں! بہت اچھی طرح... آخر میرا تعلق بھی تو ایک سرکاری دفتر سے ہے۔"

"بالکل ٹھیک... آپ سمجھ دار ہیں... ہمارا پورا معاشرہ آج اسی ڈگر پر چل رہا ہے... آپ جیسے دو چار سر پھرے... میرا مطلب ہے... ایماندار اس معاشرے کو کیسے سدھار سکتے ہیں۔"

"میں نے معاشرے کو سدھارنے کا دعویٰ کبھی نہیں کیا، میری حیثیت ہی کیا ہے... ایک ہیڈ کلرک... لیکن میں اپنی ذات تک سوچتا ہوں کہ حرام نہیں کھاؤں گا۔"

"نہ کھائیں حرام... نہ لیں اپنا حصہ... آپ کا حصہ بھی باقی لوگ آپس میں تقسیم کر لیں گے... آپ تو بس دستخط کر دیں... جو وہ کہتے ہیں... اور ہاں... چلتے چلتے یہ بھی بتا دوں... کہ منگو جیرا خطرناک قاتل ہے... پتا نہیں اب تک کتنے لوگوں کو قتل کر چکا

ہے... لیکن اپنے خلاف کوئی ثبوت نہیں چھوڑتا... میرا مشورہ یہی ہے... آپ اس پھندے میں نہ پڑیں۔"

"تب پھر میرے پاس ایک ہی راستا رہ جاتا ہے۔"

"اور وہ کیا؟" تیموری خان نے فوراً پوچھا۔

"یہ کہ ملازمت چھوڑ دوں گا۔"

"لیکن دستخط کر کے۔" تیموری خان نے دبی آواز میں کہا۔

"کیا مطلب... یہ کیا بات ہوئی جناب۔"

"آپ سرکاری ملازم ہیں اور میں سرکاری ملازم کا بہت خیال کرتا ہوں، اسی لیے آپ سے اتنی باتیں کی ہیں... ورنہ عام آدمی کو تو میں ایک دو منٹ سے زیادہ وقت نہیں دیتا... یہ جو لوگ ہے نا.. منگوچیرا وغیرہ... آپ کو معاف نہیں کریں گے... میری اس بات کو لکھ لیں..."

"اوہ نہیں۔"

"لہٰذا آپ کے پاس ایک ہی راستا ہے... یہ کہ دستخط کر دیں۔"

"نہیں... میرے پاس ایک راستا اور ہے... اور وہ راستا انسپکٹر جمشید کے گھر کی طرف جاتا ہے۔" آخری الفاظ اس نے دبی آواز میں کہے...

☆...☆...☆

... چھپ جاؤ

انسپکٹر جمشید نے حامد نیازی کی کہانی بہت غور سے سنی... منگوچیرا کا نام نوٹ کیا... پھر اکرام کے نمبر ملائے:

"السلام علیکم اکرام! منگوچیرا کا کیا جغرافیہ ہے۔"

"اس کے پیچھے کسی کا خفیہ ہاتھ ہے سر... ہم ابھی جان نہیں سکے... ویسے یہ ماہر بھی ہے اپنے کام کا... کوئی ثبوت نہیں چھوڑتا۔"

"ہوں! اچھا ٹھیک ہے۔"

اب وہ حامد نیازی کی طرف مڑے اور بہت نرم لہجے میں بولے:

"آپ اطمینان سے گھر جائیں... صبح جب وہ آپ کے پاس آئے... تو اس سے کہیں، آپ دفتر میں دستخط نہیں کریں گے... دفتر کے لوگ اس طرح مذاق اڑائیں گے... لہٰذا وہ شمالی کے میدان میں شام ساڑھے پانچ بجے آجائیں، آپ وہاں اس سے ملاقات کریں گے... وہاں پر آپ ہی نہیں... میں بھی ان سے ملاقات کروں گا۔"

"اوہ... میں سمجھ گیا جناب... بہت بہت شکریہ... آپ

جیسے لوگ آج ہمارے ملک میں کہاں ملتے ہیں۔"

"یہ نہ کہیں... اللہ کی اس وسیع کائنات میں ایک سے بڑھ کر ایک موجود ہیں۔" یہ کہتے ہوئے وہ مسکرا دیے۔

حامد نیازی اٹھ کھڑا ہوا.. پھر اچانک خیال آنے پر وہ رک گیا اور بولا:

"لیکن جناب! اگر وہ ابھی میرے گھر آگیا۔"

"جب آپ اپنے گھر پہنچیں گے... تو دو سادہ لباس والے آپ کے گھر کے دروازے پر موجود ہوں گے... صبح جب آپ دفتر کے لیے روانہ ہوں گے تو وہ دونوں سادہ لباس والے آپ کے ساتھ دفتر تک جائیں گے... آپ فکر نہ کریں۔"

وہ ایک اطمینان لے کر گھر پہنچا... بیوی کو ساری بات سنائی، اس نے بھی سکون محسوس کیا... دروازے پر دو سادہ لباس والے بھی موجود تھے... دوسرے دن وہ اس کے ساتھ دفتر تک گئے... پھر گیارہ بجے منگو چیرا اس کے کمرے میں داخل ہوا۔

"اب تک دماغ سیدھا ہو گیا ہو گا۔"

"جی... جی ہاں بالکل۔"

"تو پھر کر دو دستخط... تمہارا حصہ تمہیں چیئرمین صاحب سے ملے گا۔"

"میں یہاں دستخط کروں گا تو... لوگ کیا کہیں گے۔"

"او کے... پھر تم کہاں دستخط کرو گے... ٹھیک ہے... ہوٹل آبشار میں آجاؤ۔"

"جی نہیں... میں کسی پبلک مقام پر نہیں آسکتا... میں آپ سے آج شام شالی کے میدان میں ملوں گا۔"

"شالی کا میدان... وہ تو بہت سنسان جگہ ہے... وہ جگہ تو ہم جیسے لوگوں کے لیے ہے... جو کسی کو چھپ چھپاتے ہلاک کرنے کا پروگرام رکھتے ہوں۔"

"بس! آپ وہاں آجائیں... آپ کا کام ہو جائے گا۔"

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات... اب ٹھیک ساڑھے پانچ بجے شالی کے میدان میں ملاقات ہو گی۔" یہ کہہ کر اس نے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

نہ چاہتے ہوئے اس نے ہاتھ ملایا اور وہ چلا گیا... دفتر سے فارغ ہو کر وہ باہر نکلا تو پانچ بج رہے تھے... باہر دونوں سادہ لباس والے موجود تھے... ان میں سے ایک نے دبی آواز میں کہا۔

"کیا رہا؟"

"وقت طے ہو گیا... اب آپ لوگ آرام کریں۔"

"ہم آپ کا تعاقب کرتے ہوئے آپ کے گھر تک جائیں گے... پھر جب آپ شالی کے میدان کی طرف روانہ ہوں گے تو اس وقت بھی سائے کی طرح آپ کے ساتھ ہوں گے... یہی ہمارا

آرام ہے۔"

"جی... کیا کہا آپ نے... یہی ہمارا آرام ہے۔"

"ہاں... انسپکٹر صاحب ہمارے ذمے جو کام لگا دیں... ہم اس کو انجام دینے میں ہی آرام محسوس کرتے ہیں... آپ کے کہنے سے ہم اپنی ڈیوٹی نہیں چھوڑ سکتے۔"

"شاید اسی لیے انسپکٹر جمشید اتنے کامیاب ہیں۔"

"ان کی کامیابیوں کی اور بے شمار وجوہات ہیں۔" وہ مسکرائے۔

"اوہ ہاں... ٹھیک ہے۔"

پھر پانچ بجے وہ گھر سے نکلا... اس کے پاس موٹر سائیکل تو تھی نہیں.. اپنی سائیکل پر روانہ ہوا... سادہ لباس والے اپنی موٹر سائیکل پر تعاقب میں روانہ ہوئے... ان کا انداز ایسا نہ تھا جیسے انہیں اس سائیکل والے سے کوئی تعلق نہ ہو... اسی طرح وہ شمالی کے میدان تک پہنچا... لیکن یہاں آنے سے پہلے ہی سادہ لباس والے اس سے الگ ہو گئے تھے... اس نے مڑ کر ان کی طرف دیکھا... لیکن وہ اسے کہیں بھی نظر نہ آئے... گویا وہ اس وقت میدان میں تنہا تھا... اس لیے اس نے بے تحاشا خوف محسوس کیا... پھر انسپکٹر جمشید کا خیال آیا تو اس نے کچھ سکون محسوس کیا.. انسپکٹر جمشید ایسے تو نہیں ہو سکتے.. کہ اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیں۔

اس نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں... دور دور تک [کو]ئی نظر نہ آیا... اسے اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا... ایسے میں ایک کار [آ]تی نظر آئی... ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا... کار اس کے نزدیک [آ] کر رک گئی... اس نے منگو جیرالو اور اس تینوں کے ساتھیوں کو اترتے دیکھا...

"کیا نہیں... ایک دستخط کرنے کے لیے تم نے یہ جگہ کیوں [چن]ی... دستخط تو تم شہر میں ہماری کار میں بیٹھ کر کر سکتے تھے۔"

"وہاں نہ جانے کتنے لوگ دیکھتے۔"

"اچھا خیر... یہ لو کاغذات... کرو دستخط۔"

اس نے کانپتے ہاتھوں سے کاغذات پکڑ لیے... ایک بار اس نے چاروں طرف دیکھا... پھر کاغذات پر نظریں جما دیں۔

"کیا سوچنے لگے... کرو دستخط۔"

"نہیں... نہیں۔" وہ چلا اٹھا۔

"کیا کہا... نہیں۔"

"ہاں... میں نے یہی کہا ہے... دستخط نہیں کروں گا۔" وہ [...] آواز میں بولا۔

"بے وقوف آدمی... پھر ہمیں یہاں بلانے کی کیا ضرورت تھی۔" منگو چیخا۔

"م... میں... میں کیا بتاؤں۔"

"کچھ بتانے کی ضرورت نہیں... صرف یہ بتاؤ... دشمنی کر رہے ہو یا نہیں۔"

"نہیں... نہیں... نہیں۔"

اس کے ساتھ ہی اس نے چاقو کھلنے کی کڑکڑاہٹ سنی۔

"یا اللہ رحم۔" وہ بولا۔

"اب تم گئے کام سے۔" منگو ہنسا۔

"اللہ مالک ہے۔"

"یہ دیکھو... یہ رہا چاقو... یہ بلند ہوا چاقو... اور یہ نکلیں اس نے تمہاری آنتیں باہر۔"

ان الفاظ کے ختم ہوتے ہی اس کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکل گئی۔

حامد نیازی نے اس کے ہاتھ سے خون بہتے دیکھا۔

"خبردار... اگر باقی تین نے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی... تو ان کا بھی ایک ہاتھ خون آلود ہو جائے گا..." ایک چیخ آواز سنائی دی۔

پھر تین درختوں کے پیچھے سے محمود، فاروق اور فرزانہ نمودار ہوئے۔

"یہ یہاں کیا ہو رہا ہے دوستو!" فاروق نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ت... تم... تم کون ہو؟" منگو چیرا بولا۔

"تمہیں اس سے کیا... میرا مطلب ہے... آم کھانے سے غرض یا پیڑ گننے سے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"دھت تیرے کی... یہاں بھلا کوئی تک تھی اس ضرب المثل کی۔"

"اس کا مطلب ہے... ہر ضرب المثل کے لیے پہلے تک تلاش کی جائے... میں تو باز آیا اس جھنجٹ سے۔"

"کون ہو تم... جانتے نہیں... ہم کون ہیں... تم نے شیر کے منہ میں ہاتھ دیا ہے۔"

"ہائیں... نہیں تو۔" فاروق نے بوکھلا کر اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھا، پھر ہنس کر بولا:

"یار کیوں مذاق کرتے ہو... میرے دونوں ہاتھ تو یہ رہے... اور وہ شیر یہاں کہیں نظر نہیں آ رہا۔"

"بھئی فاروق خدا کے لیے..." فرزانہ جھلا اٹھی۔

"کیا کہنا چاہتی ہو... خدا کے لیے؟"

"ذرا دیر کے لیے خاموشی اختیار کر لو... ہم ان سے کام کی بات کر لیں۔"

"لو اچھا... پہلے ہی کہہ دیا ہوتا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"تم کسی کو کچھ کہنے کی مہلت دو تب نا۔"

"یہ دیکھو... میں نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لیے ہیں۔" اس نے جل کر کہا اور ہونٹ بھینچ لیے۔

"ہاں! دوستو، اب بتاؤ... یہ کیا چکر ہے... تم اس غریب کی جان کیوں لینا چاہتے ہو۔"

"اماں تم ہو کون۔" منگو چیرے نے جل بھن کر کہا۔

"کیا تمہارے ہاتھ کے زخم نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ ہم کون ہیں۔"

"نہیں... یہ زخم ہمارے لیے کچھ لیے... اس لیے کہ ایسے زخم ہمارا روز کا معمول ہیں اور وہ تو تم نے دھوکے سے وار کیا تھا... ورنہ تم کچھ بھی نہ کر سکتے۔"

"اوہو اچھا... تو کیا ہم تم لوگوں کو خبردار کر کے فائر کریں۔"

"اب ہم تمہیں اس کی مہلت نہیں دیں گے... فکر نہ کرو۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ان کے ہاتھ میں پستول نظر آنے... تینوں کو ان کے پھرتیلے پن پر حیرت ہوئی... منگو کے ہاتھ سے ابھی تک خون جاری تھا، اس نے پستول بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا تھا...

"ہائیں... یہ کیا... ادھر بھی پستول اور ادھر بھی... گویا اب مقابلہ ہے برابر کا۔" فاروق خوش ہو گیا۔

"تم کچھ کر لو... ہم اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

"کس کی بات کر رہے ہو۔"

"اس کی... یعنی حامد نیازی کی... اس نے تم لوگوں کو مدد کے لیے آواز دی ہے... اب ہم تم لوگوں سے بھی نمٹ لیں گے۔"

"دیکھو... کسی خوش فہمی یا غلط فہمی میں نہ رہنا... ہمارے نشانے ایسے گئے گزرے نہیں ہیں۔" محمود نے منہ بنایا۔

"اور تم بھی جان لو... ہم لوگ نشانہ بازی کے عالمی مقابلے جیتے ہوئے ہیں۔"

"کک... کیا واقعی..." فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"کیوں نکل گئی جان..."

منگو چیرا کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ تین فائر ہوئے اور محمود، فاروق اور فرزانہ کے ہاتھوں سے پستول نکل گئے۔

"ارے باپ رے۔" فرزانہ چلا اٹھی۔

"تم نے ہمارے نشانے دیکھے... تم نے تو میرا ہاتھ زخمی کر دیا... اسے کہتے ہیں نشانے کی صفائی۔"

"نن... نشانے کی صفائی... ارے باپ رے۔" فاروق نے ہکلا کر کہا۔

"کیا ہوا؟" محمود نے اسے گھورا۔

"میرا مطلب ہے... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"حد ہو گئی... ارے بھائی! یہاں گولیاں چل رہی ہیں..."

اور تمہیں ناولوں کے نام سوجھ رہے ہیں۔"

"واقعی فاروق... سنجیدہ ہو جاؤ۔" فرزانہ نے اس سے گویا درخواست کی۔

"اگر تم نے میرا ہاتھ زخمی نہ کیا ہوتا تو میں اس وقت تم سے کہتا... جاؤ... چلتے پھرتے نظر آؤ... لیکن اب اس وقت تک یہاں سے نہیں جا سکتے، جب تک کم از کم ایک ہاتھ سے گولی نہ گزر جائے۔"

"ارے بھائی تو جلدی کرو... اب ہمیں یہاں ڈر لگ رہا ہے۔"

"کک... کیا... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔" حامد نیازی ہکلا اٹھا۔

"اوہ سوری... ہم تو بھول ہی گئے کہ آپ بھی یہاں موجود ہیں.. خیر.. آپ فکر نہ کریں... اب ہم یہاں سے نہیں جائیں گے.. بلکہ یہ لوگ جائیں گے۔"

ان الفاظ کے ختم ہونے سے پہلے ہی ان تینوں کے پستول تن چکے تھے... ادھر انہوں نے فائر کیے... ادھر انہوں نے لوٹ لگائی.. دوسرے ہی لمحے وہ ان سے بری طرح ٹکرائے... وہ چاروں اندھا دھند انداز میں گرے... اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے... محمود، فاروق اور فرزانہ درختوں کی اوٹ لے چکے تھے...

"چھپتے ہو تو چھپ جاؤ... ہمارا مقصد تو اسے قتل کر

...۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی منگو جیرے نے حامد نیازی پر فائر کرنا ... لیکن اسی وقت ایک فائر ہوا اور اس کے بائیں ہاتھ سے بھی فون ...وارہ چھوٹا.. ساتھ ہی اس کے تینوں ساتھیوں کی چیخیں سنائی ... پھر وہ اپنے ہاتھ پکڑ کر بیٹھتے چلے گئے.. ایسے میں ایک سرد خوفناک آواز ابھری:

"یہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

انہوں نے نظریں اٹھائیں اور دھک سے رہ گئے۔

☆...☆...☆

کچی پکی...

درختوں کی اوٹ سے انھوں نے دیکھا۔ ان کے سامنے ا
بہت لمبا سیاہ پوش کھڑا تھا۔ اس کے جسم کا کوئی حصہ بھی انھیں
نہیں آ رہا تھا... اب ان کے لیے مسئلہ تھا حامد نیازی کا، وہ وہیں
رہ گیا تھا... اور اب وہ سیاہ پوش کو خوف کے عالم میں دیکھ رہا تھا۔

"تم لوگ سامنے آجاؤ، ورنہ میں اسے گولی مارتا ہو
اس کی آواز ابھری۔

"آپ... آپ کہتے ہیں تو آجاتے ہیں۔" فاروق کی بو
ہوئی آواز سنائی دی۔

"دماغ تو نہیں چل گیا.. ہم کیوں جائیں، اس کے سا
محمود نے جھلا کر کہا۔

"ارے تو کیا بے چارے حامد نیازی کو اس کی گولی کا نش
جانے دیں۔" فاروق نے بھی جھلا کر کہا۔

"ایک منٹ ٹھہریں محترم، ہمیں ذرا فیصلہ کر لینے د
محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"مشورہ... ہاہاہا... ضرور کرو مشورہ... لیکن صرف ایک
منٹ میں۔"

"فکر نہ کریں... ہمارے لیے ایک منٹ بھی بہت ہے.. ایک
منٹ میں تو ہم کئی کام نکال لیتے ہیں، جیسے۔" محمود کہتے کہتے رک
گیا۔

"جیسے کیا... ارے وہ... تمھاری بہن کی آواز سنائی نہیں
دے رہی۔" سیاہ پوش چونکا۔

"واہ... بہت معلومات ہیں ہمارے بارے میں آپ کو۔"

"ایک ایک بات جانتے ہیں ہم لوگ... فکر نہ کرو..."

"بہر حال... تمھیں فرزانہ کا خیال ذرا دیر سے آیا... اس
وقت تک وہ۔" محمود پھر کہتے کہتے رک گیا۔

"اس وقت تک وہ کیا؟" وہ بھنا اٹھا۔

"اس وقت تک کیا فرزانہ... کچھ تم بھی کہو۔"

عین اس لمحے سیاہ پوش کی کمر سے کوئی بہت زبردست انداز
میں ٹکرایا وہ دھم سے اوندھے منہ گرا... اب جو وہ پلٹا ہے... تو
حامد نیازی غائب تھا اور نہ وہاں اسے دھکا دینے والا کہیں نظر آ رہا تھا...
اس نے حیرت زدہ انداز میں چاروں طرف دیکھا...

"تو وہ فرزانہ تھی... جو میری کمر سے ٹکرائی تھی۔"

اب جواب میں ان کی طرف سے کچھ نہ کہا گیا۔

"اور جو نہی میں گرا.. تم حامد کو کھینچ لے گئے.. کسی درخت
کے پیچھے، خوب دھوکا دیا تم نے... تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا... بلکہ
انعام دیے بغیر نہیں رہ سکتا... بولو... کہاں ہو تم۔"

وہ اب بھی نہ بولے... اتنے پاگل نہیں تھے کہ بول کر انہیں
اپنی پوزیشن بتا دیتے... ایک منٹ گزر گیا تو سیاہ پوش نے کہا۔

"کیا سانپ سونگھ گیا تم لوگوں کو... یوں تو بہت سورما بنے
پھرتے ہو.. اب سامنے آؤ نا... کرو مقابلہ میرا۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ایک فائر ہوا... گولی سیاہ پوش کے
ٹھیک سینے پر لگی... لیکن وہ اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں۔

"ہاں ہاں کرو فائر... دل کھول کر کرو... لیکن تم خاموش
کیوں ہو۔"

وہ اب بھی نہ بولے... صاف ظاہر تھا... وہ بلٹ پروف
لباس میں تھا.. ان حالات میں ان کے پستولوں کی گولیاں بھلا اس کا
کیا بگاڑ سکتی تھیں... اور خود اس کے ہاتھ میں ایک خوفناک سائز
سائز کا پستول نظر آ رہا تھا۔

"تم تو بہت بزدل نکلے... خیر... میرے پاس تمہارا علاج
ہے.. پہلے تو یہ خوش خبری سن لو... اس وقت تم چاروں طرف سے
میرے آدمیوں کے گھیرے میں ہو... اگرچہ وہ لوگ فاصلے پر
ہیں... لیکن تم ان کا گھیرا توڑ کر نکل نہیں سکتے... دوسری خوش

ہے کہ تم جیسے بزدلوں کو میں آگ کی موت مارا کرتا ہوں...
ے ہو... لگا دو چاروں طرف آگ... تاکہ یہ اندر ہی جل کر
رہ جائیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ انہوں نے اپنے جسموں میں سنسنی سی
س کی... وہ اس وقت تین درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے...
ے ساتھ حامد نیازی بھی دبکا ہوا تھا... اگر سیاہ پوش کو اندازہ
ا کہ وہ کن درختوں کے پیچھے ہیں... تو تیر کی طرح ان کی طرف
یے تک وہ خود تو بلٹ پروف لباس میں تھا... اسے تو ان کی
طرف سے کوئی خطرہ تھا نہیں... اسی لیے وہ اب تک بالکل خاموش
تھے... اب جب اس نے آگ کی خبر سنائی تو انہیں اپنے ہوش
محسوس ہوئے، اصل میں اس وقت مسئلہ تھا حامد نیازی کا...
ی وجہ سے وہ اس وقت خود کو بزدل تک کہلوانے پر مجبور تھے...

آخر تینوں نے ایک دوسرے کی طرف اشارہ کیا اور پھر وہ
ے بل لیٹ کر اس جگہ سے دور ہونے لگے... درختوں کی
ہ کا انہوں نے خیال رکھا تھا... تاکہ سیاہ پوش انہیں نہ دیکھ سکے۔

ادھر سیاہ پوش انہیں بار بار للکار رہا تھا... رفتہ رفتہ اس کی
دور کی آواز ہوتی چلی گئی...

"اف! اس سنگ دل نے تو اپنے تین زخمی ساتھیوں کا بھی
ل نہیں کیا... وہ تو زندہ جل مریں گے۔" محمود نے سرگوشی کی۔

"لیکن ہم کیا کر سکتے ہیں... ان تینوں کو اب ہم نہیں روک سکتے... کیونکہ اب تو خود ہمیں سر پر پیر رکھ کر بھاگنا پڑے گا جس جگہ خطرہ نظر آیا، وہاں سے نکلنے کی کریں گے ہم... لہٰذا خیال چھوڑو... اپنا بلکہ حامد نیازی صاحب کا خیال کرو۔"

"ہم... مجھے افسوس ہے۔" انہوں نے حامد نیازی کی آواز سنی۔

"یہ اس موقعے پر آپ کو کس بات کا افسوس ہو رہا ہے" فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میری وجہ سے آپ خود مشکل میں پھنس گئے۔"

"آپ ہمارے لیے پریشان نہ ہوں... ہاں اپنے لیے بے شک پریشان ہو لیں... ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔" فاروق مسکرایا۔

"حد ہو گئی۔" محمود نے جھلا اٹھا۔

"اب چاروں طرف شعلے بلند ہو رہے تھے... وہ دوڑ رہے تھے... انہیں نکلنے کی کوئی جگہ نظر نہیں آ رہی تھی... لیکن وہ جانتے تھے آگ مکمل طور پر ایک دائرے کی صورت میں تو ہو ہی نہیں سکتی تھی کہیں نہ کہیں خلا ضرور ملے گا انہیں... لہٰذا وہ اب تیر کی طرح آگ کی سیدھ میں دوڑنے لگے... یہاں تک کہ آگ کے بالکل نزدیک پہنچ گئے... انہیں آگ کے ساتھ ساتھ دوڑنا پڑا... تاکہ جہاں کوئی ذرا سی نکلنے کی جگہ نظر آئے... وہ دوڑ کر نکل جائیں...

"جہاں خلا ہوگا... وہاں یہ لوگ خود موجود ہوں گے" فرزانہ نے خوف ظاہر کیا۔

"ہم زندگی بچانے کیلئے صرف بھاگ دوڑ سکتے ہیں اور بس" محمود نے کہا۔

"غلط... بالکل غلط... ہم اللہ تعالیٰ سے دعا بھی تو کر سکتے ہیں" فاروق بول اٹھا۔

"اوہ ہاں... واقعی۔"

اور پھر وہ دوڑنے کے ساتھ ساتھ دعا بھی کرنے لگے... انہیں اتنی سی جگہ نظر آ گئی کہ وہ اس میں سے آسانی سے نکل سکتے تھے...

"دیکھی... دعا کی برکت۔" فاروق چہکا۔

"بالکل... اس میں کیا شک ہے۔"

انہوں نے اللہ کا نام لیا اور خلا کو پار کر گئے... عین اس لمحے انہوں نے کسی کو چیخ کر کہتے سنا

"ارے... وہ نکلے جا رہے ہیں... پکڑو... ورنہ باس تو ہمیں مار ڈالے گا۔"

یہ آواز اسی سیاہ پوش کی تھی... گویا وہ خود بھی باس نہیں تھا... اس کا کارندہ تھا... اور ان لوگوں کو بھیجنے والا کوئی اور تھا۔

انہوں نے جس کے قریب لوگوں کو اپنی طرف دوڑ کر آتے

دیکھا۔

"بھاگو..." محمود چلا اٹھا۔

وہ بھاگ کھڑے ہوئے... لیکن جلد ہی انہوں نے
کر لیا کہ حامد نیازی کی وجہ سے وہ زیادہ تیز نہیں دوڑ سکتے تھے۔
نیازی بھلا ان کی رفتار کا ساتھ کیسے دیتا... لہٰذا دشمن لمحہ بہ لمحہ
ہو رہے تھے...

ایسے میں اچانک محمود رکا... پلٹا اور پھر اس نے د
طرف اندھا دھند انداز میں فائرنگ کر ڈالی...

ان میں سے تین گرے... اور باقیوں نے خود کو
گرا دیا... تاکہ اس کی گولیوں سے بچ سکیں... ساتھ ہی انہوں
ان کی طرف فائرنگ شروع کر دی... اب دو طرفہ فائرنگ
ہو گئی... لیکن محمود، فاروق اور فرزانہ یہ محسوس کیے بغیر نہ رہ
دشمن کا گھیرا ان کے گرد لمحہ بہ لمحہ تنگ ہو رہا ہے... اور ایسے
اٹھ کر دوڑ بھی نہیں سکتے تھے... جونہی وہ اٹھ کر دوڑنے کی
کرتے، دشمن کا نشانہ بن جاتے...

"ہم پھنس گئے محمود۔" فرزانہ درد بھری آواز میں ک

"ہاں! اس میں شک نہیں... اور ہمیں اپنا نہیں...
نیازی صاحب کا افسوس ہے..." محمود نے کہا۔

"آپ میرے لیے پریشان نہ ہوں... اگر مجھے یہاں

کر خود کو بچا سکتے ہیں تو میری طرف سے اجازت ہے... آپ لوگ
دوڑ لگا جائیں۔"

"آپ نہیں جانتے حامد صاحب۔" فرزانہ نے کہا۔

"کیا نہیں جانتا میں؟" اس نے پوچھا۔

"آپ کو ہمارے والد صاحب نے ادھر بھیجا تھا... ان کا
پروگرام دراصل یہ تھا کہ منگو جیرا کو رنگے ہاتھوں گرفتار کر لیا
جائے... لیکن انہیں یہ اندازہ نہیں تھا... یہاں منگو جیرا کے جائے
پوری فوج موجود ہو گی... اب والد صاحب نے تو ہمیں آپ کی
حفاظت کے لئے بھیجا تھا... یعنی اگر منگو جیرا آپ کو ہلاک کرنے کی
کوشش کرے تو ہم اسے ایسا نہ کرنے دیں... لہٰذا یہ کیسے ہو سکتا ہے
کہ ہم آپ کو دشمنوں کے درمیان چھوڑ کر بھاگ جائیں۔"

"میں اجازت دے رہا ہوں نا۔" اس نے دکھ بھری آواز
منہ سے نکالی۔

"ہم ایسا نہیں کر سکتے۔"

"اوہو... میں جانتا ہوں۔" حامد نیازی چلا اٹھا۔

"آپ جانتے ہیں... کیا جانتے ہیں؟" فرزانہ نے حیران
ہو کر پوچھا۔

"یہ کہ آپ لوگ میری وجہ سے پھنسے ہیں... میں آپ جتنا
تیز نہ دوڑ سکا... آپ کو میری وجہ سے آہستہ دوڑنا پڑا... ورنہ آپ

"اب آجاؤ مقابلے میں ... یہ ہمارا وعدہ رہا ... اب
پستولوں کو ہاتھ نہیں لگائیں گے ... جب تک تم کوئی ایسا قد[م]
اٹھاؤ۔"

"پکی بات ہے؟" محمود نے کہا۔

"بالکل پکی بات۔" سیاہ پوش ہنسا۔

"نہیں ... بالکل کچی بات۔"

ایسے میں ایک خوفناک آواز ابھری ... اس آواز نے
پوش اور اس کے ساتھیوں کو اچھل پڑنے پر مجبور کر دیا۔

☆ ... ☆ ... ☆

... ایک ہاتھ کی مار

انہوں نے دیکھا ... ان کے سامنے ایک اور سیاہ پوش کھڑا
تھا ... لیکن نہ تو وہ اتنا لمبا تھا ... نہ بھاری بھر کم ... وہ بس درمیانے
سے قد کا دبلا پتلا آدمی نظر آ رہا تھا ...

"بب ... باس ... باس آپ اور یہاں ... یہ ... یہ کیسے ہو سکتا
ہے؟" سیاہ پوش نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بمشکل کہا۔

"کیوں ... کیا بات ہے ... کیا میں یہاں نہیں آ سکتا تھا؟"
باس ہنسا۔

"یہ ... یہ بات نہیں باس ... میرا مطلب ہے ... آپ کو
یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی ... ان لوگوں سے نپٹ لینا ہمارے
لیے کیا مشکل تھا۔"

"یہ تم کہہ رہے ہو ... جب کہ ابھی تک ان پر قابو نہیں
پا سکے ... اور اب جو چال یہ چلنے والے تھے ... اس کے بعد تو تم مجھے
منہ دکھانے کے قابل نہ رہ جاتے ... لہٰذا میں نے سوچا ... ایسا وقت
آنے سے پہلے ہی میں کیوں نہ دخل اندازی کروں۔"

"کیا مطلب... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں... یہ لوگ ہم سے چال چل رہے ہیں۔"

"ہاں... تم ان سے لڑنے بھڑنے میں الجھ جاتے اور ان میں سے ایک تمہارے قدموں میں پڑے ان پستولوں کو یہاں سے غائب کر دیتا... پھر وہ ایک دم فائرنگ کر دیتا... اور اس طرح یہ کامیاب ہو جاتے... حامد نیازی کو لے کر یہاں سے نکل جاتے..."

"اوہ نہیں باس... میں پھر بھی انہیں نہ جانے دیتا... آپ جانتے ہیں، میں کس قدر تیز دوڑ سکتا ہوں۔"

"لیکن تم ان سے تیز نہیں دوڑ سکتے۔"

"لیکن باس، ان کے ساتھ حامد نیازی ہے... یہ زیادہ تیز نہیں دوڑ سکتے تھے۔"

"اس وقت یہ ایک سمت میں بھاگتے... تین سمتوں میں دوڑتے... حامد نیازی تو ان میں سے صرف ایک کے ساتھ ہوتا۔"

"اور میں اسی سمت کا رخ کرتا۔" استاد ہنسا۔

"باقی دو تمہیں ایسا نہ کرنے دیتے... نہیں شیخ... تم... نہیں تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے... یہ اور قسم کے لوگ ہیں... خیر... اب میں آ گیا ہوں... ان کی ہر چالاکی کا جواب دینے کے لیے۔"

"تب پھر... اب کیا حکم ہے۔"

"کوئی حکم نہیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی باس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور پھر اس نے تین فائر کیے... ان تینوں کے پستول زمین پر سے غائب ہو گئے۔

"لو، میں نے تمہیں ان کے پستولوں سے نجات دلا دی... اب مل کر ان پر ٹوٹ پڑو... تم تینوں سے قریب ہو... ان میں سے ہر ایک کے حصے میں چھ آدمی تو آ ہی گئے ہیں... باقی دو حامد نیازی کو قابو میں کر لیں... یہ نہ نکل جائے... حامد نیازی ہمارے لیے حد درجے اہم ہے... اس لیے بھی مجھے خود آنا پڑا۔"

"جی... کیا فرمایا آپ نے... حامد نیازی ہمارے لیے بہت اہم ہے۔" استاد نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں، اس قدر اہم... کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"آخر اس کی کیا اہمیت ہے۔"

"یہ ایک راز کی بات ہے... جو بتائی نہیں جا سکتی۔"

"آپ کی یہ بات سن کر حیرت ہوئی۔" استاد نے بوکھلا کر کہا۔

"ابھی اور ہو گی۔"

"آخر اس کی ایسی کیا اہمیت ہے۔" سیاہ پوش نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میں نہیں بتا سکتا۔"

ان کی ان باتوں نے محمود، فاروق اور فرزانہ کو بھی حیرت میں ڈال دیا، ادھر ان کے تمام پستول بیکار ہو چکے تھے اور بیکار حالت میں بھی کہیں دور جا پڑے تھے... ایسے میں انہیں یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ حامد نیازی کی کوئی خاص اہمیت ہے... اچانک محمود نے ہنس کر کہا:

"خوب بے وقوف بنا رہے ہیں آپ انہیں۔"

"کیا مطلب؟" باس نے چونک کر کہا... اس کی آواز میں عجیب سا کھردرا پن تھا... کانوں میں خراش سی پیدا کرتا تھا یہ کھردرا پن۔

"اگر حامد نیازی کی واقعی کوئی اہمیت ہے... تو پھر آپ لوگ انہیں جان سے کیوں مار ڈالنا چاہتے تھے۔"

"وہ صرف ایک ڈراوا تھا... دستخط کرانے کے بعد بھی حامد نیازی کو جان سے مارنے کا کوئی پروگرام نہیں تھا... بلکہ انہیں تو بہت احتیاط سے ہم اپنے ساتھ لے جاتے اور لے جائیں گے۔"

"کک... کیا واقعی۔" فرزانہ کے لہجے میں حیرت ہی حیرت تھی۔

"اس میں ایک فیصد بھی جھوٹ نہیں۔"

"تب پھر ہم بھی اب، انہیں اپنے ساتھ لے کر جائیں گے۔"

"افسوس! اب تم اس قابل نہیں رہے... یہاں ایک کے

ڈ میں جتے ہیں۔"

"ہو جائیں پھر دو دو ہاتھ... اس لیے کہ تم نہیں جانتے۔"

ہا۔

"میں نہیں جانتا؟" اس نے بھنا کر کہا۔

"ہاں! تم نہیں جانتے۔" محمود نے پھر کہا۔

"اوہو! کیا نہیں جانتا، یہ بولو نا۔"

"ایک بار ہمارے نبی ﷺ کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی روانہ کرنے لگے تو پوچھا، آپ کو کتنے مجاہد دیے جائیں، لشکر ساٹھ ہزار ہے... یعنی ساٹھ ہزار کے لشکر کے مقابلے آپ کو کتنے سپاہیوں کی ضرورت ہو گی، تو حضرت خالد بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً کہا، آپ مجھے ساٹھ آدمی دے غور کرو مسٹر باس... ساٹھ ہزار کے مقابلے میں مسلمانوں کا صرف ساٹھ آدمی مانگ رہا ہے... یعنی ایک ہزار کافروں مقابلے میں صرف ایک مسلمان مجاہد... حضرت عمر رضی اللہ نے سمجھا کہ یہ تعداد تو بہت کم ہو گی... لیکن حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ساٹھ آدمی ہی کافی ہو جائیں ان شاء اللہ... چنانچہ انہوں نے ساٹھ مجاہدوں کو ساتھ لے کر مدد سے اور اللہ کی مہربانی سے فتح پائی... تو جناب... ہمارے

مقابلے میں تو صرف چھے گنا ہیں... یعنی ایک کے مقابلے میں چھے... اللہ نے چاہا تو ہم آپ لوگوں کے چھکے چھڑا دیں گے۔"

"محض... ایک کے مقابلے میں چھے اور چھکے نکلے... کیا خوب۔" فرزانہ خوش ہو کر بولی۔

"تم لوگ باتیں کرنے میں بہت زیادہ مشہور ہو... یہ بات بھی جانتا ہوں... لیکن تم لوگوں کا واسطہ مجھ سے کبھی نہیں... مطلب یہ کہ یہ پہلا موقع ہے۔" باس نے جل بھن کر کہا۔

"چلیے پھر.. شروع کریں مقابلہ اور حامد نیازی صاحب آپ کو تو اب فکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی... یہ آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے.. اول تو ہم ہی انہیں کافی ہو جائیں... محمود نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاہاہا۔" باس اس کی بات سن کر ہنسا۔

"نہیں نہیں اس پہلو پر بھی غور کر لینا چاہیے۔"... آواز سنائی دی۔

"کک... کون سے پہلو پر۔" محمود نے چونک کر پوچھا۔

"اگر ہم ان سے شکست کھا گئے... تو بے چارے... کا کیا بنے گا... مانا کہ یہ لوگ انہیں جان سے نہیں ماریں گے... یہ انہیں اپنے ساتھ تو لے جائیں گے... اور کیا یہ ہمارے لیے مرنے کی بات نہیں ہوگی۔"

"ہوں!! اس کا مطلب ہے... ہمیں یہ جنگ ہر حال میں جیتنا ہوگی۔"

"بالکل۔" دونوں ایک ساتھ بولے۔

"مشکل ہے... بہت مشکل۔" باس نے گنگنانے کے انداز میں کہا۔

"یا مشکل ہے... بہت مشکل۔" فاروق نے منہ بنایا۔

ایسے میں محمود کے موبائل کی گھنٹی بجی... اس نے چونک کر باس اور استاد کے ساتھیوں کی طرف دیکھا... پھر بولا:

"اجازت ہو تو فون سن لوں۔"

"ضرور... لیکن فون پر یہ نہیں بتاؤ گے... کہ تم کہاں اور کس پوزیشن پر ہو۔" باس بولا۔

"لو کے..." اس نے کہا اور سیٹ کان سے لگا لیا...

"محمود! جس حالت میں بھی ہو... حامد نیازی کو ساتھ لے کر فوراً آجاؤ... ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر۔" آواز اس کے والد کی تھی۔

"مم... مگر ابا جان۔" محمود نے کہنا چاہا...

عین اسی وقت انہوں نے فون بند کر دیا... وہ دھک سے رہ گیا۔ گویا وہ کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں تھے... آخر اس نے اعلان کرنے والے انداز میں کہا۔

"اب لڑائی شروع ہو جائے تو بہتر ہے، پہلے ہی بہت وقت ضائع ہو گیا... لیکن میرا خیال ہے... یوں مزا نہیں آئے گا... ہم میں سے پہلے صرف ایک میدان میں آئے گا... آپ اس کے مقابلے پر بے شک چھ آدمی بھیج دیں... یا پھر ایک کے مقابلے میں صرف ایک آئے... اصل لڑائی اس صورت میں دیکھنے میں آئے گی۔"

"چلو یونہی سہی۔"

"چلو فاروق... تم مقابلہ کرو گے۔"

"م... میں... پہلے میں... تم کیوں نہیں۔" فاروق ہکلا اٹھا۔

"بزدل کہیں کے... تم آگے بڑھتے ہو یا فرزانہ کو بھیجوں۔"

"حد ہو گئی... مجھے کیوں... تم خود کیوں نہیں۔"

"ہاہاہا... ہاہاہا... تم اور ہم سے لڑو گے... میدان میں نکلنے سے تو ڈر رہے ہو۔"

"وہ تو ہم مذاق کر رہے تھے... یہ لو میں آگیا۔" فاروق نے کہا اور قلابازی کھاتے ہوئے عین درمیان میں آگیا...

"جعو... کیا خیال ہے... مقابلہ کرو گے اس سے۔"

"یہ تو میرے ایک ہاتھ کی مار ہے۔"

"فاروق... تم بھی بس ایک ہاتھ مارنا۔" محمود کی آواز گونجی۔

"ارے باپ رے۔" فاروق گھبرا گیا... کیونکہ اسی وقت

ا۔ دیو قامت آدمی اس کے مقابلے پر اکڑا ہوا تھا۔

"بس... نکل گئی ہوا۔"

"پپ پتا نہیں... ابھی دیکھ کر بتاؤں گا۔" فاروق نے
ں ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا دیکھ کر بتاؤ گے۔"

"ہوا... اور کیا... تم نے سنا نہیں... ہوا دیکھو... ہوا کی دھار
ر"

"حد ہو گئی... ارے بھائی... ہوا نہیں... تیل... تیل
تیل کی دھار دیکھو۔" فرزانہ کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اب شش یہاں تیل کہاں سے لاؤں۔" فاروق نے منہ

"یہ بات بھی ہے..." فرزانہ نے فوراً کہا۔

"ہا... ہا۔" دیو قامت نے منہ سے خوفناک آواز نکالی اور تیر
ن کی طرف آیا۔

فاروق کے چہرے پر خوف اور گھبراہٹ کے آثار نظر
پھر اس نے چیخ کر کہا

"ارے باپ رے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ بے تحاشہ دوڑ پڑا... باس اور اس
اتھیوں نے قہقہے لگائے... جعو ملا کی رفتار سے اس کے پیچھے

دوڑا... اب دونوں سرپٹ دوڑ رہے تھے... اور سب کی نظریں ان
جمی تھیں... یہاں تک دونوں دکھائی دینا بند ہو گئے۔

"اب جیکو اس کی لاش کندھے پر ڈال کر لائے گا۔"
نے اعلان کیا۔

"حد ہو گئی... یہ لوگ اس قدر بزدل ہیں باس اور پھر
مشہور کتنے ہیں۔"

"بس.. لوگ یونہی تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہیں"
باس نے کہا۔

"اب نہ جانے ہمیں کب تک انتظار کرنا پڑے۔"

"فکر نہ کرو... جیکو زیادہ دیر نہیں لگائے گا۔"

پھر بہت دیر ہو گئی... باس نے بے چین ہو کر دور دور
نظریں دوڑائیں... پھر اس نے کہا۔

"اب ہمیں خود جا کر دیکھنا ہو گا... چار آدمی یہاں ٹھہر
ان تینوں پر نظر رکھیں..."

یہ کہہ کر اس نے ان تینوں کی طرف دیکھا... پھر
زور سے اچھلا... اس کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

☆...☆...☆

راکٹ لانچر...

حامد نیازی کا ہاتھ محمود کے ہاتھ میں تھا۔ وہ اسے ساتھ
تحاشہ دوڑ رہا تھا... فرزانہ ان سے ایک قدم پیچھے تھی... وہ
جلد اس جگہ سے دور اپنی کار کے پاس پہنچ جانا چاہتے تھے... اور
نہیں کار نظر آئی... انہوں نے رفتار اور بڑھا دی... ابھی تک
اور اس کے ساتھی ان کی طرف متوجہ نہیں ہو سکے تھے... غالباً
وقت اور اپنے ساتھیوں کے چکر میں تھے۔

"یہ... یہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں۔" حامد نیازی کے لہجے
زمانے بھر کی حیرت تھی۔

"حکم کی تعمیل۔" فرزانہ بولی۔

"کیا مطلب! تمہیں کیسے معلوم ہو گیا، فون پر بات میں نے
تھی۔" محمود چونکا۔

"اندازہ... تم تو جانتے ہی ہو... ہم لوگ اندازے لگانے
س قدر ماہر ہیں..."

"اوہ ہاں! میرے ذہن سے یہ بات نکل گئی تھی... پتا نہیں،

آج کل کی باتوں کو کیا ہو گیا ہے، جب دیکھو ذہن سے نکل … ہیں۔"

"یادداشت کی دوا استعمال کیا کرو گے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"اوہو! میں کہتا ہوں... یہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں… کہاں تو آپ اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے... اور ک… اچانک بھاگ کھڑے ہوئے... اور پھر سب سے زیادہ انوکھی بات… کہ اپنے بھائی کو ان لوگوں کے درمیان چھوڑ آئے ہیں... ہ… تک۔"

"نہیں اس کی مشکل ہے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"کیا مشکل ہے۔" اس نے منہ بنایا۔

"یہ کہ آپ کو ہماری باتوں میں شک نظر آ جائے... … نہیں ہو گا۔"

"اچھا تو مجھے کچھ بتائیں بھی تو۔"

"بہت اچھا... بتاتا ہوں کہ کیا معاملہ ہے اور … پروگرام کیوں تبدیل کرنا پڑا ہے... ویسے ان تمام باتوں سے … حیرت ہمیں آپ پر ہے۔"

"وہ کیوں؟"

"آپ لحہ بہ لحہ پراسرار حد تک زبردست اہمیت حا… کرتے چلے جا رہے ہیں... جب کہ آپ میں کوئی پراسرار بات دو…

…لے نظر نہیں آتی۔"

"اس بات پر میں خود حیران ہوں۔" وہ بڑبڑایا۔

"ابھی آپ اور حیران ہوں گے، اس لیے کہ آپ کو نہیں … اب کیا ہوا ہے۔"

"وہی تو میں جاننا چاہتا ہوں۔"

"یہ ایک سیدھا سادھا سا معاملہ تھا۔" محمود نے کہنا شروع … پھر چونک کر فرزانہ سے بولا

"فرزانہ تم پیچھے کا دھیان رکھنا... ایسا نہ ہو... وہ لوگ ہمیں …

"… فکر رہو..." فرزانہ بولی۔

"ہاں تو حامد نیازی صاحب... آپ لحہ بہ لحہ پراسرار ہوتے … جا رہے ہیں... معاملہ بالکل سیدھا سادھا سا تھا... آپ سرکاری … میں ہیڈ کلرک ہیں... شہر میں سڑک بنوانا اس محکمے کا کام ہے... … بنوانے کا ٹھیکہ دیا گیا، جس پارٹی کو ٹھیکہ دیا گیا، وہ آپ … کرانے کے لیے آئی... لیکن آپ نے دستخط نہیں کیے، اس … آپ کو معلوم تھا کہ یہ سارا معاملہ بالکل فرضی ہے... کاغذات … علاقے کا نام درج ہے، اس نام کا علاقہ پورے شہر میں کہیں … نہیں ہے... لہٰذا آپ نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا... … اس علاقے کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد دستخط کرتا

آپ کی اصل ڈیوٹی ہے... اس طرح معاملہ بڑھا... ان لوگوں نے
پہلے رشوت پیش کی... پھر دھمکی وغیرہ دی... آپ پولیس اسٹیشن
گئے... لیکن سب انسپکٹر تیمور خان نے منکو جیرا کا نام سن کر رپورٹ
درج کرنے سے انکار کر دیا... اس طرح آپ ہمارے پاس آئے...
ہمارے والد صاحب نے آپ کی کہانی سن کر آپ سے کہا کہ آپ
دستخط کرنے کے لیے ان سے ملاقات شالی کے میدان میں کریں...
ساتھ میں انہوں نے ہمیں وہاں پہنچنے کی ہدایات دیں... شالی کے
میدان میں جو ہوا... وہ آپ کو معلوم ہی ہے... اس میں حیرت کی
بات یہ ہے کہ منکو جیرا کیا کم تھا کہ وہاں ان کا انچارج استاد بھی آ گیا اور
اس کے بعد باس صاحب تشریف لے آئے... جب کہ یہ معاملہ کوئی
اتنا بڑا نہیں تھا... پھر یہ کہ اس وقت تک یہ احساس ہوتا رہا کہ وہ
لوگ آپ کو ہلاک کرنے پر تلے ہیں... انہوں نے جنگل کو آگ بھی
لگائی تھی، لیکن بعد میں معلوم ہوا، وہ آپ کو ہلاک ہرگز نہیں کرنا
چاہتے... بلکہ آپ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں... کہاں اور
کیوں... یہ ہمیں معلوم نہیں... ہم نے ان سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ
لیا... تاکہ وہ آپ کو نہ لے جا سکیں... اسی وقت فون آیا... باس نے
مجھے فون پر بات کرنے کی اجازت دی... فون ہمارے والد صاحب کا
تھا..." یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

"آپ رک کیوں گئے... انہوں نے فون پر آپ کو کیا کہا

"یہ کہ جس حالت میں ہو... جہاں ہو... حامد نیازی
[illegible] والے کر فوراً دفتر پہنچو۔"

"کیا مطلب؟" حامد نیازی زور سے اچھلا۔

"ہے نا عجیب ترین بات... مجرموں کے نزدیک تو آپ اہم
[illegible]... اب ہمارے نزدیک بھی ہو گئے... اور ابھی تو دفتر پہنچے پر نہ
[illegible] عجیب ترین بات سامنے آتی ہے... ویسے مارے حیرت کے
[illegible]ہت برا حال ہے... کیا آپ دفتر پہنچنے سے پہلے پہلے میری اس
[illegible] ہم نہیں کر سکتے۔" محمود پھر رک گیا۔

"کیا مطلب... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"آخر آپ میں کیا پر اسراریت ہے..."

"میں خود نہیں جانتا... بالکل کچھ نہیں جانتا۔" اس نے فوراً

"اچھی بات ہے... پھر تو مجبوری ہے... اب دفتر میں پہنچ
[illegible] پتہ معلوم..." محمود کے الفاظ درمیان میں رہ گئے... اسی وقت
[illegible]ران خوف زدہ انداز میں بولی۔

"اوہ... محمود... اوہ... ہم گھر گئے۔"

"حد ہو گئی... میں نے کہا نہیں تھا... دھیان رکھنا۔"

"میں نے دھیان رکھا تھا... لیکن پیچھے سے تو کوئی آیا ہی

نہیں ... اب ہم اچانک کسی گاڑی کے پیچھے پہنچ جائیں ... اور [illegible]
دشمنوں کی ثابت ہو تو اس میں میں کیا کر سکتی ہوں اور میرا کیا
قصور۔"

"کک... کیا مطلب..." حامد نیازی نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں! لیکن آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ [illegible]
لوگ آپ کو جان سے نہیں مارنا چاہتے۔" فرزانہ بولی۔

"اوہو... اغوا تو کرنا چاہتے ہیں نا... پتا نہیں... اغوا کرنے
کے بعد کیا کریں گے میرے ساتھ... لہٰذا میں کیوں نہ ڈروں۔"

"اچھا خیر... آپ ڈر لیں... لیکن بہت زیادہ نہ ڈریں۔"
فرزانہ بولی۔

"کیا آپ مجھ سے مذاق کر رہی ہیں۔"

"نہیں... ہم سے آگے جو بڑی گاڑی ہے... وہ ہمیں [illegible]
مارنے کی تین چار بار کوشش کر چکی ہے... یہ اور بات کہ محمود کی
مہارت کے آگے ان کی دال ابھی تک نہیں گلی۔"

"ارے باپ رے۔" محمود گھبرا گیا۔

"کیوں... تمہیں کیا ہوا؟"

"میں سمجھا تھا... وہ اتفاق سے ٹکرانے لگی تھی۔"

"نہیں عقل مند صاحب... وہ... وہ دیکھو... اس کار [illegible]
پھر سے ٹکر مارنے لگا۔"

"ارے باپ رے۔" محمود نے کہا اور کار کو بریک لگائے...
اس سے عین پیچھے بھی ایک کار تھی... اس نے بریک نہیں لگائے...
لہٰذا اس کی کار کا پچھلا حصہ پچھلی کار کے اگلے حصے سے پوری طرح
لگ گیا... انہیں زبردست دھکا لگا... ادھر آگے جانے والی بڑی
گاڑی نے پورے بریک لگائے... اور ان کے بالکل نزدیک رک
گئی... گویا اب ان کی کار دونوں گاڑیوں کے درمیان میں تھی... اور
دائیں بائیں سے نکلنے کی وہاں کوئی جگہ نہیں تھی اور سڑک اس جگہ
ویران تھی...

"اب کیا خیال ہے دوستو۔" انہوں نے باس کی شوخ آواز
سنی۔

"اوہ! یہ آپ ہیں... کمال ہے۔"

"ہاں! کمال تو ہے..." باس ہنسا۔

"آپ کو اتنی زحمت کرنی کی کیا ضرورت تھی، ہم خود ہی چلے
جاتے۔" فرزانہ بولی۔

"عجیب بزدل نکلے تم... اس طرح بھاگے... جیسے شیر کو دیکھ
کر ہرن بھاگتا ہے... فرق اتنا ہے کہ ہرن کے سینگ ہوتے ہیں...
اور تم بے سینگ کے جانور ہو۔"

"وہ... انکل باس... بس اب کیا بتائیں۔" محمود نے شرما کر
کہا

"کیا کہا... انکل باس۔" باس نے چونک کر کہا۔

"گگ... کیوں... کیا برا لگا۔"

"نہیں... کچھ اچھا سا لگا... ایک بار پھر کہنا... انکل باس۔" اس نے کہا۔

"انکل باس۔" محمود اور فرزانہ نے ایک ساتھ بولے۔

"اور بھئی... تم اپنے بھائی کو وہیں چھوڑ آئے... تم نے ذرا پروا نہیں کی کہ ہم اس کا کیا حشر کریں گے۔"

"ارے باپ رے... گگ... کیا حشر کیا آپ لوگوں نے اس کا۔"

"افسوس! وہ میرے آدمیوں کے ہاتھ نہیں لگ سکا۔"

دونوں نے اس لمحے گہرا اطمینان محسوس کیا۔

"ہم اسی لیے چھوڑ آئے تھے اسے۔" محمود مسکرایا۔

"کس لیے؟" باس نے پھاڑ کھانے والے انداز میں پوچھا۔

"اس لیے کہ وہ آپ لوگوں کے ہاتھ تو آئے گا ہی نہیں... لہٰذا ہم اس کے لیے وہاں کیوں ٹھہریں... آتا رہے گا خود ہی۔"

"ہوں... تم لوگ واقعی عجیب ہو... اب میں تمہارے بارے میں اپنی رائے تبدیل کرنے پر مجبور ہوں۔"

"رائے تبدیل کرنے کا بہت بہت شکریہ... ویسے بتا تو دیں... اب آپ کی ہمارے بارے میں کیا رائے ہے۔"

"یہ کہ تم میں ضرور کچھ باتیں ہیں... تم بلاوجہ مشہور نہیں ہو۔"

"چلئے خدا کا شکر ہے... آپ نے یہ بات تو مانی۔"

"اب مہربانی کر کے گاڑی سے اتر آئیں... کوئی گاڑی... سامنے سے یا پیچھے سے آ گئی تو مسئلہ بنے گا۔"

"پروگرام کیا ہے؟"

"خوب صورت اور پر لطف۔" باس ہنسا۔

"وضاحت کر دیں..." اس نے فوراً کہا۔

"تمہاری گاڑی کو ہم پنکچر کر رہے ہیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ٹائر پھٹنے کے دھماکے ہوئے...

"ہو گئی یہ تو پنکچر... اب آگے کیا حکم ہے۔"

"ہم حامد نیازی کو لے جا رہے ہیں... روک سکتے ہیں تو روک لیں... لیکن اس وقت آپ کی گاڑی ہماری زد میں ہے... اور یہ ایک دھماکے سے اڑ جائے گی..... یقین نہیں تو دائیں طرف اس درخت کی طرف دیکھ لیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی راکٹ لانچر چلنے کی آواز گونجی اور درخت درمیان سے ٹوٹ گیا... ساتھ ہی اس میں آگ لگ گئی۔

"ارے باپ رے... آپ اتنے خوفناک ہتھیار ساتھ لے آئے۔"

"تم لوگوں کے مقابلے میں جو تنہ لے آیا جائے کم ہے۔" باس نے جل کر کہا۔

"آخر یہ حامد نیازی کیا بلا ہیں۔"

"ہاں، یہ سوال پوچھا ہے تم نے کام کا۔" باس نے فوراً کہا۔

"تو پھر اس کام کے سوال کا جواب بھی تو دیں۔"

"افسوس۔" باس نے سرد آہ بھری۔

"کیا ہوا! آپ تو ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگے۔"

"بس میں کیا بتاؤں۔"

"نہیں نہیں... کچھ تو بتائیں۔"

"حامد نیازی کے بارے میں ہم کچھ نہیں بتا سکتے۔"

"کوئی بات نہیں... ہم ان سے ہی پوچھ لیں گے ان کے بارے میں۔"

"یہی تو مشکل ہے... انہیں خود معلوم نہیں۔"

"حیرت ہے... آخر یہ سب کیا ہے۔" اس نے حامد نیازی کو گھورا۔

"پتا نہیں..." حامد نیازی کانپ گیا۔

"اب اگر تم لوگ کار سے باہر نہیں آگئے تو پھر ہم ایک عدد راکٹ لانچر چلا دیں گے۔" باس کی سرد آواز سے ان رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

...وہی گاڑی

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے... آخر محمود کی آواز

"کیا آپ واقعی راکٹ لانچر چلا دیں گے۔"

"ہائیں... تو کیا میں مذاق کر رہا ہوں۔"

"پپ پتا نہیں۔"

"اچھا بس... نیچے اتر رہے ہو یا ہم چلائیں راکٹ لانچر۔"

"اور ہمارے ساتھ آپ حامد نیازی صاحب کو مار ڈالیں ن کی آپ کو سخت ضرورت ہے۔"

"ہاں بالکل مار ڈالیں گے۔" باس نے جل کر کہا۔

"حد ہو گئی... یار باس صاحب... تم تو گرگٹ کی طرح رنگ ..." محمود نے منہ بنایا۔

"کیا کہا... باس صاحب۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"اب میں انہیں اور کیا کہوں... نام تو ہم جانتے نہیں۔"

"ارے تو کوئی فرضی نام رکھ لیتے ہیں۔"

"حد ہو گئی ... تم یوں نہیں مانو گے ... اس کے ساتھ
بھی دوسری دنیا میں جاؤ گے تاکہ وہاں بھی اس کی حفاظت کر
رہو ... ہم چلانے لگے ہیں راکٹ لانچر۔"
"جانے دیں ... کیوں ہم غریبوں کو تنگ کرتے ہیں ...
نیازی صاحب کو ہم لے جاتے ہیں ... باقی سب کو آپ لے جائیں۔"
"باقی سب کو ... کیا مطلب؟" باس چنگھاڑا۔
"یہ ... یہ اپنے ساتھیوں کو۔"
"حد ہو گئی ... یہ لوگ اس طرح کار سے نہیں نکلیں
اسی طرح کار میں بھسم ہو جائیں گے ... چلاؤ دو راکٹ لانچر۔"
"ارے ارے ... ایک منٹ۔" محمود اور فرزانہ ایک س
چلائے۔
"بس نکل گئی جان ... نکلو پھر باہر۔"
دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ... اب ان
پاس کوئی راستا نہیں تھا ... وہ بری طرح پھنس چکے تھے ... دو
طرف ان کے والد کا حکم تھا کہ حامد نیازی کو ساتھ لے کر
پہنچو ... آخر وہ کار سے اتر آئے۔
"لیجیے ... آپ خوش ہو جائیں۔"
"حامد نیازی ... تم اس طرف آ جاؤ ... انہیں تو اب
نہ جانا ہو گا ... دیکھا ہماری وجہ سے تم کتنے کلومیٹر پیدل چلنے

نے ... ہاہاہا۔"
"حامد نیازی نے بے چارگی کے عالم میں ان کی طرف دیکھا،
ڈر رہا ہو۔
"اب میں کیا کروں!"
"مجبوری ہے ... نیاز حامدی صاحب ... پھر ملیں گے ... اگر
ئی نے ملایا۔" فرزانہ جلدی سے بولی۔
"کک ... کیا ... کیا کہا ... نیاز حامدی۔" حامد نیازی کے منہ
مارے حیرت کے نکلا۔
"اوہ معاف کرنا ... جاتے جاتے یہ منہ سے کیا نکل گیا ..."
"اس میں آپ کا کیا قصور ... آپ نے تو مجھے ان لوگوں سے
نے کی ہر ممکن کوشش کی ..."
پھر وہ ان کی گاڑی کی طرف بڑھ گیا ...
"ان کی گاڑی سرکا کر کھائی میں گرا دو۔" باس نے اپنے
ساتھیوں کو حکم دیا۔
"اس کی کیا ضرورت ہے ... اس کے چاروں ٹائر تو بیکار
چکے ہیں آپ ... اب کھائی میں گرا کر کیا مل جائے گا آپ کو۔"
"چلو تم لوگوں کا نقصان تو زیادہ ہو جائے گا۔" باس نے ہنس
کر کہا۔
"حامد نیازی صاحب کی اس سارے چکر میں کیا اہمیت

ہے۔"

"میں اس سارے معاملے میں اس سوال کا جواب نہ پوچھتا... نہ اس سوال کا جواب دیا جا سکتا ہے۔" باس نے فوراً کہا۔

"آپ کی مرضی... ویسے کیا خود آپ کو معلوم ہے۔" محمود نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"کیا چیز؟" اس نے پوچھا۔

"حامد نیازی کی اہمیت۔"

"میں اس سوال کا جواب دینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔"

"اوکے... آپ کی مرضی۔" محمود نے کندھے اچکائے۔

ان کی گاڑی کھائی میں گرا دی گئی... وہ دیکھتے رہ گئے... کچھ نہ کر سکے، پھر وہ لوگ حامد نیازی کو لے کر چلے گئے۔

"افسوس! یہ تو کچھ نہ ہوا۔" فرزانہ بولی۔

"ہم بھی دفتر نہیں جائیں گے... نہ گھر جائیں گے... بلکہ پیدل اس سمت میں جائیں گے جس سمت میں یہ لوگ گئے ہیں۔" محمود نے اپنا فیصلہ سنایا۔

"پاگل ہو گئے ہو کیا۔"

"ہاں... ہو گیا ہوں... تمہیں میرا ساتھ نہیں دینا، نہ دو... میں اکیلا جاؤں گا۔" اس نے پرعزم لہجے میں کہا۔

"حد ہو گئی... آئے بڑے معرکے سر کرنے والے... چلو میں بھی ساتھ ہی... لیکن فاروق کہاں رہ گیا..."

"اس نے سوچا ہو گا... ہم دونوں حامد نیازی کو لے ہی آئیں گے لہٰذا کنی کاٹ کر گھر کی راہ لو..."

"اس صورت میں بھی اسے کار کی طرف آنا چاہیے تھا..."

"یہاں سے شہر جانا کیا آسان کام ہے۔"

"اس نے سوچا، کار کی ہمیں زیادہ ضرورت ہو گی۔"

"اچھا خیر... میں گھر کا رخ نہیں کروں گا... آخر ہم ابا جان کے بیٹے کہلائیں گے۔"

"ٹھیک ہے... میں تمہارا ساتھ دوں گی۔"

دونوں چلتے رہے... چلتے رہے... ایسے میں انہیں سڑک پر رومال پڑا نظر آیا... رومال میں کوئی چیز بندھی ہوئی تھی...

"ارے باپ رے... یہ... یہ رومال تو فاروق کا ہے۔" فرزانہ چلا اٹھی۔

"ہائیں..." محمود کے منہ سے نکلا۔

دونوں تیزی سے اس کی طرف بڑھے... رومال واقعی فاروق کا تھا... فرزانہ نے اس کو اٹھا لیا... اس میں کوئی چیز تھی... کھولا تو اندر سے لائٹر نکلا... اور کاغذ کا ایک پرزہ... فاروق کا لکھا تھا۔

"میں ان کی گاڑی کے نیچے ایک جگہ لیٹا ہوا ہوں...
جہاں جائیں گے ... میں بھی خود بخود وہاں پہنچ جاؤں گا... انشاء
اللہ... اگرچہ یہ لیٹنا آسان کام نہیں... لیکن کرنا تو پڑے گا...
تو تم بھی اسی سمت میں آجاؤ۔"

ان پر جوش طاری ہو گیا... ان کے قدم تیز اٹھنے
تین گھنٹے چلتے رہنے کے بعد آخر وہ ایک آبادی تک پہنچ گئے۔
جگہ سے انہیں ایک ٹیکسی مل گئی... اب وہ اس ٹیکسی کے ذریعے
سڑک پر چلتے رہے... وہ سڑک شہر کے شمالی حصے تک جاتی
شہر میں داخل ہو کر ڈرائیور نے ان سے پوچھا

"اب کس طرف جانا ہے۔"

"بس! ہمیں یہیں اتار دیں۔"

اس نے اپنا بل لیا اور چلا گیا...

"اب ہم کیا کریں... وہ تو نہ جانے یہاں سے کس
گئے ہوں گے۔"

"ہم یہاں سے ابا جان کو تو فون کر ہی سکتے ہیں... چلو
سے زیادہ سے ان کی جھاڑ سن لیں گے ... لیکن انہیں حالات
بتا سکیں گے۔"

"کرو پھر فون۔"

اس نے ان کے موبائل نمبر ڈائل کیے ... لیکن ان

...ط ... ہو گا... اب اس نے سب انسپکٹر اکرام کے نمبر ملائے... اس
... سنتے ہی اکرام نے کہا:

"اف! تم لوگ کہاں ہو؟"

"ہم وہاں ہیں، جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی۔"

"حد ہو گئی... تمہیں شاعری کی سوجھ رہی ہے... ادھر
ابا جان کی جان پر بنی ہے۔"

"وہ... وہ کہاں ہیں۔"

"جب تم لوگ کافی انتظار کے بعد بھی نہ آئے... تو وہ خود
...ری تلاش میں نکل گئے... اب تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع
نہیں ملی۔"

"انہوں نے ہم سے موبائل پر رابطہ کیوں نہیں کیا۔"

"وہ کوشش کرتے رہے... لیکن تمہارا موبائل بند تھا۔"

"اوہ ہاں... میں نے خود بند کیا تھا... حالات ہی ایسے تھے..
اب آپ فوراً یہاں آجائیں..." اس نے کہا۔

محمود نے پتا نوٹ کرایا... جلد ہی اکرام اپنے چند ماتحتوں
کے ساتھ وہاں پہنچ گیا... اب وہ پولیس جیپ میں سوار ہوئے اور
...ں کی تلاش میں نکلے۔ انہوں نے ان سے موبائل پر رابطہ کرنے
کی کوشش بھی کی... لیکن ہو نہ سکا... کئی گھنٹے کی ناکام تلاش کے بعد
اکرام نے کہا۔

"اب کیا کریں۔"

"ابا جان سے موبائل پر بات کرتے ہیں، دراصل ہم

شرمندگی سے بچنے کے لیے اپنے فون بند کر دیے تھے... لیکن اب

سے بات کرنا ہی ہوگی۔"

انھوں نے انسپکٹر جمشید کے نمبر ملائے... محمود کی آواز

ہی وہ شدید غصے کی حالت میں بولے:

"میں تم سے بعد میں سمجھ لوں گا، جلدی بتاؤ، اس وقت تم کہاں ہو

محمود نے اپنی پوزیشن بتائی... جلد ہی وہ اپنی جیپ میں

پہنچ گئے... ان کا چہرہ غصے سے سرخ تھا۔

"آخر یہ سب کیا ہے... تم نے موبائل کیوں بند کیے تھے

"شرمندگی سے بچنے کے لیے۔"

"حد ہو گئی... کیا اب تم شرمندگی محسوس نہیں کر رہے

"جی... وہ تو خیر کر رہے ہیں۔"

"ارے... فاروق کہاں ہے۔"

اب انھوں نے تفصیل سنائی... ان کی آنکھیں پھیلتی

گئیں... آخر وہ ہنس پڑے:

"یہ کیا... آپ تو ہنسنے لگے... جب کہ ہماری کمائی میں

کی تو ایک بات بھی نہیں..."

"فاروق ضرور ان کے جال میں پھنس گیا ہے... اب

ان لوگوں کو تلاش کرنا ہی ہوگا۔"

"لیکن کیسے ابا جان؟"

"فاروق اتنا بے وقوف نہیں... شہر میں داخل ہوتے ہی وہ

... اب کسی سمت مڑی ہوگی تو اس نے وہاں ضرور کوئی نشانی گرائی

ہوگی... جیسے اس نے رومال گرایا تھا... اس جگہ واپس چلو... جہاں تم

... سے اترے تھے۔"

"او کے سر۔" اکرام نے کہا۔

مطلب وہ اس جگہ آئے... یہاں سے سڑک تین طرف جا رہی

تھی... انھوں نے تینوں سڑکوں پر کچھ دور پیدل چل کر دیکھا... آخر

ایک طرف سڑک پر انھیں پاؤڈر کے ذرات نظر آ گئے... فاروق

... میں پاؤڈر بھی رکھتا تھا۔

"وہ مارا۔" فرزانہ چلا اٹھی۔

"یہاں سے صرف اس سمت میں جا سکتے ہیں... جس سمت میں

... ہیں، آگے وہ کہاں گئے ہوں گے... یہ ہمیں معلوم نہیں۔"

... جمشید نے منہ بنایا۔

"لیکن فاروق نے آگے بھی پاؤڈر گرایا ہوگا۔"

"بالکل... کیوں نہیں۔" محمود نے پرجوش انداز میں کہا۔

اب ان کا قافلہ آگے بڑھا... آگے یہ سڑک بھی دو سڑکوں

... میں تقسیم ہوگئی... وہاں پر پاؤڈر کے ذرات نظر آئے... وہ اس

سڑک پر ہو لیے... ایسے میں فرزانہ چلا اٹھی...

"اوہو، ہم ابھی ابھی جس کوٹھی کے پاس سے گزرے ہیں، اس کے اندر میں نے ویسی گاڑی دیکھی ہے..."

"تمہارا مطلب ہے... جیسی گاڑی میں وہ لوگ حامد نیاز کو لے گئے ہیں۔"

"جی ہاں۔"

"واہ... مزا آگیا... اکرام واپس چلو۔"

ایک منٹ بعد وہ ایک کوٹھی کے سامنے پہنچ گئے... اس میں وہی گاڑی موجود تھی...

☆...☆...☆

... غور کی ضرورت

"یہ وہی گاڑی ہے ابا جان اور اس کے ذریعے فاروق یہاں لایا گیا ہے۔" فرزانہ نے پر یقین انداز میں کہا۔

"چلو شکر ہے... ہم یہاں تک تو آئے..."

اب انہوں نے آگے بڑھ کر دستک دی، دن کا وقت تھا، وہ دیوار وغیرہ کے ذریعے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتے تو لوگ جمع ہو جاتے... اس لیے انہوں نے براہ راست اندر داخل ہونے کا فیصلہ کیا۔

"تم نے نمبر نوٹ کیے تھے اس کے... کیونکہ اس بات کا امکان بھی بہر حال موجود ہے کہ یہ گاڑی وہ نہ ہو۔"

"جی نہیں... ہم اس کو کافی دیر تک دیکھتے رہے ہیں... نمبر بھی وہی ہیں۔"

"بہت خوب!" انہوں نے کہا اور ایک بار پھر بے خیالی میں دستک دے ڈالی، ورنہ پہلی بار دستک دینے کے بعد وہ ایک منٹ تک انتظار کرتے تھے...

"آرہا ہوں۔" اندر سے آواز سنائی دی۔

پھر دروازہ کھلا... ایک لمبے قد کے دبلے پتلے آدمی پر ان

نظریں پڑیں... اس کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔

"اتنی سی دیر میں دوبار گھنٹی بجادی... اندر سے باہر آنے

کچھ وقت لگتا ہے اور پھر بعض اوقات آدمی باتھ روم وغیرہ میں

ہے... اور گھر میں کوئی اور ایسا نہیں ہوتا جو دروازہ کھول سکے۔"

"ہم معافی چاہتے ہیں... دوسری بار اس قدر جلد

جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا، بس یونہی بلا سوچے سمجھے بٹن پر انگلی

گئی۔"

"چلیے خیر... کوئی بات نہیں..." وہ مشکل سے مسکرایا۔

"یہ آپ کا گھر ہے۔"

"جی ہاں! آپ کو کوئی اعتراض ہے۔" اس کا منہ پھر بن

"شاید آپ میں غصہ کچھ زیادہ ہے۔" محمود نے جل کر کہا

"ہاں جناب! بدقسمتی سے یہی بات ہے، میں ایک بار

معافی چاہتا ہوں۔"

"ایک بار پھر... کیا مطلب جناب! پہلی بار آپ نے ہم

کب معافی مانگی تھی۔" محمود نے چونک کر پوچھا۔

باقی لوگ مسکرا دیے... اس کا منہ اور بن گیا... جلا کر بولا

"آپ کیا چاہتے ہیں مجھ سے... یہ بتائیں... اور آپ ا

وہ سے کیوں ہیں۔"

"ہم اتنے بہت سے اللہ کی مہربانی سے ہیں... آپ کا نام۔"

"اب جب تک آپ بات نہیں بتائیں گے، میں کچھ نہیں

دوں گا۔" وہ جھلا کر بولا۔

"لو کے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

انہوں نے اپنا کارڈ نکال کر دکھایا... وہ پریشان ہو گیا۔

"میرا نام اختر عباس ہے... فرمایئے! میں کیا خدمت کر سکتا

ہوں۔" اس کا لہجہ اب بالکل بدل چکا تھا۔

"ہم آپ کے گھر کی تلاشی لینا چاہتے ہیں... ویسے آپ کام

کیا کرتے ہیں۔"

"میرا کافی بڑا کاروبار ہے... تاجر ہوں کئی چیزوں کا۔"

"تب پھر... تلاشی دینے کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

"آخر آپ کیوں تلاشی لینا چاہتے ہیں۔"

"اس کی بہت بڑی وجہ ہے... ہمارے خیال میں یہاں ایک

صاحب کو اغوا کر کے لایا گیا ہے۔"

"کک... کیا... کیا کہا... یہ تو آپ نے مجھ پر بہت بڑا

الزام لگا دیا۔"

"ہم مجبور ہیں... اس لیے کہ یہاں وہ گاڑی موجود ہے۔"

انہوں نے گاڑی کی طرف اشارہ کیا۔

"لک... کیا مطلب... گاڑی۔" اس نے آنکھیں نکالیں۔

"ہاں جناب! اس گاڑی کے ذریعے اغوا کیا گیا ہے ان صاحب کو۔"

"اوہ! اب میں سمجھا... آیئے آیئے... میں آپ کا اطمینان کرا دیتا ہوں۔"

"کیا فرمایا آپ نے... آپ ہمارا اطمینان کرائیں گے۔"

فرزانہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! اس لیے کہ... اب پوری بات میری سمجھ میں آگئی ہے... میری گاڑی دراصل چرائی گئی تھی... ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی... علاقے کے سب انسپکٹر نے فون کیا تھا کہ گاڑی تلاش کر لی گئی ہے... فلاں جگہ کھڑی ہے... آکر لے جائیں... چنانچہ میں گیا اور گاڑی لے آیا... یہاں سے چار کلو میٹر دور سڑک کے کنارے یہ پائی گئی ہے... گویا جن لوگوں نے اسے چرایا تھا... انہوں نے اس کے ذریعے اغوا کی واردات کی ہے... ارے باپ رے... میرے بارے میں آپ جس طرح چاہیں، اطمینان کرلیں... آس پاس والوں سے پوچھ لیں... سب انسپکٹر خادم سے پوچھ لیں۔"

"او کے او کے... ہم یہ سب کام کریں گے... اگر اس جرم سے آپ کا کوئی تعلق نہیں تو آپ کو پریشان ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں... عام طور پر جرائم پیشہ لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔

ی شریف آدمی کی گاڑی چراتے ہیں... اس پر واردات کرتے ہیں اور پھر گاڑی کسی سڑک پر چھوڑ جاتے ہیں... لہٰذا آپ بے فکر ہو جائیں... لیکن ہمیں اپنا کام تو کرنا ہو گا... اس گاڑی پر مجرموں کی انگلیوں کے نشانات تو ہوں گے... وغیرہ وغیرہ۔"

"ضرور... کیوں نہیں... آیئے... تشریف لایئے۔"

وہ اندر داخل ہوئے۔ اکرام اور اس کے ماتحتوں نے گاڑی پر اپنا کام شروع کیا... وہ ایک طرف بیٹھ گئے۔

"انکل... وہ کیا نام بتایا تھا آپ نے اپنا... ہاں یاد آیا... اختر خاں صاحب... آپ کی کوٹھی بہت خوب صورت ہے... اجازت ہو تو ذرا گھوم پھر کر دیکھ لیں۔" ایسے میں فرزانہ نے تعریفی انداز میں نظریں گھماتے ہوئے کہا۔

"اوہ... ضرور... کیوں نہیں۔" اس نے فوراً کہا۔

"آپ کی طرف سے اجازت ہے ابا جان۔"

"ہاں بھئی... کیوں نہیں۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

وہ سمجھ گئے تھے... اس بہانے وہ دونوں فاروق کو تلاش کرنا چاہتے ہیں... محمود اور فرزانہ پہلے گاڑی کی طرف آئے۔

"انکل! کوئی جھلک نظر آئی؟" فرزانہ نے دبی آواز میں کہا۔

"اوہ ہاں!" وہ بولے۔

"گویا وہ یہی ہے۔"

"بالکل! اس میں شک نہیں۔"

"لوگ واردات کرنے والے پہلے چوری کی رپورٹ بھی درج کرا دیتے ہیں... تاکہ بعد میں یہ کہہ کر صاف بچ جائیں۔"

"ہاں! تم فکر نہ کرو۔" اکرام مسکرایا۔

"ہم ذرا گھر کی سیر کرنے جا رہے ہیں... امید ہے فاروق کو ساتھ لے کر لوٹیں گے۔"

"ارے تو الو کی آواز منہ سے نکال لو نا ذرا۔" اکرام نے گویا یاد دلایا۔

"اوہ ہاں... یہ ٹھیک ہے۔" محمود چونکا اور پھر اس کے منہ سے الو کی آواز نکلی... یہ آواز ان کے درمیان اشارے کا کام کرتی تھی... مطلب یہ تھا کہ اگر عمارت میں فاروق کہیں موجود ہے تو وہ بھی جواب میں الو کی آواز نکالے گا... لیکن جواب میں فاروق کی آواز سنائی نہ دی۔

"ہو سکتا ہے انکل... وہ بے ہوش ہو۔"

"ہاں واقعی... تم جاؤ... چیک کرو... یہاں میں اپنا کام کر رہا ہوں۔" اکرام بولا۔

دونوں نے سر ہلائے اور اندر کی طرف بڑھے... انہوں محسوس کیا... اختر عباس کی نظریں ان پر ہی لگی تھیں... گویا تمیں وہ

...والد سے کر رہا تھا... وہ اندرونی دروازے پر پہنچے... دروازہ

"اندر کچھ لوگ موجود ہیں اختر صاحب؟" محمود نے بلند ...پوچھا۔

"نہیں... آج یہاں میرے علاوہ کوئی نہیں ہے... میرے ...والد اپنے گاؤں گئے ہوئے ہیں... چند دن تک آئیں گے۔"

"اوہ اچھا۔" وہ بولا اور پھر اندر داخل ہو گئے۔

"اگر اندر کوئی نہیں ہے... تب تو ہمیں آسانی رہے گی۔" ...وہ نے سرگوشی کی۔

"...ل... لیکن۔" فرزانہ کے لہجے میں خوف تھا۔

"کیا... کیا ہوا... تم یہ لیکن کہاں سے لے آئیں۔"

"میں ایسا محسوس کر رہی ہوں جیسے کوئی ہمیں گھور رہا ہے... ...ے جا رہا ہے۔" اس نے دبی آواز منہ سے نکالی۔

"اوہو... اچھا۔" محمود نے فوراً کہا اور پھر اس نے چاروں ...طرف نظریں گھمائیں... لیکن اس نے ایسی کوئی بات محسوس نہیں ...کی... وہ جانتا تھا... فرزانہ کی حس اس کی نسبت بہت تیز ہے...

"اگر یہ بات ہے... تو ہمیں بہت احتیاط کرنا پڑے گی۔"

"بہتر تھا... ابا جان ہمارے ساتھ آ جاتے... ارے... یہ... ...ڈر کے ذرات اور فاروق کے جوتوں کے نشانات... وہ

مارا۔"

فرزانہ کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں...

محمود نے بھی فرش کا بغور جائزہ لیا اور بولا:

"اس میں شک نہیں... فاروق اس عمارت میں ہی موجود ہے... یا کم از کم اسے یہاں لایا ضرور گیا ہے... یہ اور بات کہ اب وہ جواب دینے کی پوزیشن میں نہ ہو۔"

"تب پھر ہمیں جلدی کرنا چاہیے۔"

دونوں نے تیزی سے پوری کوٹھی کی تلاشی لے ڈالی لیکن فاروق کہیں بھی نظر نہ آیا.. کسی کمرے کو تالا بھی نہیں لگا ہوا ایک برآمدے میں فاروق کے جوتوں کے نشانات پھر نظر آئے لگے غور کرنے...

"اگر یہ اس قدر چالاک آدمی ہے... تو اس نے فر جوتوں کے نشانات کیوں نہیں مٹائے۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"پہلی بات تو یہ کہ اسے ایک فیصد بھی امید نہیں تھی لوگ یہاں پہنچ جائیں گے، اب اسے فاروق کی باریک عادتوں نہیں ہے... دوسرے یہ کہ ہو سکتا ہے، اس کوٹھی میں کوئی تہ ہو۔"

"اوہ ہاں، اب تہ خانے کو تلاش کرنا پڑے گا۔"

انہوں نے کمروں کے فرش اور دیواروں کو ٹھونک

دیکھنا شروع کیا... کافی دیر تک وہ مصروف رہے... اس حد تک کہ انہیں وقت کا پتا ہی نہ چلا... آخر انہوں نے اپنے والد کی آواز سنی:

"کیا ہوا بھئی... اب تک تم کوٹھی کی سیر سے فارغ نہیں ہوئے... تمہارے انکل تو فارغ بھی ہو چکے ہیں۔"

"انہوں نے بہت پھرتی دکھائی۔"

"بھئی صرف ایک گاڑی کو ہی تو دیکھنا تھا..."

"اوہ ہاں... واقعی... لیکن ہمارا کام ابھی پورا نہیں ہوا۔"

... نے منہ بنایا۔

"کیا مطلب... کون سا کام... آپ تو کوٹھی کی سیر کرنے آئے تھے۔" اختر عباس نے بوکھلا کر کہا۔

"ہم نے سوچا... لگے ہاتھوں اپنے بھائی کو بھی تلاش کر لیا جائے..."

"ہم... میں سمجھا نہیں۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ابا جان! آپ انہیں سمجھا دیں۔" فرزانہ مسکرائی۔

"ہمارا خیال ہے... اس گاڑی میں ایک صاحب کو اغوا کر کے یہاں لایا گیا ہے... ان صاحب کا نام حامد نیازی ہے... اور پوشیدہ طور پر اس گاڑی پر ساتھ چپک کر ہمارا بھائی بھی یہاں تک آیا اس کی آمد کی نشانات بھی انہوں نے یہاں دیکھے ہیں... لیکن تلاشی لینے پر ہم اسے تلاش نہیں کر سکے... مہربانی فرما کر اب آپ

خود بتا دیں کہ وہ دونوں کہاں ہیں۔"

"ارے باپ رے... آپ تو مجھے پھانسنے پر تل گئے ہیں۔"

وہ زور سے اچھلا۔

"ہم آپ کو کیا پھانسیں گے... آپ تو خود پھنس گئے ہیں

یہ دیکھیے... پاؤڈر کے ذرات اور آپ نے ایک بات پر غور نہیں کیا۔

"کک... کون سی بات پر۔" اس کے منہ سے بے اختیار

انداز میں نکل گیا۔

انسپکٹر جمشید بھرپور انداز میں مسکرا دیے، پھر بولے۔

"ہم اس قدر جلد اور سیدھے یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔"

"بھلا مجھے اس پر غور کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"اگر آپ مجرم ہیں... حامد نیازی کو اغوا کرنے میں آپ

ہاتھ ہے... تب آپ نے ضرور اس بات پر غور کیا ہے... اب

مجھے تو بتانے سے رہے کہ آپ اس بات پر غور کرتے رہے ہیں۔

عین اس لمحے کوٹھی میں ایک آواز گونجی... آواز حد در

پر ہول تھی۔

☆...☆...☆

☜ ... الاسکا

"یہ... یہ آواز کیسی تھی۔" اختر عباس نے چونک کر پوچھا۔

"یہ آپ ہم سے پوچھ رہے ہیں... کوٹھی آپ کی ہے یا

[illegible]

"میں نہیں جانتا... آواز کیسی تھی۔" وہ کانپ گیا۔

"تب پھر... فوراً بتائیں... فاروق اور حامد نیازی کہاں ہیں،

انہیں کوئی نقصان پہنچ گیا تو ہم آپ کو کہیں کا نہیں رہنے دیں

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں... ایک شریف آدمی پر اغوا کا

الزام لگا رہے ہیں... میں پولیس کو بلانے پر مجبور ہوں۔"

"ہمارا تعلق بھی تو پولیس سے ہے اور ہم یہاں بن بلائے ہی

آئے ہیں... لہٰذا آپ کیوں زحمت کرتے ہیں۔"

"نہیں... اب سب انسپکٹر صاحب کو بلانا پڑے گا۔"

"چلیے جیسے آپ کی مرضی... لیکن اگر تہہ خانہ میں کوئی گڑبڑ

نکلی تو ذمے دار آپ ہوں گے..." انسپکٹر جمشید پرسکون انداز میں

بولے۔
"آپ بار بار مجھے تہ خانے کی دھمکی دے رہے ہیں۔۔۔
یہاں کوئی تہ خانہ ہے تو اس کو تلاش کیوں نہیں کر لیتے۔"
"کرلیں پھر تلاش؟" انھوں نے عجیب سے انداز
پوچھا۔
"ہاں! کرلیں۔" وہ چیخا۔
"آپ آہستہ آواز میں بات نہیں کر سکتے۔" انسپکٹر جمشید
سرد آواز میں کہا۔
"سوری!" اس نے فوراً کہا۔
"اب میں تہ خانہ تلاش کرنے لگا ہوں... آپ ذرا
دیوار سے ہٹ کر ادھر آجائیں... میں اسی کمرے میں تہ خا
دروازہ کھول کر دکھا رہا ہوں۔"
"آپ شاید خواب بہت دیکھتے ہیں... یا پھر خیالی پکاؤ
پکاتے رہتے ہیں۔"
"حد ہو گئی... آپ اب تک دیوار سے ہٹے کیوں نہیں"
انسپکٹر جمشید نے اس بار سرد آواز منہ سے نکالی۔
وہ سہم گیا اور پھر دیوار سے ہٹ آیا... اس جگہ دیوار پر ا
بہت بڑا فریم لگا ہوا تھا... آگے بڑھ کر انھوں نے اس فریم کو
سے ہٹا دیا... جونہی فریم ہٹا... ایک دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی

انھوں نے کمرے کے فرش میں ایک خلا نمودار ہوتے دیکھا..
عباس بھڑک کر کمرے سے نکلنے لگا... لیکن محمود نے فوراً اپنی
ٹانگ آگے کر دی... وہ دھڑام سے گرا... اور گرا بھی منہ کے بل۔
"فاروق کیا تم نیچے ہو۔"
"اور میں کہاں ہو سکتا ہوں۔" فاروق کی آواز سنائی دی۔
"اور حامد نیازی۔"
"وہ میرے ساتھ نہیں ہے۔"
"خیر... تم تو اوپر آؤ... اب ہم اس سے معلوم کر ہی لیں
گے۔" وہ بولے۔
فاروق تہ خانے سے نکل آیا... اس وقت تک محمود اور
اختر عباس کی مرمت شروع کر چکے تھے اور وہ بری طرح چلا
رہا تھا۔
"ہائیں... یہ کیا... اس بے چارے کو کیوں مار رہے ہو۔"
فاروق چلا اٹھا۔
"یہ... یہ بے چارہ ہے۔" محمود نے جھلا کر کہا۔
"اور کیا... یہی تو وہ شخص ہے... جس نے میری جان بچائی
"حد ہو گئی... کیا بات کر رہے ہو... [illegible] اسی نے
تمھیں تہ خانے میں بند کیا ہے۔"

"بالکل کیا ہے... لیکن اس کے ساتھی میری جان لینے
تلے تھے... یہ واحد شخص تھا، ان کے درمیان جس نے کہا تھا... نہ مار
اسے جان سے نہ مارو... بلاوجہ خون بہانے کی کیا ضرورت ہے
جب خون بہائے بغیر کام چل سکتا ہے... تو پھر کیوں ایسا کیا جائے
اس طرح ان کے ہاتھ رک گئے... پھر ان لوگوں نے مجھے تہ خا[...]
میں بند کر دیا... اب بتاؤ... اس نے میری جان بچانے کی کوشش
ہے یا نہیں۔"

"ہاں کی ہے... لو... چھوڑ دیتے ہیں اسے... لیکن ایک
شرط پر... یہ ہمیں فوراً بتا دے... حامد نیازی کہاں ہے۔"

"بتا دو بھائی... تمہاری مہربانی... میں تمہیں مار کھاتے نہ[...]
دیکھ سکتا۔"

"اچھا بتاتا ہوں... ذرا سانس لے لوں۔" اس نے کہا۔

"اور اگر تم یہ بھی بتا دو... کہ حامد نیازی کی کیا اہمیت ہے
تو اور بھی اچھا ہے۔"

"یہ مجھے نہیں معلوم..." اس نے فوراً کہا۔

"خیر... جو تمہیں معلوم ہے... وہ بتا دو۔"

"او کے... حامد نیازی کو اس وقت بحری جہاز 'الاسکا' پر
کیا جا چکا ہو گا۔" اس نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا... بحری جہاز الاسکا۔" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو[...]

"کیوں... کیا آپ الاسکا کے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔"

"نہیں... مجھے تو یہ سن کر حیرت ہوئی ہے کہ اسے بحری
[...]سوار کرایا گیا ہے... آخر کیوں؟"

"نہیں معلوم... کسی کو نہیں معلوم... باس تک کو معلوم
[...] جس کے لیے ہم سب کام کرتے ہیں۔"

"جہاز کس وقت روانہ ہو گا۔" انسپکٹر جمشید نے پریشان
[illegible]

"آج کسی وقت..."

ایک منٹ... پہلے ہم یہ تو معلوم کر لیں کہ جہاز ابھی تک
[...]گاہ پر موجود ہے... یا روانہ ہو چکا ہے۔"

یہ کہہ کر انہوں نے بندرگاہ کی انتظامیہ سے رابطہ کیا اپنا
[...] کرانے کے بعد انہوں نے پوچھا...

"الاسکا کی روانگی کا کیا وقت ہے۔"

"وہ بس روانہ ہو رہا ہے۔"

"اوہ... اوہ... اچھا شکریہ۔"

اب انہوں نے فوری طور پر آئی جی صاحب کے نمبر ملائے
[...] دہشت کے عالم میں جلدی جلدی بولے۔

"سر... آپ نے مجھے حامد نیازی کے بارے میں حکم دیا تھا"

طرف سرک گئی۔

"کیا آپ پنشی کو روانہ کرنے کا انتظام کر چکے ہیں سر۔"

"کرنے ہی لگا تھا کہ بیل کا بزر کی آواز آئی۔"

"تو آپ ذرا پہلے یہ کام کر ڈالیں۔"

"صدر صاحب کیا خیال کریں گے... کہ میں اس کی
نہیں سن رہا ہوں اور اپنے کام میں لگا ہوں۔" اس نے گھبرا کر کہا

"لیکن یہ کام بھی صدر صاحب کا ہی ہے... ہمیں جس
کی تلاش ہے... ہو سکتا ہے، اسے اس جہاز پر سوار کر لیا گیا
اور وہ اس جہاز پنشی پر موجود ہو۔"

"اچھا... میں کرتا ہوں... لیکن ذمے داری آپ لوگوں
ہوگی۔"

"آپ فکر نہ کریں۔"

وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گیا اور اپنے کسی ماتحت سے موبا
بات کرنے لگا... دوسری طرف صدر صاحب کہہ رہے تھے

"انشارجہ کے صدر نے مجھ سے بات کی ہے... لو
فوری طور پر آنا پڑا ہے، انھوں نے درخواست کی ہے کہ الاسکا
درست وقت پر مدرگاہ سے روانہ ہو جائے... کیونکہ راستے میں
مدرگاہ سے کچھ بہت ضروری سامان لدوانا ہے... اس سامان
انشارجہ کو فوری ضرورت ہے۔"

"حامد نیازی کے بارے میں بھی تو آپ ہی کی ہدایت ہیں

"ہاں! ہدایات ہیں... لیکن انشارجہ کے صدر اس بات کی
... کے لیے تیار ہیں... کہ اس جہاز پر کسی غیر ملکی کو اغوا
... لے جایا جا رہا۔"

"کیا آپ کو ان کی بات پر اعتماد ہے سر۔"

"ہاں کیوں نہیں... وہ ایک دوست ملک ہے... کیا اس کا صدر اتنی
... لیے جھوٹ بولے گا... ہمیں دھوکا دے گا۔" صدر
... نے جواباً کہا۔

"یہ لوگ تو اس سے بھی چھوٹی بات کے لیے جھوٹ بول
... سر۔"

"... بول دیتے ہوں گے... اس معاملے میں نہیں۔" صدر
... نے جل کر کہا۔

وہ ملک کے نئے صدر بنے تھے... لیکن اس ملک کے
... ہونے کے ناطے انسپکٹر جمشید کو تو کسی طرح جانتے ہی
... کے باوجود وہ اس وقت ان کے ساتھ بہت روکھا سلوک
... تھے... انسپکٹر جمشید اس بات کو محسوس کر چکے تھے کہ کسی
... ان کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں ہیں... دوسری
... انہی کی طرف سے ہدایت بھی تھیں کہ حامد نیازی کو ہر

"کچھ سمجھ میں آیا سر۔" انسپکٹر جمشید نے آئی جی صاحب کی
طرف دیکھا۔

"نہیں ابھی صرف یہ سوچ رہا ہوں، اتنی سی بات کے لیے
صدر صاحب کو یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی، یہ حکم تو وہ فون کے
ذریعے بھی سنا سکتے تھے۔"

"شاید صدر صاحب یہ بتانا چاہتے تھے کہ ذاتی طور پر انہیں
حامد نیازی کی کوئی ضرورت نہیں نہ کوئی پروا ہے... انہیں پروا
تو صرف نثارجہ کے حکم کی..."

"تب ہمیں اس سے کیا، انہوں نے ابھی حامد نیازی کی تلاش
کا حکم واپس نہیں لیا..."

"ہاں! یہ بھی غنیمت ہے۔" آئی جی مسکرائے۔

"تب پھر اب آپ کپتان صاحب کو بتا دیں... ہم کس
تلاشی لیں گے... اور ہمارے لیے لانچ کا انتظام کر دیں۔"

"ٹھیک ہے۔" وہ بولے۔

"رہ گیا جہاز پشن... اسے تو ہم روک ہی سکتے ہیں
کیونکہ اول تو وہ انشارجہ کا نہیں ہے، دوسرے یہ کہ اس کے بارے
میں صدر صاحب کے احکامات ہمیں موصول نہیں ہوئے۔"

"لیکن اس کی تلاشی کون لے گا۔"

"کرام اور اس کے ماتحت لیں گے سر۔ اور جب ہم

... جہاز فارغ ہوں گے تو ایک نظر ہم بھی اس کو دیکھ لیں گے۔"

"گویا تم لوگوں کی واپسی تک اس کو روکے رکھنا ہوگا۔"

"جی ہاں! لیکن اگر اس سلسلے میں بھی کسی ذریعے سے روانگی
... ہوئے تو پھر اس کو جانے دیا جائے، حامد نیازی اگر ہمیں الاسکا پر نہ
ملا تو ہم اس تک پہنچ جائیں گے... اور اس کی نئے سرے سے تلاشی
لی جائے۔"

"یہ پروگرام زیادہ مناسب رہے گا... ویسے جمشید... میرا
خیال ہے... اگر حامد نیازی ہے تو الاسکا پر..."

"زیادہ امکان اسی کا ہے۔"

اور پھر انہوں نے جہاز کی تلاشی شروع کی... ایک لانچ جہاز
... پہنچ چکی تھی... جونہی جہاز روانہ ہوا... لانچ اس کے ساتھ
... پانی پر تیرنے لگی۔

"ایک بحری جہاز... وہ بھی ایک بڑا بحری جہاز بہت بڑی
... ہوتی ہے... اس پر ہزاروں سے زیادہ مسافر ہوتے ہیں اور بے
... سامان لدا ہوتا ہے... کہنے کا مطلب یہ ابا جان کیا اس کی تلاشی
... آسان کام ہے... اور پھر جہاز میں اگر کوئی خفیہ جگہ ہے... تو
... بارے میں عملے کو معلوم ہے... ہمیں نہیں... ہم تو شاید اس
... تک پہنچ بھی نہ سکیں۔" فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔

"تب پھر... تم کیا چاہتی ہو... ہم تلاشی نہ لیں۔" انسپکٹر

جمشید نے اسے گھورا۔

"یہ بات نہیں... ہم تلاشی ضرور لیں گے.. لیکن ذرا الگ انداز سے... جہاز کا عملہ اور مسافر پہلے ہی ہم سے تعاون کرنے پر تیار نہیں ہیں... ان حالات میں ہم معمول کے مطابق تلاشی نہیں لیں گے... جہاز کا عملہ حامد نیازی کو جب چاہے گا... ادھر سے ادھر کر دے گا... یہاں ہم بے بس ہیں... صرف چار۔"

"پھر... تم کیا کہنا چاہتی ہو۔" انسپکٹر جمشید کے لہجے میں حیرت تھی۔

فرزانہ نے ادھر ادھر دیکھا... کہ کہیں کوئی ان کی باتیں سن تو نہیں رہا، پھر سرگوشی کے انداز میں بولی

"اگر اس جہاز پر حامد نیازی موجود ہے... تو پھر کپتان کو یہ بات ضرور معلوم ہے.. اس کے علم میں لائے بغیر اس طرح ایسے شخص کو جہاز پر اتنا لمبا سفر کرایا ہی نہیں جا سکتا۔"

"بہت خوب فرزانہ آگے کہو۔"

"آگے فاروق اور محمود کہیں گے۔" وہ مسکرائی۔

"کک.. کیا مطلب؟"

"ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

"رات کے وقت کپتان سے فیصلہ کن ملاقات۔" محمود نے دبی آواز میں کہا۔

"بہت خوب۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"لیکن یہ ملاقات غیر قانونی بن جائے گی، کپتان صدر صاحب سے ضرور گلہ کرے گا اور وہ ہمیں پہلے ہی ناپسند کرتے ہیں۔"

"یہ ہمارے لیے ایک نیا مسئلہ کھڑا ہوا ہے... اس وقت ملک کے جتنے صدر رہے... سب کے سب ہمارے حق میں بہتر تھے، یہ صدر ایسے ہیں... جو ہر حال میں ہم سے ناراض ہیں.. اور ہمیں نئے قسم کی دھمکی بھی دے گئے ہیں۔" یہ کہتے ہوئے وہ [illegible] گئے۔

"ہاں! بتایا نہیں... اس دھمکی کا کیا مطلب تھا۔" محمود نے کہا۔

"وہ تو خیر میں اسی وقت سمجھ گیا تھا۔"

"کیا مطلب.. آپ کیا سمجھ گئے تھے۔"

"ہمارے خصوصی اجازت نامے کینسل ہو رہے ہیں۔"

"اوہ... اوہ۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا... چند لمحے وہ خاموش ایک دوسرے کو دیکھتے رہے، پھر انسپکٹر جمشید نے کہا

"اس بارے میں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔"

"آپ کہتے ہیں تو نہیں ہوتے فکرمند۔" تینوں مسکرائے۔

پھر رات کے وقت انہوں نے کپتان کے دروازے پر دستک دی... اندر سے کہا گیا۔

"کون؟"

"یہ ہم ہیں جناب... ناپسندیدہ مہمان..." انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"میرے پاس کس لیے آئے ہیں... وہ بھی رات کے وقت جب کہ میں آرام کے لیے لیٹ چکا ہوں۔"

"ایک خاص بات ہے... اگر آپ سن لیں گے تو کیا ہی بات ہے۔"

"اچھا... ایک منٹ۔"

پھر پورے دو منٹ بعد دروازہ کھلا... کپتان کی آنکھوں میں نیند تھی۔

"ہاں اب کہیے..."

"بیٹھ کر اطمینان سے بتائیں گے جناب۔"

"اچھا آجائیں... لیکن خیال رہے، کوئی گڑبڑ نہیں کریں گے آپ۔"

"خیال رہے گا۔" انسپکٹر جمشید نے گول مول سا جواب دیا۔

"ایک اور خیال رہے۔" اس نے گویا دھمکی دی۔

"اور وہ کیا جناب؟"

"میں یہاں اکیلا ضرور ہوں... لیکن میری ایک آواز پر جہاز کا پورا عملہ اندر آئے گا، مطلب یہ کہ آپ مجھے تنہا سمجھنے کی کوشش

نہیں کریں گے جناب... آپ فکر نہ کریں۔"

"شکریہ... اندر آجائیں۔"

وہ اندر داخل ہوئے اور کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"ایک بات کا ہمیں یقین ہے سر۔" انسپکٹر جمشید نے [illegible] دی۔

"کیا مطلب... کون سی بات کا؟"

"اگر حامد نیازی اس جہاز میں موجود ہے..."

[illegible] میں اس لیے انہیں اندر والے کمرے میں کسی کی موجودگی کا [illegible] اندر کوئی آہٹ ہوئی تھی۔

☆...☆...☆

...ئی جرم ثابت ہو گا... اور جب تک آپ کو حامد نیازی مل نہیں
جاتا اس وقت تک آپ جہاز کو نہیں رکوا سکتے... یہ آپ کے صدر
صاحب کا حکم ہے۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔
"بالکل ٹھیک ہے، ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔" انسپکٹر جمشید
بولے۔
"کس بات پر اعتراض نہیں۔" کپتان نے منہ بنایا۔
عین اس وقت دروازے پر نائب کپتان نمودار ہوا، اس کی
... ان کے کانوں میں گونج اٹھی۔
"تو ہمارا اندازہ درست ثابت ہوا۔ انہوں نے وہی حرکت
کی... کا ہمیں اندازہ تھا۔"
"ہمارا نہیں... ہماری حکومت کے چند ذہین لوگوں کا...
انہوں نے ہمیں ہدایات دی تھیں، انہوں نے ہی یہ خیال ظاہر کیا تھا
کہ یہ لوگ جہاز پر رات کے وقت قابو پا کر حامد نیازی کے بارے میں
معلوم کرنے کی کوشش کریں گے اور وہی ہوا۔"
"چلیے یونہی سہی... ان کا اندازہ بھی تو ہمارا ہی اندازہ ہے۔"
... کپتان جھلا...
"بالکل ٹھیک... کیا باہر آپ کا حفاظتی دستہ موجود ہے۔"
"ہاں بالکل۔ آپ فکر نہ کریں... ان کے لیے تابوت تیار
ہے۔"

... موت کا خوف

"یہ... یہ آواز کیسی تھی؟"
"آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں... اگر آپ
خطرناک ارادے سے میرے پاس نہیں آئے تو آپ کو بھی
نقصان نہیں پہنچے گا۔" وہ مسکرایا۔
"کیا مطلب؟" انہوں نے چونک کر کہا۔
"مطلب یہ کہ... اس کمرے میں میری حفاظت کا سا...
ہر وقت موجود ہوتا ہے... میں نے آپ کی آواز سن کر اپنے
گارڈوں کو تیار کر دیا تھا... وہ اس وقت پوزیشنیں لے چکے ہیں اور
لوگ ان کی زد پر ہیں... یقین نہیں تو دائیں اور بائیں طرف
لیں... آپ کو پستولوں کی نالیں صاف نظر آ جائیں گی... ان دیوا...
میں سوراخ اسی لیے بنائے گئے ہیں... میرے باڈی گارڈ بلا کے نشا...
باز ہیں، میں نے آج تک ان کا ایک نشانہ بھی چوکتے نہیں دیکھا۔"
"اس کا مطلب ہے... حامد نیازی جہاز پر موجود ہے۔"
"ہاں! موجود ہے... تلاش کر لیں... تلاش کریں گے..."

"لیکن ہمیں ایسا کوئی حکم نہیں ملا... کہ اب ہم حامد
سے کوئی غرض نہ رکھیں..." انسپکٹر جمشید نے جلے کٹے انداز میں
"نہ ملا ہو... لیکن مطلب یہی بنتا ہے۔"
"او کے... ہم آپ کی بات کو رد کرتے ہیں... جب
ہمیں واضح الفاظ میں حکم نہیں ملے گا.. ہم حامد نیازی کی تلاش
باز نہیں آئیں گے... اور اب تو..." وہ کہتے کہتے رک گئے...
نے سوالیہ انداز میں دیکھا۔
"اور اب تو کیا؟"
"اب تو... نہیں رہنے دیں... میں اپنا جملہ ضائع نہیں
کرتا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔
"کیا کہا... آپ اپنا جملہ ضائع نہیں کیا کرتے۔" فاروق
لہجے میں حیرت تھی۔
"ہاں! راز کی بات جب کسی کے سامنے کر دی جائے
ضائع ہو جاتی ہے۔"
"آپ اپنا کام کریں... انہیں لے جائیں... اور ہمیں [illegible]
[illegible] کر دیں۔"
عین اس لمحے انسپکٹر جمشید بجلی کی سی سرعت سے حرکت
میں آئے اور کپتان کی گردن ان کے بازوؤں کی گرفت میں نظر آئی
ساتھ ہی وہ بولے۔

"خبردار... اگر کسی نے گولی چلائی... تو کپتان ساتھ مرے

"وہ کیسے۔" نائب کپتان نے چیخ کر کہا۔
"اپنے کپتان سے پوچھ لو... جونہی میرے جسم کو حرکت
اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔"
"نہیں..." وہ چلا اٹھا۔
"میں نے کہا ہے... ان سے پوچھ لیں۔"
"کمال سر۔"
"ہاں... ہاں... یہی بات ہے... انسپکٹر جمشید کے جسم کو ذرا
حرکت نہ ہونے پائے۔" کپتان نے مشکل کہا۔
"اب... اب ہم کیا کریں۔"
"جو میں کہوں... وہ کریں آپ۔" انسپکٹر جمشید نے گویا

"وہی کریں، جو یہ کہتا ہے۔" کپتان مارے تکلیف کے
[illegible] ہوئے یوں محسوس ہو رہا تھا... اس کی گردن کی ہڈی اب
اب ٹوٹی۔
"جن لوگوں کے ہاتھوں میں پستول ہیں... وہ اپنے پستولوں
سے باہر آ جائیں... پستول میرے بچوں کے حوالے
[illegible] جو لوگ موجود ہیں... وہ بھی یہی کریں... بس اس

صورت میں آپ کی گردن بچ سکتی ہے... ورنہ ہماری موت کا [illegible]
انتظام کر ہی چکے ہیں... ہم تو کھیل جائیں گے جان پر... اور یہ
کھیل جانا ہمارے لیے کوئی مشکل بات نہیں..." انسپکٹر جمشید نے
اعلان کرنے والے انداز میں کہا۔

"تو کرو... یہی کرو... ہام۔"

"یس سر۔" نائب کپتان نے فوراً کہا۔

پھر پستول ان کے قدموں میں ڈھیر ہوتے چلے گئے...

"مسٹر ہام... آپ اور آپ کے ساتھی عرشے پر جا کر [illegible]
ہوں۔"

"کک... کیا کرنا چاہتے ہیں۔"

"معلوم ہو جائے گا... جو کہا ہے، وہ کرو... سوالات [illegible]
تمہارے جسموں میں کئی سوراخ ہو جائیں گے..." محمود نے [illegible]
آواز منہ سے نکالی۔

وہ باہر نکل گئے... ایسے میں انسپکٹر جمشید نے کہا

"منہ سمندر کی طرف کر لو... اور ہاتھ سروں سے بلند [illegible]

انہوں نے فوراً ایسا ہی کیا۔

"محمود... فاروق اور فرزانہ... ان کے پستولوں کو [illegible]
کرا دو۔" انہوں نے اردو میں کہا۔

"جی بہتر۔"

"کیا کہا..." نائب کپتان چلا کر بولا۔

"جو کہا... اپنی مادری زبان میں کہا... آپ کیوں چیخے
[illegible]"

"انگریزی میں بات کریں۔"

"راز کی بات تو ہم انگریزی میں نہیں کر سکتے۔"

"حد ہو گئی... سر... یہ صورت حال سخت ناپسندیدہ ہے۔"
[illegible] نے جھلا کر کہا۔

"اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ سمندر میں چھلانگ لگا دو..."
[illegible]

"میں... میں تم لوگوں کو نہیں چھوڑوں گا۔"

عین اس لمحے مستول کے اوپر بیٹھے ہوئے شخص نے گھنٹی بجا
[illegible] وہ گھنٹی کی آواز سن کر چونک اٹھے۔

"یہ... یہ کیا... خطرے کی گھنٹی۔" کپتان کے منہ سے نکلا۔

"خطرہ تو واقعی تمہارے سر پر ہے... لیکن حفاظتی دستے پہلے
[illegible] کر چکا تھا... اب خطرے کی گھنٹی تمہاری کیا مدد کر سکے گی
[illegible]"

"حد ہو گئی... وہ خطرہ سمندر میں ہے... ورنہ گھنٹی بجانے
[illegible] کچھ معلوم نہیں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

"او اچھا... تو پھر آپ ذرا بلند آواز میں پوچھیں... کیا بات

دباؤ کچھ تو کم کر دیں۔" وہ بولا۔

"اس بات کی کیا گارنٹی ہے... کہ تم یہی کرو گے...

وقت کر رہے ہو۔"

"میری بات پر یقین کریں۔"

"ایک ڈاکو کی بات پر۔" ان کے لہجے میں طنز تھا۔

اس نے لاجواب ہو کر آنکھیں ادھر ادھر گھمائیں...

کسی حصے کو حرکت دے نہیں سکتا تھا۔

"پھر... آپ کیا کہتے ہیں۔"

"آپ اپنے آدمیوں کو ہتھیار پھینکنے کا حکم دیں۔"

"ان آدمیوں کو جو میرے ساتھ آئے ہیں۔"

"ہاں فی الحال انہی کو حکم دیں۔"

"فی الحال سے کیا مراد ہے۔"

انہوں نے گردن پر دباؤ ذرا سا اور بڑھا دیا۔

"یہ... یہ کیا۔" وہ چلا اٹھا

"آئیں... بائیں... شائیں نہ کرو... انہیں حکم دو۔"

"سنو! میں تمہیں ہدایت کر رہا ہوں... میری ان

بات طے ہو گئی ہے... تم اپنا اسلحہ ان کے ساتھیوں کے حوالے

کر دو۔"

"کیا کہا سردار... ہم اپنا اسلحہ انہیں دے دیں...

"اوہو... تم فوراً حکم کی تعمیل کرو... وضاحت میں تو کیا کام ہے۔"

"او نہیں سردار... آپ کے بغیر ہم کس کام کے۔"

"نہیں تو پھر... جلدی کرو۔"

"ہم اسلحہ گرا رہے ہیں... یہ لو سنبھالو... اٹھا لو۔"

انہوں نے اسلحہ گرائے جانے کی آوازیں سنیں، پھر وہ

"یہ ان لوگوں نے اسلحہ واقعی تم لوگوں کے حوالے کر دیا

"جی ہاں۔" محمود نے کہا۔

"بہت خوب اب آیئے ذرا عرشے پر چلیں۔"

وہ اسے سب کے درمیان لے آئے۔

"یہ... یہ کیا... آپ تو بہت بری طرح اس کے قابو میں

... کا ایک ساتھی چیخ کر بولا۔

"ہاں" اس نے سرد آواز منہ سے نکالی۔

"تب آپ نے ہمیں ہتھیار پھینکنے کا حکم کیوں دیا۔"

"میری جان نکلی جا رہی ہے... اس شخص کے جسم کو اگر ذرا

سا دھکا لگ جائے تو میری گردن ٹوٹ جائے گی۔"

"اوہ... جی... نہیں۔"

"ہماری آنکھیں... اف مالک... ان میں غضب کی
ہو رہی ہے... ہم ان کو کھول نہیں سکتے... جونہی کھولنے کی کو
کرتے ہیں... جلن بڑھ جاتی ہے۔"

"یہ... یہ کیا کیا آپ نے۔" سردار غرایا۔

انہوں نے گردن پر دباؤ ذرا سا اور بڑھا دیا۔ اس
سے چیخ نکل گئی...

"مجھ سے اس لہجے میں بات کرو گے تو دباؤ اور بڑھ
گا۔"

"نن نہیں.. نہیں۔" وہ لرز گیا۔

"ہم نے جو کیا.. تم نے دیکھ لیا... اب تمہارے سا
دو گھنٹے سے پہلے تو دیکھ نہیں سکتے.. اور دو گھنٹے میں ہم تمہار
کو غرق کر دیں گے۔"

"اف! یہ ہم کس مصیبت میں پھنس گئے۔"

"محمود تم اپنا کام کرو... بلکہ فرزانہ تم اس کے ساتھ
اگر چند دلیر قسم کے مسافر ہمت کریں تو ہمارا کام جلد ختم ہو سک
انہوں نے مسافروں کی طرف دیکھا۔

"کیا مطلب... ہم وہاں جا کر کیا کریں۔"

"ان کا اسلحہ اٹھا اٹھا کر سمندر میں گرانا ہے۔"

"اوہ.. اچھا.. میں ان کے ساتھ جاؤں گا... جب

بے ہیں تو ہم کیوں نہ کریں۔" ایک مسافر نے کہا

"میں بھی جاؤں گا، میں بھی جاؤں گا۔" بہت سی آوازیں

اس طرح ان کے ساتھ پچاس کے قریب مسافر جانے کے
ہو گئے... پھر وہ رسی کے ذریعے جہاز پر اتر گئے... انہوں نے
جہاز کو اسلحے سے پاک کرنا شروع کر دیا... ایک گھنٹے
کام کرتے رہے... انہوں نے ڈاکوؤں کی تلاشی بھی لی...
وؤں کے تو آنکھوں پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہے... آخر محمود
ابھری۔

"اب جہاز پر اسلحہ نام کی کوئی چیز نہیں رہ گئی۔"

"بہت خوب! اب ذرا ترکیب نمبر 109 پر بھی عمل ہو
جائے۔"

"ترکیب نمبر ایک سو نو... کیا مطلب؟" سردار نے حیران

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔"

آدھ گھنٹے بعد محمود کی آواز ابھری

"عمل ہو چکا۔"

"آ جاؤ اس طرف۔"

محمود اور ساتھی مسافر ان کے جہاز پر آ گئے..

آ رہے ہیں... غالباً ہمیں اپنے جہاز پر سوار کرانے کے لیے۔"
… نے خوش ہو کر کہا۔

"یہ بات نہیں مسٹر سردار۔" فاروق نے اوپر سے کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"پہلے یہ بتاؤ... جزیرہ جس پر تم اسلحہ رکھتے ہو۔ …
ہے یہاں سے۔"

"کم از کم ہم تیر کر تو وہاں تک نہیں جا سکتے۔"

"کیا واقعی؟" انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"ان حالات میں ہم کیا جھوٹ بولیں گے۔"

"اور جہاز پر کتنی لانچیں ہیں۔"

"پانچ۔" اس نے فوراً کہا۔

"گویا پانچ لانچوں پر سوار ہو کر آپ لوگ اس جزیرے …
پہنچ سکتے ہیں۔"

"ہاں! یہ ہے۔" سردار نے فوراً کہا۔

"اور وہاں کوئی اور جہاز موجود ہے۔"

"یہ... یہ کس نے کہہ دیا آپ سے۔" وہ چلا اٹھا...
حیرت ہی حیرت تھی۔

"میرے اندازے نے... آخر تم لوگ ڈاکو ہو... جب
جہاز کو لوٹتے ہو گے تو اس جہاز پر قبضہ کرنا کیا مشکل ہے..."

… محسوس کرو گے تو ساتھ میں جہاز کو بھی لے جاؤ گے۔"

"ہاں! یہ ٹھیک ہے... ہمارے پاس جزیرے پر تین جہاز اور
… ہیں۔"

"ارے باپ رے... ان کے مسافروں کا کیا ہوا؟"

"… جا چکا تھا... یہ سمندر تھوڑا بڑا ہے... سمندر میں پھینکیں
… کر دیا ہم نے انہیں..."

"گویا ان سب کو ڈبو دیا تم لوگوں نے۔"

"اور ہم ڈبونے کا کام ہی کیا ہے۔"

"اب اگر تم لوگوں کو بچا لیا جائے تو اس زندگی سے توبہ
… نہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"ہم تم لوگوں کو اپنے جہاز پر سوار کر کے اس جزیرے پر
… سکتے ہیں... لیکن شرط یہ ہے کہ آج کے بعد تم کوئی جہاز نہیں
… شریفانہ زندگی گزارو گے۔"

"ہمیں منظور ہے۔"

"دیکھو... اس وقت تمہیں موت سامنے نظر آ رہی ہے...
… وعدہ کر رہے ہو... جب جزیرے پر پہنچ جاؤ گے... اور وہاں جہاز
… ان کے پاس ہیں... تو اس وعدے سے پھر نہیں جاؤ گے۔"

"نہیں نہیں... ہم نہیں پھریں گے... وعدہ کرتے ہیں..."

ہوئے اور اللہ تعالیٰ کو ان کی زندگی منظور نہ ہوئی۔۔ تو تم ہزار کوشش کے باوجود کوئی ترکیب نہیں سوچ سکو گی۔"

"آپ... آپ نے بالکل ٹھیک کہا ابا جان... بہر حال ذہن پر خوب زور دے رہی ہوں۔"

"سوچیں... خدا کے لیے سوچیں۔" سردار چلایا۔

"خدا کا شکر ہے... انہیں بھی خدا یاد آیا۔"

"خدا تو برے اچھوں کو یاد آجاتا ہے... یہ تو ہیں کس کھیت کی مولیاں۔" فاروق نے ہنس کر کہا۔

"یہاں سمندر میں کھیت کہاں سے آگیا۔"

"ارے باپ رے... سمندر میں کھیت... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"دھت تیرے کی... انہیں ایسے میں بھی ناولوں کے سوجھ رہے ہیں۔"

اور پھر ڈاکوؤں کا جہاز کافی نیچے ہو گیا... ڈوبتا نظر آیا... سردار پوری قوت سے چلا اٹھا۔

"کوئی ترکیب سوجھی یا نہیں۔"

☆...☆...☆

ان کا پروگرام

... ادھر کی طرف سے کوئی جواب سنائی نہ دیا تو اس نے ... کہا

"تم ... تم لوگ... ہمیں بے وقوف بنا رہے ہو... کوئی ... نہیں سوجھ رہی ہے۔"

"یہ بات تو درست نہیں آپ کی... ہم سوچ ضرور رہے ہیں... ترکیب اسی وقت ذہن میں آئے گی نا جب خدا کو منظور ..."

"خدا کو تمہاری زندگی منظور ہے... تو ترکیب ضرور ... منظور نہیں تو پھر کہانی ختم۔"

"... نہیں... چلو ساتھیو... سمندر میں چھلانگیں لگا دو... یہ ... بھی پاگل ہو رہے ہیں۔"

"ہم لوگوں کو چکر دینے کی بھلا کیا ضرورت... یہاں سے تم ... کنارے تک جا نہیں سکتے... تمہارا اسلحہ تمہارے پاس ہے ... ہم کیوں دیں گے تم لوگوں کو چکر... اس چکر سے ہمیں ... جائے گا۔"

"جی نہیں... نہیں... میں اس پر یقین کرنے کے لیے [illegible] نہیں۔"

"آپ کی مرضی.. آپ ہمارے جہاز کی تلاشی لے لیں.. [illegible] جہاز حرکت میں رہے گا... کیونکہ یہ معاہدہ ہو چکا ہے۔ جہاز [illegible] نہیں ہو گا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے... لیکن کیا واقعی بات یہی ہے... [illegible] نیازی اس جہاز پر نہیں ہے۔"

"آپ نے ہمیں ڈاکوؤں سے بچایا... اب میں آپ [illegible] جھوٹ نہیں بولوں گا... میں تمام زندگی آپ کا احسان مانوں گا [illegible] حامد نیازی جہاز پر ہوتا تو میں اس وقت فوراً اسے آپ کے حوالے کر دیتا۔"

"چاہے انشارجہ کی حکومت آپ کو کچھ بھی سزا دیتی۔"

"ہاں بالکل۔" اسے فوراً کہا۔

"خیر... آپ ہمارے لیے فکر مند نہ ہوں... ہم ہنشی تک پہنچ جائیں گے۔"

"یہی تو آپ کو معلوم نہیں۔" اس نے دکھ بھرے [illegible] میں کہا۔

"کیا معلوم نہیں۔"

"ہنشی دنیا کا تیز ترین جہاز ہے... آپ تو اس کی گرد کو [illegible]

[illegible] سکیں گے... اور آپ کا حامد نیازی اسی جہاز پر ہے۔"

"جی نہیں... نہیں۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"بات یہی ہے... جو میں نے بتائی ہے۔"

"اور اس وقت ہنشی کہاں ہو گا۔"

"سمندر میں... کہاں تک آگے جا چکا ہو گا، یہ مجھے معلوم [illegible] اب آپ سوچ رہے ہوں گے... آپ ہنشی کا جہاز پر بیٹھ کر اس [illegible] یں گے... تو آپ یہ کوشش کر کے دیکھ لیں۔"

"کیوں، کیا ہم اس طرح بھی ہنشی تک نہیں پہنچ سکیں [illegible]"

"نہیں! لیکن آپ یہ تجربہ ضرور کریں۔" اس نے کہا۔

"وہ تو خیر ہم کریں گے..."

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے، ہم جہاز تک نہیں پہنچ سکیں گے۔"

"ہاں ایسی بات ہے... اسی لیے تو اتنا وقت ضائع کیا گیا ہے [illegible] ہوں گا۔"

"ہم لوگوں کا وقت ضائع کیا گیا ہے..." فرزانہ کے لہجے [illegible] تھی۔

"ہاں! اس لیے کہ اس جہاز پر آنے کے بعد جتنا وقت گزرا، [illegible] قدر دور چلا گیا... اور اب وہ ایک سمندری حدود میں ہے..

وہ مسکرائے۔

"کیا مطلب؟"

"اب حامد نیازی کو حاصل کرنے والے بچے ملک ہو گئے [illegible]

"ناممکن... آپ کس شمار قطار میں ہیں... جب
حکومتیں اس چکر میں ہیں... اور اب تو اس معاملے میں انتارجہ
سے آگے ہے... ہر گزرنے والا لمحہ حامد نیازی کو انتارجہ سے نزد[illegible]
اور دوسرے ملکوں سے دور کر رہا ہے... آپ تو سب سے پیچھے ہیں۔

"لیکن بشنی کو تو انتارجہ جانا ہی نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے... لیکن اس وقت بشنی انتارجہ کے [illegible]
میں ہے... جب وہ اپنے ملک کی حدود کا پر پہنچے گا... انتارجہ
جاسوس حامد نیازی کو اس پر سے لے لیں گے اور یک دم
ہو جائیں گے۔"

"اوہ بہت خوب۔" وہ مسکرائے۔

"یہ سن کر آپ خوش ہو رہے ہیں؟" کپتان کے لہجے میں
حیرت در آئی۔

"ہاں! اس لیے کہ ہم نے بھی اب پروگرام بدل دیا ہے
اور ہمارا پروگرام سن کر آپ ضرور اچھل پڑیں گے۔" انسپکٹر جمشید کا
لہجہ حد درجے پراسرار تھا۔

"کیا مطلب؟" کپتان زور سے اچھلا۔

[illegible]... ہولناک بات

"آپ ہمیں صرف یہ بتا دیں... بشنی کس ملک کی حدود کا
[illegible] گا۔"

"افسوس! میں یہ نہیں بتا سکتا۔" اس نے کہا۔

"آپ کو یہ بات معلوم تو ہے نا۔"

"ہاں! معلوم ہے۔"

"تب بات ہے... آپ سمندر میں چھلانگ لگا دیں۔"

"کیا مطلب؟" کپتان نے بوکھلا کر کہا۔

"ہم اس جہاز کے سارے مسافروں کو سمندر میں غرق
کر دیں... آپ سمیت... پھر ہم جہاز کو بھی غرق کر دیں گے۔"

"آخر کیوں... اس سے آپ کو کیا ملے گا۔"

"آپ لوگوں نے ہمارے راستے میں کانٹے بوئے ہیں یا
[illegible] آخر ہمارا کیا قصور تھا... پھر ہم نے آپ کو ڈاکوؤں سے نجات
[illegible] دلائی پھر بھی آپ اس حق کا نام نہیں لیتے... گویا ایک حامد
[illegible] کے لیے آپ سب نے ہمارے خلاف اتنی بڑی سازش کی

کے ماتحتوں کو دو کمروں میں بند کر دیا گیا... جہاز کے ڈرائیور کو
دی گئی کہ وہ بدستور انشارچہ کی طرف رواں دواں رہے... ساتھ
پر یہ بات واضح کر دی گئی کہ جب تک ان کی طرف سے کوئی شرا
نہیں ہو گی... وہ محفوظ رہیں گے... گڑبڑ کرنے کی صورت
ضرور نقصان اٹھائیں گے... یہ تمام ہدایات دینے اور مکمل
کرنے کے بعد وہ لانچ پر اپنی بندرگاہ کی طرف روانہ ہوئے...

"کیا حکومت اس معاملے میں ہمارا ساتھ دے
جان۔"

"نہیں... بالکل ساتھ نہیں دے گی... ہمیں اپنے
ہے... خود کرنا ہے۔"

"تب پھر ہم اپنے ملک کیوں جائیں..."

"یونان تک جانے کے انتظامات تو ہم وہیں کر سکتے
کاغذات کی تیاری، میک اپ کا سامان وغیرہ... ظاہر ہے
اصل حلیوں میں تو ہم وہاں جا نہیں سکتے۔"

"ہوں... ٹھیک ہے..." محمود نے سر ہلایا۔

جونہی لانچ بندرگاہ سے لگی، انہیں آئی جی صاحب
ملا... ان کا پیغام تھا کہ بندرگاہ پر پہنچتے ہی وہ ان سے مل لیں۔

"اس پیغام سے خطرے کی بو آرہی ہے۔" فرزانہ
انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" انسپکٹر جمشید چونک اٹھے۔

"کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔"

"لیکن ہم کر ہی کیا سکتے ہیں... ہمیں ان سے تو ملنا ہی پڑے
گا... اگر ہم گھر جاتے ہیں... تو وہ وہاں آجائیں گے... پھر ہم
... وہاں بھی تو ان سے ملاقات کرنا ہی ہو گی۔"

"ہاں! آپ ٹھیک کہتے ہیں... چلئے پھر بسم اللہ کیجئے۔"

"... آئی جی صاحب کے دفتر پہنچے... شیخ صاحب کا چہرہ دری
... کر آیا... انہوں نے انہیں اس طرح دیکھا جیسے پہچاننے
... رہے ہوں... آخر بولے

"تم کیا کرتے پھر رہے ہو جمشید۔"

"میں سمجھا نہیں سر۔"

"تمہیں صرف یہ اجازت دی گئی تھی کہ الاسکا کا وقت ضائع
... کی تلاشی لے لو اور بس۔" انہوں نے جلے کٹے

"اور ہم نے اس کے علاوہ کیا کیا ہے سر۔"

"... پر قبضہ... ڈاکوؤں کے جہاز کی تباہی... وہاں سے
... سے پہلے... اپنے ماتحتوں کو قبضہ برقرار رکھنے کے لیے
... یہ سب کام آپ نے نہیں کیے۔" ان کے لہجے میں

اور تیزی آگئی۔

وہ دھک سے رہ گئے... آخر انہوں نے پوچھا۔

"آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہوا سر۔"

"انشارجہ کی حکومت نے صدر صاحب کو یہ سب بتایا [illegible]
ہیں... اور انہوں نے اس سے بھی زیادہ ہولناک بات ایک اور [illegible]
ہے۔"

"اور... اور... وہ کیا سر۔"

انسپکٹر جمشید نے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ پوچھا۔

☆...☆...☆

... نہیں آسکیں گے

"تم اس مہم میں بالکل ناکام لوٹے ہو... اس بات پر تو خیر
[illegible] جاسکتا ہے... لیکن اس کے علاوہ جو دوسری بات ہوئی ہے...
[illegible] سے بڑی تو آخر تم پر ہی آتی ہے۔"

"اور دوسری بات کیا ہے سر۔" انہوں نے ڈوبتی آواز میں
[illegible] اس وقت تک انہیں اندازہ ہو ہی گیا تھا.. انشارجہ ان
[illegible] کو سارے حالات بتا چکا تھا... تو اس نے کب الاسکا پر ان کا
[illegible] رہنے دیا ہوگا... ہرگز نہیں... پھر بھی انہوں نے سوالیہ
[illegible] ان کی طرف دیکھا

"الاسکا پر اب تمہارے ماتحتوں کا قبضہ نہیں ہے جمشید..
[illegible] ماتحتوں کو قیدی بنا لیا گیا ہے... تمہاری وجہ سے ملک کو
[illegible] نقصان پہنچا ہے جمشید. ملک کی ساکھ خراب ہوئی ہے.. لہٰذا۔"
[illegible] گئے۔

"لہٰذا کیا سر۔" انہوں نے پریشان ہو کر کہا۔

"تمہیں گرفتار کیا جاتا ہے۔"

لینے کے لیے فوراً تیار ہو جائیں گے۔"

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"پہنی دنیا کے نزدیک آزاد ریاست ہے... لیکن

میں وہ انشارجہ کی ایک ریاست ہے۔"

"کیا... نہیں۔"

"یہی بات ہے... آپ تجربہ کر لیں... اگر انشارجہ

صدر کو پہنی کے آدمیوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہو گی... تو وہ

قیدیوں کے بدلے میں ان قیدیوں کو لینا ہرگز پسند نہیں

گے۔" انھوں نے فوراً کہا۔

"بات معقول ہے... لیکن جمشید... تمھیں رہا بھی

کیا جا سکتا۔"

"آپ جو پسند فرمائیں... لیکن ان قیدیوں کو تو چھوڑ دیں

ان بے چاروں کا کیا قصور ہے۔"

"وہ میں دیکھ رہا ہوں... تم فکر نہ کرو۔"

اب انھوں نے صدر صاحب سے رابطہ کیا... انھیں ساری

صورت حال سنائی... ہارڈی برادرز کے بارے میں بتلایا... یہ

کر وہ بولے۔

"اچھی بات ہے... میں صدر صاحب سے بات کرتا ہوں۔"

انھوں نے فون بند کر دیا۔

"آپ انھیں لے جائیں... بہت آرام سے رکھنا ہے

یہ... یہ ہمارے ملک کے عظیم ہیروز ہیں... میں ابھی ان سے

... ہو گی..."

"نو سر... چوک نہیں ہو گی... ہمارے ملک کے صدر اب

ہمارے نہیں ہیں... ان کا اپنا ایک ذہن ہے..." انسپکٹر جمشید نے

... بتایا۔

"ایسی باتیں نہ کرو جمشید... اس طرح تمھاری سزا لمبی ہو

جائے گی۔"

"ابھی ہمیں سزا سنائی کب گئی ہے سر۔"

"فوجی عدالت میں تمھاری عدم موجودگی میں سزا سنائی

جا چکی ہے... چاروں کو تین سال قید بامشقت۔"

"کیا... نہیں۔" وہ چلائے۔

"یہ سب صدر صاحب کے حکم سے ہوا ہے جمشید..."

انھوں نے دکھ بھرے لہجے میں کہا... ساتھ ہی ان کی آنکھوں میں

آنسو بھی آ گئے... نہ صرف ان کی... بلکہ جن فوجیوں نے انھیں

گرفتار کیا تھا... ان کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے۔

"یہ... یہ کیا... آپ رو رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید حیرت

سے بولے۔

"ایک ہی کام تو کر سکتے ہیں۔" ایک فوجی نے کہا۔

سوال کا جواب

چند لمحات سکتے کے عالم میں گزر گئے... آخر انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"میں زبان سے نہیں کہہ سکتا۔"

"کیا یہ حکم صدر صاحب کا ہے۔"

"میں نے کہا... میں زبان سے نہیں کہہ سکتا۔" انہوں نے پریشان ہو کر کہا۔

"آپ کا مطلب ہے... صدر صاحب نے انہیں اس معاملے میں آنے سے روک دیا ہے... اور تمام حالات کا علم ہونے کے باوجود انسپکٹر کامران مرزا پارٹی اس طرف نہیں آسکتی۔"

"آپ سمجھ دار ہیں... میں یہ الفاظ نہیں کہہ سکتا... اس لیے کہ کسی طرح صدر صاحب کو علم ہو گیا تو وہ میری ایسی کی تیسی کرا دیں گے۔"

"آپ کا شکریہ! آپ نے ہمیں حالات کی درست

بتائی... انسپکٹر کامران مرزا یہاں نہیں آسکتے... شوکی، فاروق اور ... یونہی اس کیس میں کارگر ثابت نہیں ہو سکیں گے... ہم ... ہیں۔ ہمارے ملک کے صدر صاحب ہمارے ساتھ کوئی ... نے کے لیے تیار نہیں ہیں... گویا... انشارجہ کا راستہ صاف ... وہ آسانی سے حامد تیاری پر قبضہ کر سکتا ہے... زیادہ سے زیادہ ... کے راستے میں چار ملکوں کے جاسوس آئیں گے... وہ حامد ... اڑانے کی کوشش کریں گے... لیکن وہ اس سے نمٹ لے ... لیے کہ اسے پہلے یہ خبر مل چکی ہے کہ چار دوسرے ملک ... وہ تیاری کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس سلسلے میں بھی ... رہے گا... لیکن جناب وکیل صاحب... ہماری ایک مشکل ... کہتے وقت انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"مشکل... کیا مطلب... میں سمجھا نہیں۔" وکیل صاحب ... ہو کر پوچھا۔

"ہمارے لیے مشکل یہ ہے کہ جب ہم کسی کام میں ہاتھ ... ہیں تو پھر پیچھے نہیں ہٹتے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے... لیکن اس کیس میں آپ لوگ کیا ... گے... آپ پیچھے نہ ہٹیں... لیکن آپ کو پیچھے تو ہٹا دیا گیا

"یہ کوئی بات نہیں۔" وہ مسکرائے۔

"کیا مطلب... یہ کوئی بات نہیں۔" وکیل صاحب
حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! یہ کوئی بات نہیں..."

"میں اس بات کی وضاحت نہیں چاہوں گا... آپ اپنی
اپنے تک ہی رکھیں... کیونکہ نہ جانے آپ کے ذہن میں کیا
وہ اگر آپ مجھے بتا دیں اور صدر صاحب کو میری آپ سے ملاقات
علم ہو جائے تو وہ مجھے ضرور بلائیں گے اور میری زبان کھلوا
لیں گے... لہٰذا آپ اپنی بات اپنے تک رکھیں۔"

"مشورہ ٹھیک ہے اور ہم پہلے ہی اس مشورے پر
عمل کرنے کے عادی ہیں... آپ نے ایسے ہی محسوس کیا کہ
آپ کو کچھ بتانے لگا ہوں... حالانکہ یہ بات نہیں تھی۔"

"یہ اچھی بات ہے... اب میں چلوں گا... مجھے افسوس
میں آپ کے لیے کچھ نہیں کر سکا۔"

"آپ ہمارے لیے پریشان نہ ہوں۔"

وہ گئے ہی تھے کہ پروفیسر داؤد اور خان رحمان ملاقات
لیے آ گئے... حکومت کی طرف سے ملاقات پر کوئی پابندی
نہیں اور سپرنٹنڈنٹ جیل بھی انہیں بہت اچھی طرح جانتا تھا۔
سے وہ سب کو اس نے اندر ہی بھجوا دیا

"یہ سب کیا ہے جمشید... اب ہم اس حکومت کے لیے

پیش کریں گے۔" پروفیسر داؤد نے اندر آتے ہی چلانے کے
انداز میں کہا۔

"پروفیسر صاحب، خیال رہے... دیواروں کے بھی کان
ہوتے ہیں۔"

"ہوتے رہیں... مجھے ان کانوں کی پروا نہیں۔" وہ بولے۔
"اور نہ مجھے۔" خان رحمان نے فوراً کہا۔

"لیکن تم اپنی سونے کی کانوں کا خیال کرو... وہ چھین لی
جائیں گی۔"

"پروا نہیں، ہم تمہارے ساتھ ہیں... بلکہ ہم تو یہ
چاہیں گے کہ ہمیں بھی انسپکٹر جمشید کے ساتھ جیل میں رکھا

"نہ نہ... ایسا نہ کریں... اس طرح ہم آپ سے کوئی کام
نہ لے سکیں گے۔"

"اب تک اس کیس کے سلسلے میں بھلا کیا کام لیا تم نے
پروفیسر داؤد نے آنکھیں نکالیں۔

"ابھی تک ضرورت پیش نہیں آئی تھی... اب آ گئی ہے... آپ
فوری طور پر وہ چیزیں پہنچا دیں، کیونکہ وہ آنے والے ہیں۔"

"حد ہو گئی... وہ چیزیں پہنچا دوں... کیونکہ وہ آنے والے
یہ بات ہوئی جمشید۔"

"اوہو... آپ کو اندازہ نہیں..."

"او اچھا... میں سمجھ گیا۔" وہ مسکرا دیے... خان رحمان بھی ہنس دیے۔

"تب پھر ہم چلتے ہیں... وقت کیوں ضائع کریں۔"

"بالکل ٹھیک۔" انہوں نے فوراً کہا۔

وہ گئے ہی تھے کہ چار ملاقاتی اور آ گئے... ساتھ ہی ایس صاحب بھی آ گئے تھے

"اس قدر تیزی سے اگر ملاقاتی آئے تو صدر صاحب رپورٹ پہنچ جائے گی۔" ایس پی صاحب نے مشورے کے انداز میں کہا۔

"پروفیسر صاحب اور خان رحمان صاحب تو ایک دو ضرور آئیں گے... اور رہ گئے یہ لوگ... یہ ہمارے مہمان کچھ دیر تو رہیں گے یہاں۔" انسپکٹر جمشید نے پراسرار انداز میں کہا۔

"خیر... کیا لگتا ہے... آپ اپنے ساتھ مجھے بھی لے گے۔"

"جی نہیں... آپ پر ان شاء اللہ کوئی آنچ نہیں آئے گی"

"خیر... دیکھا جائے گا... ویسے میں بہت فکر مند ہوں... صدر صاحب نے اپنے طور پر کوئی انتظام ضرور کیا ہوگا۔"

"کیسا انتظام۔" وہ چونک گئے۔

"آپ کی باتیں سننے کا۔"

"وہ کوئی پروا نہیں... ہم کوئی صدر صاحب کے خلاف نہیں کر رہے... اور نہ ہم نے آج تک اپنی حکومت کے ئی بات سوچی ہے... ہمارا تو ایک ہی اصول ہے... عوام جسے چن لیتے ہیں... وہ ہمارا صدر ہے... وہ جیسا بھی ہے... ہم وقت تک صدر مانتے ہیں... جب تک کہ وہ صدر ہے... جب وہ رہتا اس وقت ہم اسے صدر نہیں مانتے... ہاں اگر وہ ان ہے... تو اس صورت میں بھی ہم اس کا احترام کرتے ہیں، ڑیے... ہم بھی کیا باتیں لے بیٹھے... آپ کو حکومت کی طرف ایت تو ابھی تک ہیں نہیں کہ ہم سے کوئی شخص ملاقات نہ ... بلکہ شاید صدر صاحب خود یہ چاہتے ہیں کہ ہم سے ملاقات کے لیے آتے رہیں... تاکہ انہیں ہماری کارروائیوں رہے۔"

"اچھی بات ہے... بس میں تو کہہ دوں گا کہ مجھے کوئی ہیں ملی تھی... اس لیے میں نے ملاقاتیں کروا دیں۔" وہ

"بالکل!" انہوں نے فوراً کہا۔

پھر ایس پی صاحب تو چلے گئے اور چار ملاقاتی وہاں آ گئے، اور خان رحمان وہاں پہنچ گئے... انسپکٹر جمشید اور پروفیسر

پی جیل صاحب کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے... کیونکہ انہیں آپ کی
عادت کا پتا ہے... لہٰذا انہوں نے آپ کو ایسا کرنے کا موقع دیا...
بھی مدد کے مجرم ہیں اور یہ جیل اب ملٹری کی نگرانی میں رہے گی
انچارج میں ہوں گا۔" آخری الفاظ کہتے وقت اس کا لہجہ اور گہرا
ہو گیا۔

"بہت خوب! مان گیا آپ کو اور آپ کی پلاننگ کو... خیر
کوئی بات نہیں۔" اس بار باہر کھڑے چار میں سے ایک انسپکٹر
نے کہا۔

"لہٰذا اب یہ چاروں بھی جیل میں رہیں گے
صاحب اور خان رحمان صاحب بھی جیل میں رہیں گے۔"

"بہت خوب! مزا آگیا پھر تو۔" خان رحمان چہکے۔

"لیکن اس میں ان کا کیا جرم۔" انسپکٹر جمشید نے
داؤد اور خان رحمان کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا ٹھیک آپ کے کام میں ان دونوں نے آپ کی
مدد نہیں کی... اس طرح یہ مدد کے مجرم ہوگئے..."

"بہت خوب! ہم یہی چاہتے تھے۔" پروفیسر داؤد نے

"کیا چاہتے تھے۔"

"مدد کے مجرم بننا۔"

"لہٰذا دونوں کوٹھڑی میں جائیں..."

"لیجیے۔" وہ بولے اور سب اندر چلے آئے۔

"اب آپ کوئی چالاکی کر کے دکھائیں... پھر مانوں گا آپ
کو۔" افسر نے کہا۔

"ایک سوال کا جواب آپ دے دیں... چالاکی کر کے ہم
دکھا دیں گے۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"صدر صاحب نے تو خیر آپ کی ڈیوٹی یہاں لگادی... اور
آپ دے رہے ہیں... لیکن آپ کا جو لہجہ ہے... اس سے میں یہ
سوچنے پر مجبور ہوں کہ آپ کو مجھ سے خاص قسم کی کوئی دشمنی
ہے... دشمنی کس سلسلے میں ہے۔"

"سوری! میں یہ بات نہیں بتا سکتا۔"

"جب کہ میرا خیال ہے... میں جان گیا ہوں۔"

"یہ جان گئے ہیں۔"

"آپ کا نام کیا ہے جناب؟"

"میں یہاں آپ کے سوالات کے جوابات دینے نہیں آیا۔"

"لو اچھا... تب آپ جا سکتے ہیں... مجھے میرے سوال کا
جواب مل گیا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

ملٹری آفیسر بہت زور سے اچھلا۔

"کیوں... کیا وہ جیل میں نہیں ہیں؟" وہ پرسکون آواز میں بولیں۔

"آپ سیدھی طرح بتائیں... وہ کہاں ہیں۔"

"سوال تو یہ ہے کہ آپ ان کے بارے میں مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"تب پھر ہم کس سے پوچھیں۔"

"جیل میں جا کر ان سے ملاقات کریں۔"

"آپ اچھی طرح جانتی ہیں... وہ جیل سے فرار ہو چکے ہیں۔"

"اوہو اچھا... اگر میں یہ بات جانتی ہوں تو آپ بھی جانتے ہوں گے۔" وہ مسکرائیں۔

"آپ مسکرانا بھول جائیں گی... ہنسنا تو دور کی بات ہے"

"یہ پیش گوئی ہے یا خبر۔" وہ بولیں۔

"جو چاہیں... سمجھ لیں اور صرف یہ بتائیں... انسپکٹر اور آپ کے بچے اس وقت کہاں ہیں۔"

"بالکل سچ کہتی ہوں... مجھے نہیں معلوم۔"

"آپ نے انہیں کہاں چھوڑا۔"

"کیا مطلب، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔" وہ چونک اٹھیں

"وہ جیل سے فرار ہوئے تو باہر آپ کسی جگہ ان کا

انتظار کر رہی تھیں... آپ انہیں لے کر بھاگ نکلیں... اور کہیں چھوڑ کر آ گئیں... اب بتائیں... وہ کہاں ہیں۔"

"میں نہیں جانتی۔"

"آپ یوں نہیں بتائیں گی... آپ پر سختی کرنا ہو گی۔"

"یہ بھی کر کے دیکھ لیں۔"

"[illegible] نہیں۔" انسپکٹر نے اپنے ماتحت کو حکم دیا۔

"خبردار..." بیگم بشیہ نے چلا کر کہا۔

"کس بات سے خبردار کر رہی ہیں ہمیں۔"

"میں عورت ذات ہوں... مجھے گرفتار کرنے کے لیے لیڈی پولیس لائیں... آپ میں سے کسی نے اگر مجھے ہاتھ لگایا تو میں شور مچا دوں گی۔"

"اچھی بات ہے... اب یہ بھی سہی۔"

اور انسپکٹر نے لیڈی پولیس کو فون کیا... پھر انہیں گرفتار کر کے تھانے میں لایا گیا...

"یہ وہ جگہ ہے، جہاں آپ کے شوہر صاحب لوگوں کی زبان کھلواتے رہے ہیں... آج ہمیں آپ کی زبان کھلوانا ہے... آپ عورت ہیں... لہٰذا عورتیں ہی آپ کی زبان کھلوائیں گی... ہم تو صرف نگرانی کریں گے... ابھی وقت ہے... صرف یہ بتا دیں.. بچے کہاں ہیں۔"

تم نے ہمارے دو گھنٹے ضائع کیے ہیں۔"

"اور اب میں واقعی بتادوں... کہ وہ کہاں ہیں یا کہاں...

انہوں نے سمندر کا رخ کیا ہے۔"

"ہاں! اس صورت میں نرمی کی جا سکتی ہے... لیکن...
نے پھر جھوٹ بولا تو ہم وہ کریں گے کہ انسپکٹر جمشید کی آنکھیں
تک کانپتی رہیں گی۔"

"اچھی بات ہے... میں اس بار جھوٹ نہیں بولوں گی
لیکن تم ہمیں ہمارے گھر جانے دو گے۔"

"منظور ہے۔"

"تب وہ سونا گھاٹ گئے ہیں۔"

"سونا گھاٹ... یہ کس جگہ ہے؟" وہ چلا اٹھا۔

"اگر میں یہاں سے بتاؤں گی تو تم آسانی سے...
سکو گے... میں خود تمہیں وہاں تک پہنچا سکتی ہوں... لیکن...
گھاٹ پہنچ جاؤ... تو ہمیں وہاں سے اپنے گھر لوٹ آنے کی اجازت
ہوگی۔"

"ٹھیک ہے... آؤ۔" وہ بولا

پھر وہ سرکاری گاڑی میں سونا گھاٹ پہنچے۔

"اس ساحل سے بالکل قریب ہی قدرے دائیں...
ایک جزیرہ ہے... وہ یا تو اس جزیرے پر ملیں گے... یا وہاں...

...دہ ہو چکے ہوں گے... انہیں دراصل یہاں سے ایک ریاست تک
...ہے... دوست ریاست۔"

"ریاست کا نام... جلدی۔"

"ریاست شاہان... اس کے امیر کا نام عثمان آفریدی ہے۔"

"بہت خوب! اب شاید تم سچ بول رہی ہو... تم انہیں ان
...کو پہنچا کر دفتر میں رپورٹ کرو گے... ہم آگے جا رہے ہیں۔"
...نے اپنے ایک ماتحت سے کہا۔

"او کے سر..." ماتحت نے کہا اور انہیں لے کر چلا گیا۔
پہلے وہ انہیں دفتر لایا... وہاں رپورٹ لکھی... اپنے آفیسر کو
... حالات سنائے... آفیسر نے ان پر تیکھی نظریں ڈالیں...

"وائرلیس پر سومران صاحب سے بات کرو... اگر وہ ہر
...بت سے ہیں تو ہم انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔"

"او کے سر۔" اس نے کہا... پھر اس نے وائرلیس پر رابطہ
...دوسری طرف سے سومران نے بتایا... کہ وہ اس جزیرے پر
پہنچ چکے ہیں اور اس جگہ بالکل خیریت سے ہیں... جزیرے پر اس قسم
...ثبوت مل گئے ہیں... جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انسپکٹر جمشید
اور ان کے ساتھی واقعی یہاں آئے تھے... لہٰذا ان لوگوں کو چھوڑ دیا
...اب ہم انہیں قید میں رکھ کر کیا کریں گے... یہ ہمارے

آئیں تو مجھے نہ لے گا اور میں تو آپ کو لوگوں کا ہی خیر

"اوہ اچھا اچھا۔" وہ ہنسے۔

پھر وہ ہاتھ ہلاتا ہوا چلا گیا... اب انھیں سمندر میں د

ہوئے ایک جزیرے پر لایا گیا

"یہ ہمارا عارضی ہیڈ کوارٹر ہے... اس میں ہمارے ا

مسٹر جان موجود ہیں... مسٹر جان پولیس چیف ہیں۔ بہت ہی

شریف انسان ہیں... اگر آپ لوگوں نے جھوٹ نہ بولا تو وہ

فارغ کر دیا جائے گا... اور سرکاری لانچ پر اس ساحل پر آپ

آئیں گے... جہاں سے آپ چلے تھے... اور اگر جھوٹ بولا

انھیں فوراً معلوم ہو جائے گا۔"

"اگر ہم نے سچ بولا تو وہ فوراً ہمیں چھوڑ دیں گے۔"

انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ہاں بالکل۔"

"دیکھیں... سوچ لیں... آپ کیا کہہ رہے ہیں"

"کیا مطلب؟" آفیسر چونکا۔

"آپ نے یہی کہا ہے نا... کہ اگر ہم نے سچ بولا... تو ہمیں

فوراً چھوڑ دیا جائے گا... بلکہ اس ساحل پر چھوڑ آئیں گے۔"

"میں نے یہی کہا ہے... کیا لکھ کر دوں۔" اس نے کہا

کہا۔

"بہتر تو یہی رہے گا۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"کیا بہتر رہے گا۔"

"یہ کہ آپ یہ بات لکھ کر دیں گے۔"

"ناممکن... بس... آگے چلو۔"

انھیں جہاز کے عرشے سے ایک کمرے میں لایا گیا... یہاں

درمیانے قد کا ایک دبلا پتلا آدمی بیٹھا ہوا تھا... اس کے ہونٹ بہت

پتلے تھے... ان ہونٹوں کو دیکھ کر انسپکٹر جمشید نے اپنے بدن

میں سنسنی کی ایک لہر محسوس کی... انھیں اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے

محسوس ہوئے... انھوں نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا... وہ ذرا

بھی پریشان نظر نہ آئے... اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اس قسم کے

لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے... جب کہ انھیں اچھی

طرح معلوم تھا... ایسے ہونٹ والے لوگ دنیا کے خطرناک ترین

ہوتے ہیں۔ اس نے نظر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا... پھر

سرد انداز میں بولا

"کیا بات ہے آفیسر۔"

"سر! یہ ہماری سمندری حدود کے آس پاس سیاحت

کر رہے تھے... میں آپ کی ہدایات کے مطابق انھیں پکڑ لایا۔"

"تم نے ان کے کاغذات دیکھے۔"

"جی بالکل دیکھے... وہ اگرچہ اصلی ہیں... لیکن میں یا ست

ادھر ادھر اس کے پیچھے دیکھا۔

"آئے گا.. آئے گا۔" اس نے فوراً کہا۔

"کیا آپ کا ارادہ گانا گانے کا ہے۔"

"ان لوگوں کو باہر نکالو... میں انہیں مزا دکھاؤں گا۔"

"سر... سر۔" ملازم کانپ گیا۔

"کیا کہتے ہو.." اس نے اسے گھورا۔

"سر.. چاڈلا..."

"ارے تو میں کیا کروں... چیڑل میرا ماموں تھا۔"

"کیا کہا.. چیڑال آپ کا ماموں تھا۔"

"ہاں ان لوگوں کو قتل کرنے کی تڑپ میں تو میں مر... ہوں۔"

"لیکن سر... اگر آپ نے انہیں ہلاک کر دیا... تو ہم ... جواب دیں گے۔"

"میں کوئی چاڈلا کا ماتحت ہوں۔"

"لیکن یہ قیدی وہی یہاں چھوڑ گیا ہے... یہ ہمارے قیدی نہیں ہیں... یوں تو ہم اپنے قاعدے قیدیوں کو بھی ہلاک نہیں کر سکتے... قیدی تو جیل میں ہماری امانت ہوتے ہیں۔"

"اب تم مجھے لیکچر دو گے۔"

"نن نہیں... نہیں سر.. میری کیا مجال۔ جی..."

...وہ باہر نہیں نکل سکتا۔"

"وہ کیوں۔"

"اس کوٹھڑی کی چابی چاڈلا لے گیا ہے۔"

"اوہ... اچھا.. خیر... میں انہیں کوٹھڑی کے اندر ہی ... چلا سکتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے پستول نکال لیا۔

"مجھے افسوس ہے سر... آپ ایسا نہیں کر سکتے"

"کیا کہتے ہو.. میں اس جیل کا چیف ہوں مجھے کون روک سکتا ہے۔"

"یہ لوگ دراصل چاڈلا کے قیدی نہیں ہیں۔"

"نہ ہوں... ہوں گے کسی اور کے... میں کیا کروں.. میں ... یہ میرے ماموں کے قاتل ہیں۔"

"ہم.. ہم... ماموں کے قاتل۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"کیوں... تمہیں کیا ہوا؟" انسپکٹر جمشید اس کی طرف ...

"یہ... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"دھت تیرے کی۔" خان رحمان نے کہا اور اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

"ارے باپ رے..." فاروق تلملا اٹھا۔

"اوہ ہاں واقعی... یہ تو ہے۔"

"پھر بھی آپ اس کو اٹھا کر جیب میں تو رکھ لیں۔"

"نہیں... یہ ہمارے خلاف کوئی چال ہے... اسے یہیں پڑے رہنے دو۔"

"جی بہت بہتر۔" وہ بولے۔

"ویسے میں ایک بات بتا سکتا ہوں۔" انہوں نے مدھم لہجے میں کہا۔

"ہاں ضرور... کیوں نہیں۔"

"اس جیل چیف کی آواز مجھے جانی پہچانی سی محسوس ہوئی ہے۔"

"کک... کیا مطلب؟" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"ہو سکتا ہے... یہ میرا وہم ہو..."

"اس شہر میں جانی پہچانی آواز... آپ کا مطلب ہے... کوئی آدمی جیل میں ہو سکتا ہے... وہ بھی جیلوں کے چیف کے روپ میں۔"

"ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔" وہ بولے مسکرائے۔

"خیر خیر... ہم کل دیکھیں گے... کل کی وعدہ... گے۔"

"تت... تو کیا آپ اس چابی کو یہیں چھوڑ دیں گے۔"

"یہ بھی ٹھیک نہیں ہوگا... جو ملازم ہمیں کوٹھڑی سے باہر نکالیں گے... انہیں تو چابی نظر آ ہی جائے گی... لہٰذا اس کو ادھر اُدھر تو چھپا ہی سکتے ہیں۔"

"ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔" وہ مسکرائے۔

پھر اس کو پاؤں سے سرکا کر انہوں نے ایک جگہ چھپا دیا... وہ سوچ رہے ہوں گے کہ چوڑا اٹا نظر آیا۔

"حیرت ہے۔" اس نے آتے ہی کہا۔

"ہم یہ نہیں پوچھیں گے... کہ آپ کو اس قدر حیرت کس بات پر ہے۔"

"لیکن میں تو بتاؤں گا نا۔"

"اچھی بات ہے... بتائیں پھر۔"

"فوس نے تم لوگوں کو طلب کیا ہے... جب کہ اس سے ملاقات کرنے کے لیے تو لوگوں کو مہینوں انتظار کرنا پڑتا ہے... اور انتظار کرنے پر بھی اس کی مرضی ہے... ملاقات کرتا ہے یا نہیں۔"

"تب تو اسلام بہت اچھا دین ہے... ہمارے دین میں کوئی چھوٹے سے چھوٹا آدمی... بڑے سے بڑے آدمی سے کسی وقت بھی ملاقات کر سکتا ہے... یہاں تک کہ رات کے بارہ بجے بھی۔"

"ہوگا... یہاں تم اپنے دین کی بات نہ کرو۔" اس نے منہ

"اچھی بات ہے۔" وہ بولے۔

اور پھر محل کا بڑا دروازہ خود بخود کھلا... اس میں سے
سفید رنگ کی گاڑی باہر نکلی اور ان کے پاس آ کر رکی... ا…
ڈرائیور نہیں تھا... چاؤلا نے کہا

"آپ اس میں بیٹھ جائیں... یہ ریموٹ کنٹرول …
اندر آپ کو کوئی انسان نظر نہیں آئے گا... ایسی گاڑیاں …
آئیں گی... مطلب یہ کہ قوس کے اس محل میں کوئی زندہ ا…
نہیں کرتا... یہاں صرف مشینیں کام کرتی ہیں... یا پھر …
کرتے ہیں۔"

"اوہ... اوہ۔" وہ دھک سے رہ گئے...

پھر وہ گاڑی میں بیٹھ گئے... دروازہ خود بخود …
گاڑی تیر کی طرح آگے بڑھی... پہلے دروازے کے اندر
ایک شیشے کی سڑک تھی... گاڑی گویا اس پر تیر رہی تھی...
کے دونوں طرف کمرے برآمدے یا بارہ دریاں تھیں...
پھول لہلہا رہے تھے... لیکن انسان کوئی نہیں تھا... تھوڑی دیر
بعد گاڑی ایک کمرے کے سامنے رک گئی...

انہوں نے دیکھا... اس کمرے کا دروازہ سنہری …
لگتا تھا جیسے سونے کا ہو...

"گاڑی سے اتر کر اس دروازے کے پاس جائیں…

…ے یہ الفاظ نکالیں۔ عظیم قوس کی عظمت کو سلام۔" گاڑی سے
…ی

"اور اگر ہم یہ الفاظ ادا نہ کریں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"اس صورت میں دروازہ نہیں کھلے گا... پھر دروازے پر
…ائیں گے، وہ آپ کو گرفتار کر کے لے جائیں گے اور محل کی
…ا دیں گے۔"

"اچھی بات ہے..."

وہ گاڑی سے اتر کر دروازے پر آئے... پھر انسپکٹر جمشید نے
…ا کرتے ہوئے کہا

"عظیم قوس کی عظمت کو سلام۔"

دروازہ خود بخود کھل گیا... وہ اس میں داخل ہو گئے... فوراً
… گیا... اندر کمرے میں انہیں شیشے کا ایک جار نظر
…جار جس میں ایک لمبا چوڑا آدمی آسانی سے کھڑا ہو سکے...
… اس وقت مختلف رنگوں کی روشنیاں بری طرح مچل رہی
…یوں لگتا تھا جیسے ان گنت رنگ ایک دوسرے میں جذب
…ہوں اور ایک دوسرے سے نکل رہے ہوں... وہ حیرت زدہ
… ان رنگوں کو دیکھتے رہے... پھر کمرے میں ابھرنے والی
… سے وہ چونک اٹھے

"… کے قیدیوں کو قوس خوش آمدید کہتا ہے... اور اگر

"ارے باپ رے... یہ ورنہ تو کچھ خوفناک سا لگتا ہے۔"
فاروق گھبرا گیا۔

"یار چپ رہو... دیکھتے نہیں... فوس صاحب ہم... رہے ہیں۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"دیکھ ہی تو نہیں رہا... فوس صاحب ہمیں نظر کب آ رہے ہیں۔"

"یہ یوں نہیں مانے گا... بتاتا ہوں اسے تو میں۔"

"نہیں نہیں... فوس صاحب... جانے دیں۔"

"میں جو کہہ دیتا ہوں... وہ کرتا ہوں... اپنے دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھیں۔" فوس کی آواز گونجی۔

انہوں نے اپنے دائیں بائیں... آگے پیچھے دیکھا۔

"ہم نے چاروں طرف دیکھ لیا ہے مسٹر ماس۔"

"کیا دیکھا؟" فوس بولا۔

"آپ نے صرف یہ کہا تھا... کہ دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھیں، سو ہم دیکھ چکے۔"

"کیا دیکھا؟" اس نے پھر کہا۔

"آپ کیا دکھانا چاہتے ہیں۔" فرزانہ نے جھلا کر کہا۔

"وہ جو ڈوب رہا تھا... وہ کہاں ہے؟"

"ارے باپ رے..."

وہ بری طرح اچھل پڑے... کیونکہ فاروق اب ان کے درمیان نہیں تھا... جب کہ کمرے کا کوئی دروازہ کھلا نہیں تھا... بلکہ ... میں تو کوئی دروازہ، کھڑکی یا روشن دان نظر نہیں آ رہا تھا، جس راستے سے وہ آئے تھے... وہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا... بس دیواریں ہی نظر آ رہی تھیں۔

"فاروق... تم کہاں ہو۔" انسپکٹر جمشید نے بلند آواز میں...

ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا... تب محمود نے گھبرا کر...

"کہاں ہو تم فاروق... ہمیں آواز دو... ہم یاد کرتے ہیں۔"

"حد ہو گئی... آپ لوگ تو گانے لگے۔"

"آپ... آپ کو کیسے معلوم ہوا... یہ گانے کے الفاظ ہیں۔" محمود کے لہجے میں حیرت ہی حیرت تھی۔

"میں طاقت ہوں... تم بھول رہے ہو۔"

"نہیں... بھول تو نہیں رہے ہم۔" انسپکٹر جمشید نے انکار... دیا۔

"خیر... ہاں ہم کیا بات کر رہے تھے۔"

"پہلے فاروق کی بات ہو جائے... وہ ... کہاں ہے۔"

"یہاں سے دور... بہت دور... اگر تم کسی جہاز وغیرہ کے

ذریعے سفر کر کے وہاں تک پہنچنے کی کوشش کرو... تو تم
مسلسل سفر کر کے پہنچ سکو گے... لیکن اسے تلاش پھر بھی نہیں
کر سکو گے... یہ تو میں نے صرف اس کا فاصلہ بتایا ہے۔"

"تب وہ اس قدر جلد اتنی دور کیسے پہنچ گیا۔" انسپکٹر جمشید
بولے۔

"لہروں کے ذریعے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"آپ نے بالکل ٹھیک کہا پروفیسر صاحب، آپ
سائنس دان ہیں... میری باتیں آپ کی سمجھ میں زیادہ آئیں گی۔"

"تب پھر... مہربانی فرما کر فاروق کو واپس بھیج دیں۔"

"ابھی نہیں۔ وہ باتوں میں وقت ضائع کر رہا ہے...
بات چیت کے بعد آپ تک پہنچا دیا جائے گا اسے۔"

"کیا واقعی۔" وہ بولے۔

"بالکل۔ اور فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ
مزے میں ہے... میں حیرت کی زیادتی سے اس کا برا حال ہے۔
کیونکہ اس وقت وہ جنت میں ہے... میرا شکریہ ادا کرو... میں
اسے دوزخ میں نہیں بھیج دیا۔" یہ کہتے ہوئے اس کی ہنسی سنائی دی۔

"شکریہ مسٹر فوس۔"

"مسٹر نہیں... صرف فوس کہو۔"

"شکریہ فوس۔"

"ہاں تو اب..."

"آپ پہلے طوفان کی بات کر رہے تھے۔"

"میں نے انہیں دھمکی دی... کہ اگر انہوں نے میری بات
تو پیلا طوفان آئے گا۔ وہ اس پر بھی میرا مذاق اڑاتے
آخر مجھے پیلا طوفان لانا پڑا... وہ ان ملکوں میں اس قدر
ت طوفان آیا۔ اس قدر زبردست طوفان آیا کہ سب لوگ
ہو گئے... ہوا میں اڑنے لگے۔ ان کے قدم زمین پر سے
اکھڑ اکھڑ گئے... تب وہ چلا اٹھے

"فوس... اے فوس... اس طوفان کو روک دے...
تمہارے غلام بن کر رہیں گے۔ تب وہ طوفان رک گیا۔"

بتا کر فوس خاموش ہو گیا... اس پر انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"آپ نے ہمیں طوفان کی جھلکیاں نہیں دکھائیں۔"

"او ضرور... کیوں نہیں۔"

پھر ان کی آنکھوں کے سامنے پیلا پن ہی پیلا پن نظر آیا۔
ہو گئی... پھر تیز ہواؤں کے جھکڑ چلنے لگے... لوگ اڑنے
بیں کرنے لگیں... گاڑیاں آپس میں ٹکرانے لگیں۔

"اس طرح یہ سب میری طاقت کا لوہا مان گئے۔"

"اوہ... لوہ... لیکن فاروق کہاں ہے۔" خان رحمان بولے۔

فاروق میں الجھا ہوا تھا۔

"وہ آرام سے ہے... فکر نہ کریں۔"

"اچھا خیر.. آپ نے ہمیں کیوں بلایا ہے۔"

"ہاں! مجھے تم سے ایک کام ہے..."

"کیا کہا... فوس کو ہم سے کوئی کام ہے... یہ کیا بات ہوئی
اگر فوس ایک طاقت کا نام ہے... اور انشارجہ اور مگال جیسے ملک [illegible]
کی طاقت سے کانپتے ہیں تو اس فوس کو ہم غریبوں سے کیا کام؟"
محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"آپ یاد رکھیں تم نہ بتائیں... ورنہ آپ کو بھی آ[illegible]
بھائی کے پاس بھیج دوں گا۔"

"یہ تو اور اچھی بات ہے۔"

"اچھا تو پھر آپ بھی جائیں۔" اس نے کہا
اور محمود بھی کمرے سے غائب ہو گیا۔

"یہ تو بالکل جادوئی فلموں والی بات ہو گئی۔"

"ہو گئی ہو گی... لیکن یہاں کوئی جادوئی فلم نہیں ہے
انسان لہروں کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ رہا ہے

"اگر آپ لوگوں نے ذرا آئیں بائیں اور شائیں کی تو
بھی وہاں بھیج دوں گا۔"

"اور پھر وہ کام کس سے کرائیں گے۔"

"آپ جیسے بہت پھرتے ہیں... ابھی انسپکٹر کامر[illegible]

"[illegible] پیغام ملے گا تو وہ دوڑے چلے آئیں گے۔"

"کیا مطلب.. کیا وہ آپ کو جانتے ہیں۔"

"میں تو جانتا ہوں.. میرا پیغام ملے گا.. انسپکٹر جمشید پارٹی
[illegible] قبضے میں ہے.. ان کی زندگی چاہتے ہیں تو فوراً یہاں
[illegible] فوس کے پاس... اور پولیس چیف جیسے غلاموں کو بتا دوں
[illegible] انہیں بھی ساتھ لے آئیں گے، جیسے آپ کو لے آئے۔"

"ہوں... آپ ٹھیک ہی کہتے ہیں.. میرا خیال ہے، آپ
[illegible] ہیں۔" محمود نے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب.. کیسا کر دوں؟"

"انہیں بلا لیں..."

"تو آپ میرا کام نہیں کریں گے۔"

"ہمیں تو معلوم ہی نہیں... آپ کا کام کیا ہے؟"

"میں بتا تو رہا ہوں۔"

"اچھا بتائیں... ہم نے مناسب جانا تو کر دیں گے... ورنہ
ہمیں بلا لیجئے گا... لیکن آپ خود وہ کام کیوں نہیں کر سکتے۔"

"میری حکومت مگال، انشارجہ اور ان کے آس پاس سے
[illegible] ہے... وہ دور دراز کے ملکوں پر نہیں... لیکن کوشش جاری

"کیا کہا... کوشش جاری ہے۔"

"ہاں! کوشش جاری ہے... کہ میری حکومت دنیا کے کونے کونے پر ہو... حکومت کا دائرہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔"

"میں سمجھ گیا جمشید۔" ایسے میں پروفیسر داؤد کی آواز دی۔

"آپ کیا سمجھ گئے انکل۔ جلدی سے مجھے بھی سمجھا دیجیے" فرزانہ بول اٹھی۔

"یہ حضرت دراصل کوئی سائنس دان ہیں... انشارجہ اور میگال کے باقی سائنس دان... اپنے سائنسی آلات اور تجربات سے انہوں نے خود کو اس قدر طاقت ور بنا لیا ہے کہ یہ بڑے ملک بھی طاقت سے ڈرنے لگے... شاید جب چاہیں... پیدا طوفان لا ہیں... اب میگال تو ایسا نہیں کر سکتا... انشارجہ تو ایسا نہیں کر سکتا اس طرح یہ اور قسم کی کل تباہیاں لا سکتے ہیں... میں ان تباہیوں سے ڈر کر یہ ملک ان سے ڈرنے لگے... اور اب تو میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں... یہ مسٹر فوس اکیلے نہیں ہیں... ان کے ساتھ باقی سائنس دانوں کی پوری ایک ٹیم ہے... گویا انشارجہ اور میگال باغی ان ہاتھوں میں کھلونے بنے ہوئے ہیں... کیوں مسٹر فوس یہی بات ہے نا۔"

"ہاں! یہی بات ہے... لیکن اب میں آپ لوگوں سے ڈر نہیں رہا... آپ تو چھوڑ دیں گے میرا ارادہ... تو آپ لوگ

کر رہا ہوں... جہاں ان دونوں کو رکھا ہے... تاہم وہاں بھی آپ الگ ہی رہیں گے اب... آپ ایک جگہ... وہ ایک جگہ اور داؤد صاحب ہمارے گروپ میں۔" یہ کہہ کر وہ ہنسا۔

"کک... کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ پروفیسر داؤد آپ انہیں آخری بار دیکھ لیں... آخری بار دیکھ لیں... جب کوئی ہمارے گروپ میں شامل ہو جاتا ہے وہ اس دنیا میں واپس نہیں آ سکتا..."

"یا مطلب... کیا آپ نے اپنا ہیڈ کوارٹر کسی اور دنیا میں بنایا

"ہاں تو اور کیا... اب اگر اس دنیا میں کہیں بناتے تو آپ ہمیں اب تک نہ جینے دیتے..." اس نے ہنس کر کہا۔

"جب آپ انہیں وہاں لے جا کر بہت بڑی غلطی کریں گے، مار دیں گے۔"

"ہو گی... وہاں سائنس دانوں کی پوری فوج ہے... وہ کام لے گی... یہ وہاں مزدوروں کی طرح کام کریں سائنس دانوں کے لیے کام کرنے والے چھوٹے مزدور ہی ہوتے ہیں۔"

"باپ رے... جمشید... تم سن رہے ہو۔"

"جی ہاں! مجبوری ہے۔" انہوں نے پریشان ہو کر کہا۔

"مجبوری ہے... کیا مطلب؟"

"رہنے پر مجبور ہیں ہم۔"

"وقت تیرے کی... جمشید... میں کہتا ہوں... کہ
اور اگر یہ لوگ مجھے وہاں لے گئے... تو... تو میری سائرہ
گا۔" انھوں نے روتی آواز میں کہا۔

"شائستہ کون؟"

"میری بیٹی..."

"اسے آپ کے ساتھ رکھا جائے گا... وہاں بے
کرتے ہیں... سب کے بیوی بچے ان کے ساتھ ہیں...
کر کے وہ رات کو اپنے گھروں میں اپنے بیوی بچوں کے
جاتے ہیں... وہاں انھیں دنیا بھر کی آسانیاں حاصل ہیں اور
میں لوٹ کر آنا بھی گوارا نہیں کرتے۔"

"تب پھر آپ یہاں کیوں ہے۔"

"میں یہاں کہاں... یہاں تو آپ صرف میری
رہے ہیں... میں بھی وہیں ہوتا ہوں۔"

"لو... تب تو ٹھیک ہے... خوب گزرے گی،
ملیں گے دیوانے بہت سے۔" فرزانہ نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن الگ الگ رہیں گے تو کیا خاک مزا آئے گا۔"

"اس بارے میں بعد میں سوچا جائے گا۔"

"ارے ہاں... وہ ہمارے حامد نیازی کا کیا بنا۔" فرزانہ نے
کہا۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی ایک جھٹکا سا ہوا... ان کی آنکھیں
... کمرے کی ہر چیز غائب ہو گئی۔

٭... ختم... ٭

... آپ بتائیں گے

انسپکٹر کامران مرزا کے فون کی گھنٹی بجی... ...
گھر کے علاوہ کوئی نہیں تھا... انہوں نے ریسیور اٹھایا تو...
طرف سے صدر صاحب کی آواز سنائی دی

"انسپکٹر کامران مرزا سے بات کرائیں۔" صدر...
ہوں۔"

"یہ لوگ تو سر پانچ روز سے غائب ہیں۔" انہوں...

"آپ کا مطلب ہے.. آپ کو نہیں معلوم کہاں...

"جی ہاں! بالکل۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"میں اس بات کو نہیں مانتا۔"

"جی.. کیا مطلب؟"

"اس بات کو نہیں مانتا کہ وہ آپ کو بتائے بغیر...
ہوں گے۔"

"لیکن سر! بھلا میں جھوٹ کیوں بولوں گی۔" ان...
میں حیرت تھی۔

"یہ تو اب ہمیں دیکھنا ہوگا۔" صدر صاحب نے سرد آواز
...کہا۔

"میں سمجھی نہیں سر۔"

"ابھی سمجھ جائیں گی..." ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند
...ہو گیا۔

انہوں نے ایک خوف سا محسوس کیا۔ سوچا کہ کیا کریں...
...جلدی جلدی گھر کے دروازے اور کھڑکیاں بند کرنے لگیں...
...سے فارغ ہو کر خفیہ راستے سے باہر نکلیں اور اپنی ایک قریبی
...کے گھر آ گئیں... وہ بیوہ تھیں... اور ان کے کوئی اولاد بھی نہیں
...نام تھا عارفہ خانم۔

"خیر تو ہے شہناز بہن۔"

"میں خطرے میں ہوں۔"

"بھائی صاحب اور بچے کہاں ہیں۔"

"ان کے بارے میں مجھے معلوم نہیں... اور اب میں سوچ
...رہی ہوں... میں نے یہاں آ کر غلطی کی ہے... وہ لوگ جب مجھے گھر
...نہیں پائیں گے... تو سب سے پہلے یہیں آئیں گے... کسی طرح
...وہ معلوم کر لیں گے کہ..."

عین اس لمحے دروازے پر زور دار دستک ہوئی۔

"ارے باپ رے... وہ تو شاید آ بھی گئے... لیکن اس قدر

جلد یہ کیسے ممکن ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں... آیئے۔"

وہ انھیں پچھلے دروازے پر لے آئیں...

"اس وقت میں آپ کے لیے بس یہی کر سکتی ہوں... اس دروازے سے نکل جائیں۔"

"لیکن وہ بھانپ لیں گے کہ میں یہاں آئی تھی... آپ پر سختی کریں گے۔"

"آپ جائیں... میں ان سے بات کر لوں گی... [illegible] بارے میں فکر مند نہ ہوں۔"

"اچھا۔" انھوں نے کہا اور نکل گئیں۔

عارفہ خانم نے دروازہ اندر سے بند کر لیا... [illegible] دروازے پر آئیں... اس وقت تک تین بار زور دار دستک ہو [illegible] اور تیسری بار تو بہت زوردار ہوئی تھی... انھوں نے [illegible] دیا... باہر پولیس موجود تھی۔

"اتنی دیر سے دروازہ کیوں کھولا۔" آفیسر نے [illegible] کہا۔

"میں مصروف تھی۔"

"بیگم کامران مرزا کہاں ہیں۔"

"آئی تھیں... لیکن ٹھہریں نہیں۔"

"کب گئیں..."

"چند منٹ پہلے۔"

"جھوٹ... ہم تلاشی لیں گے۔"

"آپ کی مرضی... آجائیں۔"

انھوں نے پورے گھر کی تلاشی لی... پھر پچھلے دروازے پر [illegible]ل گیا

"اس طرف سے نکالا تھا انھیں۔"

"جی ہاں۔"

"آپ نے ایک مجرمہ کو نکالا۔"

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ انسپکٹر کامران مرزا کی بیگم ایک [illegible]ی ہو سکتی ہیں... نہ میں نے یہ اعلان کہیں پڑھا تھا کہ وہ مجرمہ [illegible] پولیس ان کی تلاش میں ہے اور جو انھیں پناہ دے گا یا فرار میں [illegible]ے گا... وہ بھی جرم میں شریک ہوگا۔"

"بہت بڑھ بڑھ کر بات کرتی ہیں آپ۔" آفیسر نے جھلا کر

"اس لیے کہ میں ایک وکیل ہوں..."

"او ہو اچھا۔" آفیسر نرم پڑ گیا۔

"اور ایک عورت بھی ہوں... آپ لیڈی پولیس کے بغیر [illegible] گھر میں تلاشی لینے کے لیے داخل ہوئے ہیں... یہ ایک غیر

قانونی قدم ہے... میں آپ کو عدالت میں بلاؤں گی۔"

"آپ کی اجازت سے داخل ہوئے ہیں۔"

"میں ایک عورت ہوں... اتنے پولیس والے میرے دروازے پر کھڑے تھے... اجازت نہ دیتی تو کیا کرتی... اور آپ کے پاس تلاشی کا وارنٹ بھی نہیں ہے۔"

"وارنٹ تلاشی سے پہلے کیوں نہیں مانگا۔" آفیسر جل کر [illegible]

"جب خیال آیا... مانگ لیا... وارنٹ دکھائیں۔"

"نہیں ہے میرے پاس وارنٹ۔"

"ایک کیس بن گیا آپ پر۔"

"ہاں ہاں... کر دیں مجھ پر مقدمہ دائر... لیکن اگر مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ نے انہیں کہیں پہنچایا ہے تو ساری [illegible] بھلا دوں گا۔"

"میں نے اس دھمکی کے الفاظ بھی نوٹ کر لیے ہیں۔"

"عدالت میں کس گواہ کی موجودگی میں یہ الفاظ ثابت کریں گی۔"

"میرے پاس گواہ ہے... جو میں عدالت میں پیش کروں گی۔"

"دیکھو... تلاش کرو... ایک بار پھر... شاید وسیم کامران مرزا یہیں کہیں ہیں۔"

"ضرور دیکھیں... خوب غور سے دیکھیں۔" وہ مسکرائیں۔

انہوں نے ایک بار پھر تلاشی لی... اور آخر منہ بنائے ہوئے [illegible] چلے گئے... انہوں نے دروازہ بند کر دیا۔

چند منٹ بعد پچھلے دروازے پر دستک ہوئی... وہ دوڑ [illegible] انہیں یہ امید نہیں تھی کہ وسیم کامران مرزا پھر آجائیں [illegible] اس میں خطرہ بھی تھا... کیونکہ پولیس پھر تلاشی لینے آسکتی [illegible] اور اس بار وہ پہلے پچھلے دروازے پر آتی... تاہم وہ [illegible] اور [illegible] آئیں۔ انہوں نے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ [illegible]

"کون ہے؟"

"ایک دوست۔" باہر سے ایک عورت کی آواز سنائی دی... اور [illegible] وسیم کامران مرزا کی ہرگز نہیں ہو سکتی تھی۔

"اپنا نام بتائیں... اور یہ بتائیں... آپ پچھلے دروازے سے کیوں [illegible]"

"اس لیے کہ میں نے وسیم کامران مرزا کو اس طرف سے [illegible] ہے... ان کی تصاویر بھی لی ہیں میں نے باہر نکلتے ہوئے... آپ انہیں رخصت کر رہی ہیں..."

"تو کیا ہوا... وہ میری سگی ہیں... میں پولیس کو بتا چکی ہوں [illegible] میں آئی تھیں... پھر میں نے انہیں پچھلے دروازے

سے رخصت کر دیا۔"

"میں نے پولیس کی بات تو کی ہی نہیں... مش [illegible]

کر رہی ہوں۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکیں۔

"آپ دروازہ کھول دیں... ہم بیٹھ کر بات کر لیتے [illegible]

اس میں آپ کا اور بیگم کامران مرزا کا فائدہ ہی ہے... تسلی [illegible]

ورنہ وہ اور آپ پچھتانے والی ہیں۔"

"آپ مجھے بلاوجہ ڈرانے کی کوشش نہ کریں... م[illegible]

جرم کیا ہے بھلا۔"

"یہاں کون پوچھتا ہے... آپ نے کیا جرم کیا ہے [illegible]

نے بے شک کوئی جرم نہ کیا ہو... پولیس آپ کو پکڑ کر لے [illegible]

ہے... اور آپ پر ہر قسم کی سختی کر سکتی ہے... پھر جب [illegible]

مقدمہ دائر کریں گے... ان کے ظلم کی کہانی آپ عدالت [illegible]

گے... تو پولیس آفیسر عدالت میں صرف یہ بیان دے گا... [illegible]

سے یہ علم ملا تھا... اور عدالت مقدمے کو خارج کر دے گی

وقت آپ کو کیا فائدہ ہوگا بھلا... کچھ نہیں... اس سے [illegible]

ہے کہ آپ مجھ سے بات کر لیں۔"

"اچھی بات ہے..." عارفہ بیگم نے کہا اور دروازہ [illegible]

اگرچہ وہ دروازہ کھولتے وقت ایک خوف سا محسوس کر رہی [illegible]

باہر واقعی ایک عورت موجود تھی... اس کے چہرے پر ایک

[illegible] مسکراہٹ تھی... اس نے اندر داخل ہوتے ہی کہا

"اب یہ بات ثابت ہو گئی کہ آپ نے اس طرف سے فرار

[illegible] میں مدد دی ہے۔"

"یہ بات تو میں پہلے ہی بتا چکی ہوں۔" انہوں نے منہ بنایا۔

"جی... میں یہ بھی جانتی ہوں... بیگم کامران مرزا یہاں

[illegible] ہیں۔"

"اوہ اچھا... تب پھر آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں۔"

"آپ میرے ساتھ ان تک چلیں... ہم وہیں بات کریں

"یہ کیا بات ہوئی۔"

"بات ابھی آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گی..." اس نے کہا۔

"لیکن جب تک آپ پوری بات نہیں بتائیں گی... میں

[illegible]۔"

"اوہ... ذرا غور کریں... میں تو پہلے ہی جانتی ہوں... وہ

[illegible] ہیں... اگر میں پولیس کو فون کر دوں تو... اور انہیں ان

[illegible] سے میں بتا دوں تو؟"

"اوہ... آخر آپ کیا چاہتی ہیں۔"

"صرف یہ کہ آپ میرے ساتھ چلیں... اس میں آپ کا

بھی فائدہ ہے اور ان کا بھی۔"

"او کے... چلیے۔" آخر انہوں نے تھک آ کر کہا۔

وہ ان کے ساتھ صدر دروازے سے باہر نکل آئیں۔

ایک کار بالکل تیار کھڑی تھی.. انہیں اس لمحے کے لیے خوف
ہو.. لیکن اب وہ کیا کر سکتی تھیں... وہ کار تو فوراً ان کے نزدیک
تھی.. اور اس میں بیٹھے ہوئے شخص کے ہاتھ میں ایک سیاہ
پستول بھی تھا

"محترمہ... نہایت خاموشی سے بیٹھ جائیں... ہم
کچھ نہیں کہیں گے... بس آپ کی مدد سے بیگم کامران مرزا
بات پوچھیں گے..."

"اچھی بات ہے۔" عارفہ بیگم نے اطمینان
کے ساتھ کہا۔

پھر کار ایک گھر کے سامنے رکی... دروازے پر ایک
ملازم کے روپ میں بیٹھا نظر آیا... اس کار کو دیکھتے ہی وہ
ہو.. اور دروازہ کھول دیا... کار اندر داخل ہو کر رک گئی۔

"آئیے محترمہ آپ کو آپ کی سہیلی سے ملائیں۔"
لہجے میں طنز تھا.. عارفہ بیگم نے اس وقت اپنے رونگٹے
ہوتے محسوس کیے۔

جونہی وہ ایک کمرے میں داخل ہوئیں، دھک

لی... بیگم کامران مرزا ایک کرسی سے بندھی تھیں اور ان کے جسم
جگہ جگہ سے خون رس رہا تھا... ان کے چہرے پر شدید ترین
تکلیف کے آثار تھے...

"آپ ان محترمہ کو باندھ دو۔"

"کیا مطلب؟" وہ چلا گئیں۔

"جو ان کے ساتھ ہوا ہے... اب وہی آپ کے ساتھ
ہوگا۔"

"لیکن کیوں... تم لوگ چاہتے کیا ہو۔"

"ہم صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ انسپکٹر کامران مرزا کہاں

"ان کا جواب کیا ہے۔"

"ان کا کہنا ہے کہ انہیں معلوم نہیں۔"

"درست ہے بھی یہی... انہوں نے مجھے بھی یہی بتایا تھا۔"

"لیکن ہم اس پر یقین کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"انہیں کرسی سے باندھ دو اور مطلب بھی سمجھا دو۔"

"تم لوگ دو مجبور عورتوں پر ظلم ڈھا رہے ہو... کیا تم خود

"ہاں! بالکل۔" وہ مسکرایا۔

"اچھی بات ہے... دیکھتے ہیں۔" وہ بولیں۔

اب انہیں کرسی سے باندھ دیا گیا...

"بیگم کامران صاحب... یہ آپ کی سگی عارفہ ہیں... ان کا
اس معاملے میں کوئی قصور نہیں ہے نا۔"

"ہاں... نہیں ہے۔" وہ بولیں۔

"آپ کی وجہ سے اس معاملے میں الجھی ہیں... ابھی [illegible]
تا۔"

"ہاں.. الجھی ہیں... پھر۔"

"ہم نے آپ پر سختی کر کے دیکھ لیا... نہ جانے آپ کس
کی مٹی ہیں... بتا کر نہیں دیا کہ انسپکٹر کامران مرزا کہاں ہیں...
اب ہم ظلم توڑیں گے آپ کی سگی پر... اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ کب
تک خاموش رہتی ہیں۔"

"آپ لوگ... یقین کر لیں... وہ مجھے بتا کر نہیں گئے
وہ بتا کر جاتے ہیں... یہ ان کی عادت ہے... مجھے آپ... بلاوجہ
سختی نہ کریں... آپ کو کچھ نہیں ملے گا۔"

"آپ بتائیں گی... ضرور بتائیں گی۔"

"اب... عارفہ میں سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ بات
تک پہنچے گی... اگر معلوم ہوتا تو کبھی آپ کا رخ نہ کرتی۔"

"لیکن... اب... اب کیا ہے گا... میں تو [illegible]

[illegible] بھی ہوں... آپ لوگوں کو تو پھر ظلم سہنے کی عادت ہے۔"

"ایک منٹ..." یہ کہہ کر وہ ان کی طرف مڑیں،

"آپ کو چند باتیں بتا سکتی ہوں... شاید اس طرح آپ ان کا
ٹھکانے کے قابل ہو جائیں۔"

"ضرور بتائیں... ہم سننے کے لیے تیار ہیں... لیکن باتیں
کام کی۔"

"ٹھیک ہے... سنئے... یہ کچھ دن پہلے کی باتیں ہیں...
[illegible] بات ہے فون موصول ہوا تھا... فون سنتے ہی وہ فکر مند
[illegible] تھے... پھر انہوں نے مجھ سے کہا تھا... انسپکٹر جمشید پر بھی کسی
[illegible] ٹوٹ پڑنے والی ہے... اس کے بعد شاید نزلہ ہم پر گرے گا...
[illegible] وقت آنے سے پہلے ہی ہم غائب ہونا پسند کریں گے... پھر وہ
[illegible] ان تینوں کو ساتھ لے کر گھر سے نکل گئے تھے... اس روز
[illegible] سے ان کی طرف سے کوئی پیغام نہیں ملا... لیکن میں ایک بات
[illegible] کہہ سکتی ہوں... گئے ہیں وہ اسی ریاست میں... اور وہ کونسی
[illegible] ریاست ہے... اب یہ اندازہ لگانا آپ لوگوں کا کام ہے... کہ
[illegible] کی ہے... اخبارات میں خبریں آتی رہی ہیں... آپ
[illegible] ہیں... حادثہ کے سلسلے میں کس ریاست کا نام لیا جا رہا
[illegible] وہاں انسپکٹر جمشید کا جانا بھی ثابت ہو چکا ہے... لہٰذا آپ
[illegible] کوشش کریں... یہاں آپ کو کچھ نہیں ملے گا۔"

"یہ باتیں تو آپ پہلے بھی بتا سکتی تھیں... پھر خود پر
سختی برداشت کی۔"

"میں اس کی نشان دہی کرنے کے لیے اتنی سی بات
نہیں بتا سکتی تھی... خود پر ہر قسم کی سختی برداشت کر سکتی ہوں...
ان بے چاری کا کیا قصور... یہ اتنی سی بات بھی میں نے انہیں
کے لیے بتائی ہے... اور اس سے زیادہ مجھے واقعی معلوم نہیں...
یقین کریں نہ کریں۔"

"انہیں حوالات میں بند کر دو... ہم اس ریاست
حکمران سے بات کریں گے..."

آفیسر نے کہا... ٹھیک دو گھنٹے بعد صدر کا ایک
ریاست کے حکمران کے سامنے تھا... اور اس وفد میں ایک
انشارجہ کا بھی شامل تھا۔

ریاست شاغی

"آپ حضرات کی اچانک آمد میری سمجھ سے باہر ہے...
پیغام دے کر روانہ کیوں نہ ہوئے۔" حاکم نے پریشانی کے عالم

"ہم مجبور تھے، اس طرح آنا پڑا آفریدی صاحب۔" وفد
سربراہ نے کہا۔

"اچھی بات ہے... بتائیے... کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"انسپکٹر جمشید پارٹی نے آپ کی ریاست کی مدد لی... آپ
یہاں کے کاغذات مہیا کر دیے... اس طرح وہ انشارجہ کی
ریاست میں پہنچے... جس میں حامد نیازی کو انشارجہ لے
تھا..."

آفریدی خاموشی سے سن رہے تھے... سربراہ کے
نے پر بھی کچھ نہ بولے۔

"آپ خاموش ہیں؟"

"کیا آپ اپنی بات پوری کر چکے ہیں۔"

"ہاں! قریب قریب۔"

"لیکن آپ نے اب تک یہ نہیں بتایا کہ آپ مجھ سے کیا...
ہیں۔"

"اپنے بیان کی تصدیق... ویسے آپ کے انکار کا کوئی...
نہیں... یہ دیکھیے... انسپکٹر جمشید کے ان کے کاغذات بھیج دیے ہیں...
آپ نے انہیں رہا کر دیے تھے... پھر بھی ہم چاہتے ہیں... کہ
بارے میں کچھ تو فرمائیے۔"

"آپ کا بیان درست ہے۔" عثمان آفریدی مسکرائے

"اب ہم آپ سے براہ راست پوچھتے ہیں... انسپکٹر جمشید
مرزا کہاں ہیں۔"

"مجھے افسوس ہے..." وہ بولے۔

"جی... کیا فرمایا... مجھے افسوس ہے... کس بات...

"اس بات پر کہ میں نہیں بتا سکتا... وہ کہاں ہیں...
یہاں آئے ضرور تھے، میں اس سے انکار نہیں کرتا... اور میں
انسپکٹر جمشید کی مدد کی تو ان کی مدد کرنا میرے لیے جرم کیسے ہوا
جب کہ آپ کی حکومت کی ہدایات بھی یہی ہیں کہ انسپکٹر...
سے مدد مانگیں تو مہربانی فرما کر ان کی مدد کی جائے... یہ مدد...
کی نہیں... پورے ملک کی ہوگی۔"

"ہوں... ٹھیک ہے... ہم آپ کو الزام نہیں دے...

...نے جو کیا درست کیا... کیونکہ صدر کی طرف سے آپ کو پیغام
...کیا تھا... کہ اب ان کی کسی قسم کی مدد نہ کی جائے... یہ حکم ہم
...لے کر آئے ہیں... اور حکم صرف ان کے لیے نہیں، بلکہ انسپکٹر
...مرزا اور شوکی برادرز کے لیے بھی ہے۔"

"بہت خوب! تحریر مجھے دکھائی جائے۔" وہ بولے۔

مرزا اعظم نے صدر کا حکم نامہ انہیں دے دیا... انہوں
...پڑھا پھر بولے

"اب میں دھیان رکھوں گا۔"

"مہربانی فرما کر اب صرف اتنا بتا دیں... انسپکٹر کامران مرزا
...؟"

"وہ کچھ روز پہلے آئے تھے... یعنی انسپکٹر جمشید کے یہاں
...سے صرف ایک دن بعد... اور پھر چلے گئے تھے۔"

"لیکن کہاں... آپ کو تو یہ اچھی طرح معلوم ہوگا۔"

"نہیں... مجھے معلوم نہیں۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔"

"یہ ممکن ہے... جب انہوں نے سنا کہ انسپکٹر جمشید کے
...اختیارات چھین لیے گئے ہیں تو وہ یہاں سے اسی وقت نکل
...انہوں نے خیال کیا تھا کہ کسی وقت بھی ان کی حکومت کی...
...تک پہنچ سکتی ہیں... ایسی بات پیش آنے سے پہلے ہی کیوں

نہ یہاں سے نکل جائیں... اور انھوں نے نہ تو یہاں کے کا[illegible]
ہوائے... نہ مجھ سے کوئی لانچ لی... جس لانچ پر آئے تھے، ا[illegible]
لانچ پر چلے گئے۔"

"بہت خوب! تو وہ لانچ پر آئے تھے۔"

"ہاں جناب بالکل۔"

"اب ہمارے لیے ان تک پہنچنا بہت آسان ہو گا... ہم [illegible]
گئے ہیں... وہ کہاں گئے ہیں۔"

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے جناب... آپ کیسے جان گئے"

"یہ راز تو خیر ہم آپ کو نہیں بتا سکتے... اچھا شکریہ...
ہم چلیں گے۔"

"لیکن ابھی تو آپ نے چائے بھی نہیں پی۔"

"نہیں... ہم بہت جلدی میں ہیں۔"

"یہ حامد نیازی کا معاملہ کیا ہے... جناب۔" خان آفر[illegible]
نے سرسراتے انداز میں پوچھا۔

"یہ تو صدر تک کو معلوم نہیں... ہاں شاید انشار[illegible]
صدر کو معلوم ہے۔"

"اللہ ہمارا رحم فرمائے۔"

"ہاں، یہی دعا ہماری بھی ہے... اچھا خدا حافظ۔"

ان کے جانے کے تین منٹ بعد تک خان آفر[illegible]

[illegible] بیٹھے رہے، ان کے چہرے پر حیرت تھی... بلا کی حیرت،
[illegible] کے منہ سے نکلا:

"ان لوگوں کے اندازے کس حد تک حیرت انگیز ہیں۔"

پھر انھوں نے جیب سے ایک مختصر سا ٹرانسمیٹر نکالا... اس پر
[illegible] اور سلسلہ ملنے پر بولے

"آپ کا پیغام مل گیا ہے... شکریہ۔"

[illegible] کر انھوں نے سیٹ بند کر دیا ہے... تین گھنٹے بعد،
[illegible] ان کے سامنے بیٹھے مسکرا رہے تھے

"آپ لوگ کمال کے ہیں... اگر آپ پہلے ہی اندازہ نہ
[illegible] تو پھنس ہی گئے تھے... آپ کی حکومت میری بھی ناک
[illegible] رہی۔"

"ہاں... خیر... اب جلدی کام شروع کریں۔"

"لیکن کیا فائدہ... آپ لوگ حامد نیازی تک نہیں پہنچ
[illegible] اتنی بڑی طاقتیں ان کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔"

"آپ اس بات کو چھوڑیں... تیاری کریں... ہم یہاں سے
[illegible] رہے ہیں۔"

"اچھی بات ہے... لیکن میں آپ کو ریاست فضلان کا رخ
[illegible] ہرگز نہیں دوں گا۔"

"[illegible] کریں... ہم ریاست نہیں جائیں گے۔"

طور پر جو نئی حکومت ان سے چھنتی ہے... یہ پھر ویسے ہی
ہیں... جیسے پہلے... بلکہ کچھ کرتے تو جیل تک جانا پڑتا ہے۔"

"ہوں... آپ ٹھیک کہتے ہیں... لیکن اس طرح
آسانیاں تو رہ نہیں جاتی... جو پہلے تھیں۔"

"ہاں! یہ ٹھیک ہے... لیکن وہ زندگی ہی کیا... جس
آسانیاں ہی ہوں... زندگی تو وہی ہے جس میں مشکلات ہ
ہمیں اپنا کام کرنا ہے۔"

"بس یہ بات ذہن میں رہے... اس ملک کو و
سازشوں سے بچانا ہے... اسلام کے خلاف سر ابھارنے والی
کو کچلنا ہے... ملک میں فساد پھیلانے والوں کو ختم کرنا ہے۔
کام میں کوئی رکاوٹ ڈالتا ہے تو ہم اپنے طریقوں سے اسے
ختم کریں گے... لیکن وہ طریقے اب ایسے نہیں ہوں گے
حکومت ہمیں مجرم نہ سمجھے۔"

"وہ ہمیں مجرم نہیں سمجھتے... پھر بھی ہمیں پکڑنے
میں ہیں۔" آصف نے منہ بنایا۔

"ہاں! لیکن وہ ہمیں صرف روکنا چاہتے ہیں...
ہیں... ہم حامد نیازی کے معاملے میں ٹانگ نہ اڑائیں... وہ
اپنا مقصد آسانی سے حاصل کرلے... ہمارے ساتھیوں نے
پسند تھی اور میدان میں کود پڑے... ہماری حکومت کو

ڈالی... اور ان کے راستے میں رکاوٹ بننے کی کوشش کی... لیکن وہ باز
آگئے... اِدھر میں نے سوچا... ان کے بعد یہ ہمیں قابو میں کرنے
کی کوشش کریں گے اور میرا یہ اندازہ غلط ثابت نہیں ہوا۔" یہ کہتے
ہوئے وہ مسکرائے۔

"آپ کے اندازے کم ہی غلط ہوتے ہیں۔"

"ایسی کوئی بات نہیں... اکثر غلط ہوتے ہیں... ویسے بھی
انسان خطا کا پتلا ہے۔"

"اور آپ نے شوکی برادرز کے بارے میں کیا سوچا... کیا
ہمارے غائب ہونے کے بعد وہ شوکی برادرز کو پریشان نہیں کریں
گے؟"

"نہیں... اس لیے کہ ان کے بارے میں وہ جانتے ہیں...
اس قسم کے بڑے معاملات میں دخل اندازی کرنے کی جرأت
نہیں کرتے..."

"یہ ان کا خیال ہے یا آپ کا۔"

"وہ اس قسم کے بڑے معاملات میں دخل اندازی نہیں
کرتے... یہ حکومت کا خیال ہے... میرا نہیں... میرا خیال یہ ہے کہ
اگر دخل اندازی کرنے کی ضرورت محسوس کریں گے تو پھر کوئی
طاقت انہیں روک نہیں سکے گی۔"

"اس کا مطلب ہے... اس مہم میں شوکی برادرز کی شرکت

"وہ کرے گا میری تعریف۔"

اسی وقت اس نے پاس سے گزرتے ہوئے بیرے کو پکڑ لیا۔
بیرے کی نظریں جونہی اس پر پڑیں... وہ لگا تھر تھر کانپنے۔

"آپ نے دیکھا، یہ میری تعریف بیان کر رہا ہے یا نہیں۔"

"ابھی تک تو اس نے منہ سے کچھ نہیں کہا۔"

"ارے... میں تو آپ کو عقل مند سمجھ بیٹھا تھا۔"

"غلط سمجھ بیٹھے تھے... اب درست سمجھ گئے ہوں۔"

"یہ کیا بات ہوئی... سمجھ گئے ہوں۔" اس کے لہجے میں
حیرت تھی۔

"اگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ سمجھ بیٹھے... تو یہ کیوں نہیں کہا
جا سکتا، سمجھ گئے۔"

"یہ اوٹ پٹانگ باتیں آپس کے لیے رہنے دیں..."

ادھر وہ بدستور کانپ رہا تھا۔

"کانپنا بند کرو۔" اس کی سرد آواز سنائی دی۔

"یس... یس... یس سر۔" اس نے اور زیادہ کانپ کر کہا۔

"یہ تم نے کانپنا بند کیا ہے۔"

"تو... تو... تو سر۔"

"ارے تو سروں بھائی... میں تمہیں ماروں گا نہیں...
فکر ہو جاؤ۔"

"کک... کیا واقعی بے فکر ہو جاؤں۔"

"ہاں... ہاں... کہہ تو رہا ہوں... بے فکر ہو جاؤ۔"

اس ریاست کی زبان اردو تھی اور اس وقت یہ تمام گفتگو اردو
میں ہو رہی تھی۔

"میں... میں ہو گیا۔"

"ایک تو تم ہر بات کو تین بار دہراتے ہو... تم جاؤ... مجھے
بس مار والا چاہیے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے بیرے کا ہاتھ چھوڑ دیا... وہ اس
جگہ سے دوڑا جیسے موت سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہو۔

اس وقت تک تمام بیرے اسے دیکھ چکے تھے اور ان سب
کے چہروں پر اب خوف نظر آنے لگا تھا... خوف صرف بیروں کے
چہروں پر ہی نہیں... گاہکوں کے چہروں پر بھی نظر آنے لگا تھا...
باہر ہوٹل کے جو لوگ موجود تھے... وہ بھی پریشان دکھائی
دے رہے تھے... پھر ایک گول مٹول سا آدمی دوڑتا ہوا ان کی طرف
آیا... دوڑتے ہوئے وہ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی بڑی سی گیند
[illegible] ہو...

"م... میں... میں حاضر ہوں سر... معافی چاہتا ہوں...
[illegible] کا پتا ہی نہیں چلا... پہلے تو آپ اندر داخل ہونے کے بعد
[illegible] سے پاس میرے دفتر میں آتے تھے نا سر... اور میں ہوٹل

میں دیکھ لیا...

اچانک وہ تڑ سے گری اور بے ہوش ہو گئی۔

☆...☆...☆

... حد ہو گئی

"بے وقوف لڑکی... یہ کیا کیا.. اس آئینے میں مجھے دیکھ لیا،
بے ہوش ہو گئی... ارے بھئی... میں ٹھہرا اس دنیا کا شاید بد صورت ترین
انسان... یہ تو میں میک اپ میں ذرا ڈھنگ کا نظر آتا ہوں... ورنہ
میری صورت دیکھ کر تو شاید شیطان بھی بوکھلا جاتا ہوگا... ویسے مجھے
معلوم نہیں، شیطان کی صورت کیسی ہے... ہاں تو اب تمہیں
ہوش میں لانا پڑے گا۔"

"جی نہیں... مجھے ہوش آچکا ہے... بے ہوش ہونے کے
بعد مجھے ہوش آگیا تھا... اور میں نے آپ کے الفاظ سن لیے ہیں،
آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔" فرحت نے تھکی تھکی آواز میں کہا۔
اور اس آئینے میں ان کے بالکل اصلی چہرے نظر آئے تھے... گویا
یہ میک اپ کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔

"یہ کیا ہے... تم نے کام کا سوال... چلئے پھر اوپر چلتے ہیں..
تمہارے بڑے صاحب تشریف فرما ہیں۔" اس نے مسکرا کر

"اوہ.. سوری سر.. یہ حامد نیازی کے چکر میں ہیں۔"

"یہ کیا چیز ہے؟"

"ایک بالکل عام آدمی پاک لینڈ کے ایک سرکاری ادارے میں ملازم تھا... رشوت بالکل نہیں لیتا تھا۔ ایک پارٹی نے اسے رشوت پیش کش کی۔ اس نے انکار کر دیا... بس وہ پارٹی اس کے پیچھے لگ گئی... لیکن کہا جاتا ہے... معاملہ رشوت کا نہیں تھا... وہ تو ایک لمبی کہانی تھی... اصل میں تو کچھ لوگ اسے اغوا کرنا چاہتے تھے... انھوں نے اسے اغوا کر لیا... ایسے میں انسپکٹر جمشید اس معاملے میں شامل ہو گئے... آپ جانتے ہیں... یہ ان کی عادت ہے... ٹانگ اڑا بیٹھتے ہیں.. اس کے بعد یہ کہانی بہت خوفناک ہو جاتی ہے سر۔"

"کیا مطلب... خوفناک۔"

"ہاں سر... میں آپ کو سناتا ہوں..."

پھر تفصیل سنائی گئی... اور آخر میں کہا گیا۔

"ایک حامد نیازی ہے اور پانچ اس کے اغوا کرنے والے... چھٹے یہ لوگ ہیں۔"

"لیکن اس معاملے کا ہم سے کیا تعلق؟"

"ہم سے صرف اتنا تعلق ہے سر کہ انسپکٹر کامران ہماری ریاست کے راستے حامد نیازی تک پہنچنا چاہتے ہیں۔"

"کیا.. کیا کہا۔" ان تینوں کے منہ سے نکلا

"کیوں... تمھیں یہ سن کر حیرت ہوئی۔"

"یہ ہمیں ابھی معلوم ہوا کہ وہ اس ریاست کے راستے حامد نیازی تک پہنچنا چاہتے ہیں۔"

"ارے باپ رے۔" سردار گونجا اچھل کر کھڑا ہو گیا... اس کے چہرے پر حیرت، خوف اور پریشانی نے ایک ساتھ حملہ کیا تھا۔

"آپ کو کیا ہوا جناب؟ ہم نے تو کچھ بھی نہیں کہا۔"

"ارے باپ رے... اف۔" وہ چلا اٹھا... پھر حلق پھاڑ کر چلایا:

"ان لوگوں کو لے آؤ... جلدی کرو۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی...

"یہ ان صاحب کو کیا ہوا اچانک۔"

"پتا نہیں.. آؤ دیکھتے ہیں.. چلو بھئی... ہمیں کہاں لے جاؤ گے۔"

وہ پستولوں کی زد پر لیے انھیں باہر لائے... باہر ایک لمبی سی وین کھڑی تھی... اس کا پچھلا دروازہ کھلا تھا... پھر انھیں اس میں دھکا دیا گیا... اور دھکا دینے والے خود بھی اس پر سوار ہوئے... وین تیز رفتار سے آگے بڑھی...

"ارے بھائی.. کیا ایکسیڈنٹ کا پروگرام ہے... ڈرائیور

صاحب سے کہیں.. پیار اور محبت سے چلائیں۔"

"ڈرائیور صاحب نہیں... سر ڈنگو گاڑی چلا رہے ہیں اور جب وہ گاڑی چلاتے ہیں تو ساری ریاست کی ٹریفک بند کر دی جاتی ہے... اس وقت تک یہ اعلان نشر کیا جا چکا ہے کہ ایک گاڑی ان سڑکوں سے گزر رہی ہے... لہٰذا ایک گھنٹے تک ٹریفک بند رہے گی... کسی سڑک پر کوئی سوار یا پیدل نہیں آئے گا... آپ یہ منظر جالی میں سے دیکھ سکتے ہیں۔"

"اوہ... اچھا۔"

انہوں نے اپنی آنکھیں جالی سے لگا دیں... واقعی سڑک بالکل سنسان تھی... نہ آگے سے کوئی گاڑی آ رہی تھی... نہ پیچھے سے، نہ دائیں سے نہ بائیں سے.. بس صرف ان کی گاڑی دوڑی چلی جا رہی تھی، ظاہر ہے... ان حالات میں اس کی رفتار کیا ہو سکتی تھی... وہ اس وقت اس قدر جلدی میں تھا کہ شاید زندگی میں کبھی نہیں رہا ہو گا۔

"سر... بتائیے تو سہی... کیا ہوا ہے۔"

"بس کچھ نہ پوچھو... چوٹ ہو گئی... اصل میں کامران مرزا بہت زبردست آدمی ہیں... انہوں نے جب مجھے ان سے الجھا ہوا دیکھا تو وہ نکل گئے... کیونکہ وہ جانتے تھے... اگر مجھ سے آمنا سامنا ہو گیا تو پھر ان کا نکلنا ناممکن ہو جائے گا۔

"وہ ہرگز یہ خیال قائم نہیں کر سکتے تھے... کیونکہ..."

لہٰذا اب اس دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں۔" آفتاب بول اٹھا۔

"چپ رہو۔" ایک حکمران گرجا۔

"بولنے دو انہیں.. چہکنے دو..." سر ڈنگو ہنسا۔

"لیکن اب آپ کو کیا معلوم .. کہ وہ وہاں گئے ہیں۔" اس خاتون نے پوچھا۔

"وہ یہاں سے صرف اور صرف ایک ہی جگہ جا سکتے ہیں... اور میں اس جگہ کو جانتا ہوں۔"

"اور وہ جگہ کون سی ہے؟"

"تفریحی ساحل... جہاں سے لانچیں کرائے پر ملتی ہیں۔"

"اوہ.. اوہ" ان سب کے منہ سے نکلا۔

یہ اوہ ان تینوں کے منہ سے بھی نکلا تھا... اس لیے کہ انہیں اس اندازے پر حیرت ہوئی تھی... اور پھر گاڑی ایک جھٹکے سے رکی... پھر سر ڈنگو کی آواز سنائی دی

"خبردار.. کوئی لانچ کرائے پر نہ دی جائے.. اس وقت سے ایک گھنٹے تک.. اور یہ بتایا جائے... پندرہ منٹ کے اندر کسی نے کسی سیاح کو لانچ کرائے پر دی ہے؟"

"جی نہ سر۔" ایک ملاح نے ہکلا کر کہا اور آگے نکل آیا۔

"اور تم اس لانچ پر اس سیاح کے ساتھ نہیں گئے۔"

"ارے باپ رے۔" وہ گھبرا اٹھا۔

"دیکھا... اب آئی نا عقل... اب دیکھو... ہم لوگ ... پر ایک ملاح لا
ادھر جا رہے ہیں۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔"

"ابھی سمجھ جاؤ گے۔"

انہوں نے دوڑ لگا دی... دوڑ بھی تین مختلف سمتوں میں
لگائی۔

"ارے ارے... یہ... یہ کیا کر رہے ہو۔" وہ چلائے۔

"ہمیں پکڑ لو اور حوالات میں بند کر دو... ورنہ ... ہمیں
زندہ نہیں چھوڑے گا... اور ان کے واپس آنے سے پہلے پہلے
کر گزرو... ورنہ وہ تمہاری وہ بے عزتی کرے گا کہ کیا کبھی کسی نے
کی بے عزتی کی ہو گی۔" آفتاب نے شوخ انداز میں کہا۔

"حد ہو گئی... یہ چھوکرے ہمیں للکار رہے ہیں... پکڑ لو...
یہ جائیں گے کہاں..." ایک نے بلند آواز سے کہا۔

اور پھر دوسرے ہی لمحے تماشا ان کے پیچھے دوڑ پڑے... جب
تیز رفتاری کی رفتار سے دوڑتے چلے جا رہے تھے... سرڈگو کے لوگ
کو تین حصوں میں تقسیم ہو کر دوڑنا پڑ رہا تھا... دیکھتے ہی دیکھتے
صرف ملاح لوگ رہ گئے... جو اپنی لانچوں پر بیٹھے تھے یا ان میں
کھڑے تھے یا ایک جگہ چند ملاح آپس میں بات چیت کر رہے تھے

محمود نے ان سب کو اپنی طرف پھیر لیا... ان کے غائب
ہونے پر ایک ملاح بولا

"یہ معاملہ کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔"

"آئے نہ آئے... ہمیں کیا... سرڈگو جانے... ان کے
... جانیں۔" دوسرے نے کہا۔

ایسے میں ایک لانچ تھوڑا سا ہلی... پھر اس کی رسی کھل گئی،
... تو اپنی باتوں میں لگے رہے... انہیں پتا بھی نہ چلا... لانچ
... پر تیر کی طرح سے دور ہونے لگی... یوں جیسے رسی کھل گئی
... لانچ تیرنے لگی ہو... اچانک ایک ملاح کی نظر پڑی اس پر
... وہ چلا اٹھا۔

"ارے بشیر... تمہاری لانچ پانی میں چلی گئی ہے۔"

"کیا۔" بشیر چونک کر مڑا اور پھر اس نے فوراً پانی میں
... لگا دی... باقی ملاح لگے زور زور سے ہنسنے... پھر بشیر لانچ پر
... گیا... ایک منٹ بعد اس کی آواز حلق سے نکلی

"ساتھیو... میں ذرا سیر کرنے جا رہا ہوں۔"

"اچھا اچھا۔" کئی بولے۔

"ارے... مم... مگر... سرڈگو نے کہا تھا... ایک گھنٹے تک
... کرائے پر نہیں دی جائے گی۔"

"تو میں نے کب کرائے پر دی ہے... میں تو خود سیر کرنے

"میں نے سوچا تھا... ملاح ہے... اور لانچ لے کر نکل
جائے گا۔"

"گویا اب ہمیں دو لانچوں کی تلاش میں نکلنا ہوگا۔"

"ہاں... چلو۔"

پھر تینوں لانچیں ان دو کی تلاش میں وہاں سے روانہ ہوئیں۔
کافی دیر ادھر ادھر چکر لگانے کے بعد بہت دور ایک جزیرے
کنارے پر انہیں وہ لانچ نظر آئی... جسے کرائے پر لیا گیا تھا
کے دوسری طرف بشیر کی لانچ بھی انہیں نظر آگئی۔

"لو بھئی... یہ تو یہاں موجود ہے... مگر ڈاکو
انہیں نہ جانے کہاں تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔"
کہا۔ اور پھر انہوں نے بھی اپنی لانچیں کنارے سے لگا دیں۔
اسی وقت ایک سرد آواز ابھری

"ایک لانچ کنارے پر رہنے دو... باقی لانچیں دور
پر چلی جائیں... اور اپنے ساتھی بشیر کو بھی ساتھ لے جاؤ۔
خوف سے بے ہوش ہو گیا ہے... میرے ساتھیوں سے کہو
وہ بھی لوٹ جائیں... ضرورت پیش آئی تو انہیں بلا لوں گا۔"

انہوں نے صاف محسوس کیا... کہ آواز [illegible]
ذرے ذرے ادھر بھی آگے بڑھے... ایک جگہ بشیر
نظر آیا... انہوں نے ادھر ادھر دیکھا... کوئی نہیں تھا...

[illegible] اٹھایا اور واپس مڑ گئے...

جب لانچیں نظروں سے اوجھل ہو گئیں تو انسپکٹر کامران
نے ایک درخت کے اوپر سے چھلانگ لگائی اور بولے

"تم لوگ بھی آجاؤ بھئی... ویسے تم بہت خوب رہے..
[illegible] کو چکر دے کر بشیر کی لانچ پر سوار ہونا اور پھر بشیر کو قابو میں
[illegible] اس کی آواز میں بولنا... خوب رہا..."

"لیکن انکل... سرزنجو کہاں گیا... اور آپ کی لانچ کیوں
واپس آگئی۔"

"میں اس علاقے سے بہت اچھی طرح واقف ہوں...
[illegible] خان کے ساتھ کئی بار شکار کے سلسلے میں آچکا ہوں... میں
[illegible] اس جزیرے کے کنارے اس طرح کھڑی کی کہ بیلی کاپٹر
[illegible] نظر نہیں آسکتی تھی اور یہی ہوا... بیلی کاپٹر یہاں رکے بغیر
[illegible] گیا۔"

"پھر اب کیا پروگرام ہے۔"

"ہم بستی سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہیں... درمیان میں
[illegible] سرحد کا مسئلہ پیش آئے گا... اور بس... ایک بار بستی پر پہنچ
[illegible] پھر حامد تیوڑی کو اس سے اڑا لینا مشکل نہیں ہوگا۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے انکل... جس شخص کے پیچھے پورے
[illegible] لگے ہوں... کیا ہم اسے اس قدر آسانی سے حاصل کر سکے

گیا۔"

"کچھ نہیں کہا جا سکتا... ہو سکتا ہے.. ہمارے راستے

ان گنت مشکلات ہوں... ہو سکتا ہے بہت آسانیاں ہوں۔

بہرحال... ہمیں اپنا کام کرنا ہے۔"

"جی ہاں، وہ تو ہے۔"

"اور پھر وہ لانچ پر سوار ہوئے... اب لانچ تیزی سے

روانہ ہوئی.. تین گھنٹے کے سفر کے بعد انسپکٹر کامران مرزا نے

کیا

"ہم اب خطرناک علاقے میں آ گئے ہیں... یہاں

انشارجہ کی بحری پولیس سے واسطہ پڑ سکتا ہے۔"

"واسطہ پڑ سکتا ہے نہیں... واسطہ پڑ چکا ہے۔

چار لانچیں ہماری طرف بڑھ رہی ہیں.. اور ان چاروں پر

توپیں نصب ہیں۔" فرحت نے اشارہ کیا۔

"ارے باپ رے۔"

ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔ رنگ اڑتے نظر آئے

واقعی چار لانچیں چلی آ رہی تھیں۔ نزدیک آتے پر ان میں سے

قدرے چکر لگائے اور اس طرح انہیں چاروں طرف سے گھیر

"اپنے ہتھیار گرا دو... ہاتھ اوپر اٹھا دو... ورنہ

گولا تمہاری لانچ کے پرخچے اڑا دے گا۔"

یہ الفاظ انگریزی میں کہے گئے تھے... انسپکٹر کامران مرزا

کے چہرے پر حیرت ہی حیرت نظر آئی... پھر انہوں نے کہا

"ہتھیار گرا دو... یہ انشارجہ کی لانچیں نہیں ہیں۔" انسپکٹر

کامران مرزا بولے۔

"تب پھر؟"

"ان کا مطلب ہے کہ انشارجہ کے ساتھ لگنے والی کسی ریاست

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔"

انہوں نے ہتھیار گرا دیے... ان لانچوں سے چند مسلح

افراد ان کی لانچ پر آ گئے... ان کے ہتھیار قبضے میں کر لیے گئے... پھر

ایک لانچ پر لایا گیا... اور لانچ وہاں سے روانہ ہو گئی... باقی

لانچیں ساتھ رہ گئیں۔

"ہمیں کہاں لے جا رہے ہیں آپ۔"

"اپنے چیف کے پاس... آپ ہماری سمندری حدود میں

ہوئے ہیں۔"

"آپ کا تعلق کس ریاست سے ہے۔"

"آپ کو اتنا معلوم نہیں اور سمندر میں گھوم رہے ہیں۔"

"آپ یوں سمجھ لیں کہ ہم راستہ بھول گئے ہیں۔"

پہلے آپ کو چیک کیا جائے گا..."

اور پھر لانچ ایک بحری جہاز کے پاس پہنچ کر رک گئی۔

"ہمارے چیف اس جہاز میں ہیں۔۔ آپ لوگوں کو
مطمئن کرنا پڑے گا... اگر وہ مطمئن نہ ہوئے... تو پھر آپ کو
میں ڈال دیا جائے گا۔"

"اللہ مالک ہے۔"

"کیا آپ مسلم ہیں۔" پوچھا گیا۔

"جی ہاں اللہ کی مہربانی ہے۔"

وہ برے برے منہ بنانے لگے... اور وہ مسکرانے لگے
پھر جہاز کے عرشے پر انہیں ایک لائن میں کھڑا کیا گیا...
کچھ مدت بعد انہوں نے بھاری قدموں کی آواز سنی...

انہوں نے لمبے چوڑے جسم والے ایک آدمی کو اپنی طرف
آتے دیکھا۔ نزدیک آنے پر وہ بولا

"جنرل شش موں سے ملیے۔"

"ہمیں کیا ضرورت ہے ملنے کی۔۔ آپ ہم سے ملے
آفتاب نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

انہیں ہنسی آ گئی...

"کیا بولے۔"

"کچھ نہیں سر۔ آپ فرمایئے... آپ کیا کہتے ہیں۔"

"میں جانتا ہوں... آپ انسپکٹر کامران مرزا ہیں۔"

"ارے باپ رے... آپ... آپ نے کیسے جان لیا۔"

"اس بات کو چھوڑیں۔ ہم آپ سے سودا کرنا چاہتے ہیں۔"

"سودا... کیا مطلب؟"

"وقت بہت کم ہے... شاید اب ہمارے پاس صرف ایک
گھنٹہ باقی ہے۔۔ اگر ہم نے یہ ایک گھنٹہ ضائع کر دیا۔ تو پھر حامد نیازی
... کے قبضے میں جانے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔"

"کیا کہا۔" وہ چلائے۔

"ہاں! اگر آپ اسے ڈال دیں... اور ہمارے حوالے
کر دیں تو ہم ایک بہت بڑا خزانہ آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیں

"ہمیں خزانے کی پروا نہیں۔ آپ کو وہ دینا ہو گا جو ہم
چاہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"یہی سہی۔"

"لیکن آپ ہمیں بستی تک کس طرح پہنچائیں گے۔"

"اگر ہم آپ کو وہاں نہ پہنچا سکے... تو آپ کو روکنے کی کیا
ضرورت تھی۔۔ ہمارے پاس ایک ایسا خفیہ راستہ ہے کہ اشارجہ کو کانوں
کان خبر نہیں ہو گی اور آپ لوگ عین بستی تک پہنچ جائیں گے۔"

"بہت خوب! کیا آپ کو معلوم ہے... انہوں نے حامد
نیازی کو یرغمال بنا رکھا ہے۔"

"بات معقول ہے..." آفتاب نے سر ہلایا۔

"تب پھر فرحت ہی بتائے گی کہ ہم کیا کریں۔"

فرحت نے اپنا منہ آصف کے کان سے لگا دیا... پھر آصف نے اپنا منہ آفتاب کے کان سے لگا دیا... وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کمرے کا جائزہ لینے لگے... یہ مکمل طور پر لکڑی کا بنا ہوا تھا... جاتے وقت وہ دروازہ باہر سے بند کر گئے تھے... انہوں نے دروازے پر زور آزمائی شروع کی... لیکن وہ بہت مضبوط تھا۔

"اس وقت ہمارے پاس بھی محمود والا چاقو ہوتا تو ہم قدرے آسانی سے باہر نکل سکتے تھے۔"

"اب پروفیسر انکل سے ملاقات ہوگی تو ہم ان سے کہیں گے... وہ ایک چاقو ہمارے لیے بھی بنا دیں۔"

"ہاں اور کیا... ارے ہاں... وہ دیکھو کمرے میں روشن دان موجود رہے ہیں... آصف تم میرے کندھوں پر سوار ہو جاؤ... میں بیٹھ جاتا ہوں... پھر تم بھی بیٹھ جانا... اس طرح فرحت تمہارے کندھوں پر... ضرور روشن دان تک پہنچ سکتی ہے اگر یہ دوسری طرف کود گئی... تو پھر اس کے لیے باہر سے دروازہ کھولنا کچھ مشکل نہیں رہ جائے گا۔"

"او کے... بیٹھ پھر بیٹھو۔"

آفتاب بیٹھ گیا... آصف اس کے کندھوں پر سوار ہو

گیا... اب فرحت اس کے کندھوں پر چڑھ گئی... پہلے آفتاب اٹھا... اس کے کندھوں پر دونوں کا وزن تھا... اسے اٹھتے ہوئے دن میں تارے نظر آ گئے... دیوار پر ہاتھ لگا کر وہ آخر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"چلو آصف... اب تم اٹھو۔"

"اچھا۔" اس نے کہا اور لگا اٹھنے... اس کے اوپر صرف فرحت تھی اس کے لیے اٹھنا مشکل ثابت نہیں ہوا۔

"چلو فرحت..."

فرحت کے لیے یہ بالکل آسان تھا... وہ سیدھی کھڑی ہو گئی... ہاتھ اوپر اٹھائے، یہاں تک وہ روشن دان سے جا لگے۔

"میں اب روشن دان کو پکڑ کر اوپر اٹھ رہی ہوں... دعا کرنا، اس سے نکل بھی سکوں۔"

"اللہ کرے ایسا ہی ہو۔" دونوں بولے۔

فرحت آہستہ آہستہ اوپر اٹھتی چلی گئی... یہاں تک کہ اس کا سر روشن دان میں داخل ہو گیا۔

"ہم... میں اس میں سے نکل سکتی ہوں... لیکن سر کے بل نہیں نکل سکوں گی۔" فرحت نے دبی آواز میں کہا۔

"پہلے نصف دھڑ باہر نکالو، پھر پلٹی کھا جاؤ... اس طرح تمہارا سر اوپر کی طرف ہو جائے گا... اور دونوں ہاتھوں کو باہر کی طرف ڈال کر اوپر چوکھٹ پر جمانے کی کوشش کرو... آخر روشن

وہاں کے اوپر کچھ تو ہو گا... جس پر تم ہاتھ جما سکو... اگر تمہارے ہاتھ
اوپر جم گئے تو باقی دھڑ باہر نکالنا آسان ہو جائے گا اور پھر تم چھلانگ
لگا سکو گی... کیونکہ اس صورت میں تمہارا سر نیچے نہیں ہو گا۔
آفتاب جلدی جلدی کہتا چلا گیا۔

"ترکیبیں بتانا آسان ہے... لیکن ترکیبوں پر عمل کرنا مشکل
ہے۔" فرحت نے جل بھن کر کہا۔

"اب تو تم روشن دان میں پھنس گئی ہو... میں کیا کر سکتا
ہوں۔" آفتاب نے بھی منہ بنایا۔

"اچھا... اچھا... بعد میں بات کروں گی تم سے۔"

"ضرور کرنا... میں باہر ملوں گا تم سے۔" آفتاب نے چڑ
انے والے انداز میں کہا۔

"تم سن رہے ہو آصف۔"

"میں بہرہ نہیں ہوں... اسی لیے سن رہا ہوں۔"

"حد ہو گئی... یہ لو... میں نے چٹخنی کھول دی... ارے ہاں
یہاں تو ہاتھ جمانے کی بہت اچھی جگہ ہے... لو... اب میں
آسانی سے کود سکوں گی۔"

"لیکن مہربانی فرما کر آسانی سے چوٹ نہ کھا بیٹھنا... کہیں
اندر انتظار کرتے رہ جائیں اور تم باہر مزے سے بے ہوش پڑی
رہو۔" آفتاب نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"مزے سے بے ہوش۔" آصف نے اسے گھورا۔

"ہاں کیوں... کیا میں کچھ غلط کہہ گیا۔"

"چپ... بالکل نہیں۔" وہ بولا۔

اسی وقت فرحت نے چھلانگ لگا دی... ساتھ ہی فرحت کی
ڈراؤنی سی چیخ آئی...

اسے اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔

☆...☆...☆

"یہ میں ہوں کیپٹن۔" انہوں نے اس آدمی کی آواز میں کہا
جس نے ابھی ان سے بات کی تھی۔

"لیکن تم اوپر کیوں آ رہے ہو۔"

"آپ کو اصل صورت حال بتانے۔" وہ مسکرائے۔

"اصل صورت حال... کیا مطلب؟"

"کیپٹن... میں آپ کو بتاؤں گا... کہ ہوا کیا ہے۔"

"لیکن اس وقت زیادہ ضروری کام حامد نیازی کو تلاش
ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں۔ اسے آپ کی خدمت میں پیش
میرا کام ہے... لیکن پہلے آپ صورت حال دیکھ لیں... اس
کے پیچھے کون ہے... کہیں کوئی شخص اس طرف سے تو نہیں
وہ چلائے۔

یہ سنتے ہی کیپٹن گھوم گیا... لیکن اس طرف کوئی نہیں تھا
پھر بھی وہ کئی سیکنڈ غور سے ادھر ادھر دیکھتا رہا... آخر
طرف مڑا... اس وقت تک بلا کی رفتار سے وہ اوپر آ چکے تھے
جو کیپٹن ان کی طرف مڑا تو اس کا پستول اس کے چہرے کے
سامنے تھا۔

"فوراً سیڑھی کو اوپر اٹھوائیں۔" اس کی
حد درجے سرد تھی۔

"کیا مطلب؟"

"اگر اب آپ نے کسی حکم کے جواب میں کیا مطلب کہا...
دوں گا۔"

"نن... نہیں۔"

"میں نے کہا ہے... سیڑھی اوپر اٹھواؤ۔"

"اوہ اچھا... تم... سن رہے ہو تم... سیڑھی فوراً اوپر
اس نے بلند آواز میں کہا۔

"لیکن کیپٹن... ہمارے سارے ساتھی پانی میں ہیں۔"

"اوہو... جو کہا جا رہا ہے... وہ کرو۔" کیپٹن چیخا۔

"یس سر۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

پھر انہوں نے سیڑھی کو اوپر اٹھتے دیکھا... نیچے سے کسی

"یہ... یہ کیپٹن... سیڑھی کیوں اٹھوالی... اب ہم جہاز پر
کیسے آئیں گے۔"

"فکر نہ کرو... اب تم صرف اس صورت میں اوپر آسکو
گے... حامد نیازی کو تلاش کر لو... اگر حامد نیازی کو تلاش نہ
تو سیڑھی نہیں لٹکائی جائے گی۔" انہوں نے کیپٹن کی آواز

"کیا!!!" وہ چلا اٹھے۔

دیکھا...

"جہاز کا رخ اس طرف کرو... جس طرف میں کہتا ہوں ورنہ گولی میں سینے پر مارا کرتا ہوں... یا دماغ میں۔"

"تن نہیں... کیپٹن کہاں ہیں۔"

"نیچے... جیل میں۔"

"کیا..." وہ چلا اٹھا۔

وہ سہم گیا... اس نے جہاز کا رخ اس طرف کر لیا... طرف وہ جہاز کھڑا تھا... وشال کا جہاز... جس پر ششی موہن تھا اور آفتاب، آصف اور فرحت اس کے قبضے میں تھے...

جلد ہی وہ اس جہاز کے قریب پہنچ گئے... ادھر ششی اور اس کا عملہ چونکے تھے اور حیرت زدہ تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ انسپکٹر کامران مرزا کو تو صرف حامد نیازی کو لے کر آنا تھا... جہاز کیوں ان کی طرف چلا آ رہا ہے... ایسے میں انسپکٹر کامران پکارے

"مسٹر ششی موہن... میں پورا جہاز لے آیا ہوں... اس پر حامد نیازی بھی موجود ہے... آپ میرے بچوں کو [illegible] آگیا۔"

"اوہ... اچھا... بہت خوب۔" وہ خوش ہو گیا۔

"کیا مطلب؟" حامد نیازی زور سے اچھلا۔

"آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں... بس یہ ذہن میں رکھیں... میں انسپکٹر کامران مرزا ہوں۔"

"جی ہاں! یہ تو خیر میں جان گیا ہوں۔"

"اور آپ میرے بالکل پیچھے رہیں... بلکہ کسی کمرے میں چھپ جائیں... جب تک میں نہ کہوں... باہر نہ نکلیں... ہو سکتا ہے دونوں جہازوں میں فائرنگ کا تبادلہ شروع ہو جائے..."

"جی بہت بہتر، اب میں پورا اطمینان محسوس کر رہا ہوں۔"

"ہم ابھی اور کئی خطرات میں گھرے ہوئے ہیں۔"

"لیکن اب میں بے فکر سا ہو گیا ہوں۔"

"اچھی بات ہے... آپ ضرور بے فکری محسوس کریں... لیکن فوراً کسی کمرے میں چلے جائیں۔"

"میں سامنے والے کمرے میں جا رہا ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔"

حامد نیازی نے اس طرف قدم اٹھا دیے... ادھر ششی کی حیرت زدہ آواز ابھری

"ارے... یہ... یہ کیا۔"

"کیا ہوا مسٹر ششی موہن۔" انسپکٹر کامران مرزا نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ کے تینوں بچے اس کمرے میں نہیں ہیں... جب کہ

"اچھا تو پھر۔" صدر کے لہجے میں الجھن تھی۔

"حادی نیازی اب ہنسی پر نہیں... ہمارے قبضے میں ہے۔"

"کیا کہا... یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"پہلے آپ اس خبر کی تصدیق کر لیں، پھر بات کروں گا۔"

انھوں نے فون بند کر دیا۔

آدھ گھنٹے بعد انھوں نے پھر فون کیا...

"کہیں صدر صاحب... ہو گئی تصدیق۔"

"ہاں... ہو گئی۔" اس کی فکر میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"ہم... اب کیا پروگرام ہے۔"

"اب... آپ کیا چاہتے ہیں۔"

"یہ اچھا سوال ہے... آپ فوری طور پر انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھیوں کو رہا کریں... اس کے بعد آپ سے کوئی بات ہو سکتی

"اچھا میں بات کرتا ہوں۔"

"آپ میں کتنی دیر بعد رنگ کروں۔"

"چند منٹ بعد۔"

"بہت خوب!" انھوں نے کہا اور فون بند کر دیا۔

چند منٹ بعد انھوں نے پھر فون کیا... صدر انشارجہ کی

بولا

آکر۔"

"تو آپ ہمیں کیوں نہیں رک جاتے۔"

"نہیں... ہم وہاں زیادہ محفوظ ہوں گے۔"

"اف... یہ کیا الٹ پلٹ ہو گیا... انشارجہ بھی محروم ہو

اور ہم بھی... رہ گئے باقی تین ملک... انھیں تو خیر ابھی سر

کوئی کامیابی ہوئی نہیں تھی..."

"اور ہم سب سے پہلے انشارجہ کو اس کامیابی کی خبر

رہے ہیں... تاکہ اس کا دماغ بھی ذرا سیدھا ہو جائے۔"

"ہوں... خیر... ہم پہلے اپنی حکومت سے بات کریں گے

پھر آپ سے۔"

"ضرور... کیوں نہیں... ہم بات کرنے کے لیے ہم

گے... آپ فکر نہ کریں۔"

"جہاز کے مسافر آپ کی طرف بھیج رہے ہیں ہم

آپ لے جائیں۔"

چنانچہ مسافر ادھر بھیج دیے گئے۔

اور پھر وہ اس جہاز میں پاک لینڈ کی طرف روانہ ہو

ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا نے انشارجہ کے صدر کو فون

کی آواز سن کر وہ بولے

"انسپکٹر کامران مرزا بات کر رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے... ہم انھیں رہا کر رہے ہیں... انھیں [illegible]
جائے۔"

"انھیں ایک ہیلی کاپٹر دے دیا جائے... اور ایک [illegible]
وہ خود ہم تک آجائیں گے۔"

"بہت خوب... ہم ایک گھنٹے تک انھیں ہیلی [illegible]
کر دیں گے۔"

"جب وہ ہمارے پاس پہنچ جائیں گے... اس وقت [illegible]
سے بات کریں گے۔"

"لیکن میری ایک بات اسی وقت سن لیں تو بہتر [illegible]

"اوکے... سنیے پھر۔"

"حامد بیازی آپ یا آپ کے ملک نے کسی کام [illegible]
آپ جوابات کریں۔ اس پہلو کو ذہن میں رکھا کریں۔"

"اچھی بات ہے... میں یہ پہلو ذہن میں [illegible]
رکھوں گا۔"

"بہت بہت شکریہ۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"اب... چچا... انکل... کیا ہو گا۔" فرحت نے [illegible]
انداز میں کہا۔

"کیا ہو گا؟" وہ بولے۔

"وہ ہیلی کاپٹر میں ایسے آلات رکھ دیں گے! [illegible]

[illegible]... ہم کہاں ہیں... اس کے بعد وہ اس جزیرے کو چاروں
[illegible] گھیر لیں گے جس پر ہم جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

"تم بھول رہی ہو۔"

"کہ میں کیا بھول رہی ہوں..." فرحت مسکرائی۔

"یہ کہ ان کے ساتھ پروفیسر داؤد بھی ہیں۔"

"اوہ ہاں... واقعی۔"

عین اس لمحے انھوں نے کسی کے بے تحاشہ چیخنے کی آواز
[illegible] طرح اچھلے...

☆...☆...☆

چنگ شی...

ان کے سامنے دس خونخوار قسم کے لوگ کھڑے تھے... ان
کے ہاتھوں میں کلاشن کوفیں تھیں..

"ہمیں جہاز پر دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے انسپکٹر
مرزا۔"

"ہاں ہو تو رہی ہے... اس لیے کہ میرا خیال تھا... جہاز
پر ہمارے علاوہ کوئی نہیں ہے۔"

"جب کہ ہم اس پر اس وقت سے سوار ہو گئے تھے...
یہ آپ کے ملک کی بندرگاہ سے چلا تھا... ویسے اطلاعاً عرض
ہمارا تعلق انشارجہ سے نہیں ہے... نہ میگال سے ہے... ہم
ہے۔"

"ہوا اچھا... گویا تیسرا ملک بھی سامنے آ ہی گیا۔"

"ہاں !! آ گیا ہے... اور عجیب انداز سے، آپ
نیازی کو ایک کمرے میں آرام کرنے کا مشورہ دیا... وہ اس
میں داخل ہو گیا... ہم اس جہاز پر خفیہ طور پر موجود تھے...

وہاں میں، آپ کے علاوہ اس جہاز پر کوئی اور تو ہی نہیں لہذا آپ
اشتباہ نہ کر سکے... ہم میں سے ایک نے آہستہ سے اس دروازے پر
دستک دی... اب حامد نیازی کے ذہن میں بھی یہی بات تھی کہ جہاز
پر آپ لوگوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے... چنانچہ اس نے بے فکری
کے عالم میں دروازہ کھول دیا... ہم نے فوراً اس پر قابو پالیا، اور
—" وہ کہتے کہتے رک گیا، اس کا لہجہ طنزیہ ہو گیا۔

"اور اب کیا؟"

"اور اب... حامد نیازی پوری طرح ہمارے قابو میں ہے...
اور اس جگہ ہے... جہاں ہم شروع سے لے کر اب تک چھپے رہے
ہیں... یہاں تک کہ جہاز والوں کو بھی پتا نہیں تھا کہ ہم وہاں چھپے
ہوئے ہیں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے... جہاز والوں کی نظریں بچا کر تو آپ
اس جہاز پر سوار بھی نہیں ہو سکتے تھے۔"

"یہ تو ہمارا کمال ہے... نہ صرف یہ کہ ہم اس پر سوار
ہوگئے... بلکہ خود کو ان کی نظروں سے چھپا بھی لیا۔"

"اور ایسا کیسے ہوا؟"

"یہ ایک راز ہے اور اس راز میں ہم آپ کو شریک نہیں
کریں گے۔"

"آپ کی مرضی۔" انہوں نے منہ بنایا۔

طاقت ہوتی تو وہ اس وقت اٹھ چکے ہوتے... پھر بھی انہوں نے
اطمینان کرنے کے لیے پوچھا

"آپ آرہے ہیں ابا جان۔"

ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا...

"کیا ہم ان سے لڑیں انکل۔" آصف نے [illegible]
پوچھا۔

اب بھی ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

"کیا انکل بے ہوش ہو گئے؟" فرحت بوکھلا اٹھی۔

"نہیں... میرا دعویٰ ہے... ہوش میں ہیں... لیکن نہ
بولنے کی پوزیشن میں ہیں، نہ اٹھنے کی... کم از کم دو گھنٹے بعد [illegible]
گے۔"

"تب نہیں۔" ان کے لہجے میں خوف تھا۔

"بس تم تو ہو گئے خوف میں مبتلا... اب تم کیا [illegible]
چنگ ہنسا۔

"یہ بات نہیں... ہم لڑیں گے۔"

"آجاؤ پھر..."

"لیکن ہم تینوں ایک ہی وقت میں آپ سے مقابلہ
گے۔"

"تم چھ بھی ہوتے تو مجھے ذرا پروا نہ ہوتی... [illegible]

[illegible] تو پروا نہ ہوتی... ہاں اگر تم انیس ہوتے تو میں ضرور
[illegible] ہو جاتا۔"

"تک... کیا مطلب... یہ کیا کہا... انیس؟"

"ہاں انیس... یہ ایک ایسی تعداد ہے... کہ میں اس تعداد
[illegible] بتا ہے میں بے بس ہو جاتا ہوں اور یہ بات آج تک نہیں سمجھ
[illegible]"

"حیرت ہے... ممکن ہے... خیر... اس وقت تو ہمارے
[illegible] نہیں کہ آپ کے مقابلے میں انیس کا عدد پورا [illegible] ہیں لہٰذا
ہم تین سے ہی کام چلا لیں۔" آفتاب نے برا سا منہ بنایا۔

"الٹ کہہ گئے... ہم تین ہی کام چلا سکتے ہیں... نہ کہ یہ۔"
[illegible] اسے گھورا۔

"اوہ ہاں ٹھیک کہا۔" وہ فوراً بولا۔

"آجاؤ بھئی... آجاؤ... مزا رہے گا۔" وہ ہنسا۔

"آپ کے لیے، ہمارے لیے نہیں۔" فرحت مسکرائی۔

"حیرت ہے... تم ان حالات میں بھی مسکرا سکتے ہو۔"

"کیا کریں... مجبور ہیں۔"

"تمہارا مطلب ہے... مسکرانے پر مجبور ہو؟"

"ہاں اور کیا؟"

"آنا ہے تو آؤ... ورنہ میں خود حملہ کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ ان کی طرف بڑھا اور ریسیور اس کے [illegible]
لگا کر بولا
"بات کرو انسپکٹر کامران مرزا اور انہیں بتادو... تم [illegible]
حالت میں ہو۔"
"یہ ٹھیک ہے جناب... اس وقت صورت حال پر [illegible]
کنٹرول ہے... لیکن یہ کنٹرول مستقل نہیں ہے... عارضی ہے...
آپ سوچ سمجھ کر سودا کریں... ایسا نہ ہو... مجرم بھی آپ کے [illegible]
سے نکل جائے اور حامد نیازی بھی آپ کو نہ ملے۔" انہوں نے [illegible]
جلدی کہا۔
"ارے باپ رے۔" دوسری طرف سے بوکھلا کر کہا گیا
پھر اس لیے آدمی نے بات شروع کی...
"اب آپ کیا کہتے ہیں۔"
"حامد نیازی ہمارے حوالے کر دیں... آپ کسی نہ کسی [illegible]
ہیں اور آپ کا تعلق کس ملک سے ہے۔"
"ہم نے انسپکٹر کامران مرزا کو بتایا ہے کہ ہمارا تعلق [illegible]
سے ہے۔"
"گویا حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔"
"بھلا کوئی اپنے ملک کا نام بتا کر ایسا سودا کر سکتا ہے۔"
"خیر... ہمیں تو غرض حامد نیازی سے ہے۔"

"پہلے تو آپ یہ بتائیں... حامد نیازی آخر کیا ہے۔"
"اس سوال کا جواب نہیں دیا جا سکتا... اور سچ تو یہ ہے کہ
[illegible] مجھے بھی معلوم نہیں۔"
"کیا... انشارجہ کے صدر کو بھی معلوم نہیں تو پھر کسے
معلوم ہو گا۔"
"شاید بنگال کے صدر کو یہ بات معلوم ہو... لیکن بتائیں
[illegible] بھی نہیں۔"
"اس کا مطلب ہے... آپ ہم سے خرید کر آگے انہیں
[illegible]ت کریں گے۔"
"ہاں! لیکن وہ خود کسی سے سودا نہیں کریں گے... صرف
[illegible] سے حامد نیازی کو وصول کریں گے... کیونکہ بنگال کو دنیا میں
[illegible] ہم پر بھروسہ ہے اور کسی پر نہیں... انہیں معلوم ہے... ہم
[illegible] ساتھ دھوکا نہیں کر سکتے۔"
"یہ بات تو سب جانتے ہیں... انشارجہ پر بھی اصل میں
[illegible] حکومت کرتا ہے۔"
"یہ وقت ان باتوں کا نہیں۔"
"ہاں! یہ وقت تو حامد نیازی کی بات کرنے کا ہے... ہاں تو
[illegible] آپ حامد نیازی کا کیا دے سکتے ہیں۔"
"آپ کریں بات۔"

"ایک ارب ڈالر۔"

"ہمیں منظور ہے۔"

"کیا!!!" وہ چلا اٹھا... آنکھیں مارے حیرت کے کھل گئیں۔

"ہاں! ہمیں منظور ہے۔"

"اس کا مطلب ہے... ہم نے ایک ارب مانگ کر غلطی کی۔ آپ تو حامد نیازی کے دو ارب بھی دے سکتے تھے..."

"اب سودا ہو گیا۔"

"نہیں ہوا۔" وہ چیخا۔

"کیا مطلب... نہیں ہوا۔"

"ہاں نہیں ہوا... میں دو ارب لوں گا۔"

"یہ دھوکا ہے... آپ دو ارب کی بات کر کے بھی پھر سکتے ہیں... آپ سے بہتر تو ہمیں انسپکٹر کامران مرزا تھے۔"

"اب تو وہ آپ سے سودا نہیں کر سکتے۔"

"اچھی بات ہے... ہم دو ارب ڈالر دیں گے۔"

"کیا۔" وہ اور بھی زور سے چلا اٹھا۔

"ہاں، آپ حامد کو انشارجہ کی سمندری حدود میں لے آئیں۔"

"نہیں جناب، ایسے نہیں... آپ کو دو ارب پہلے ایک

بینک میں جمع کرانا ہوں گے۔"

"کس بینک کے۔"

"ہم تاچین کے مرکزی بینک میں جمع کرا دیں..."

"کس نام سے۔"

"میرا نام ششی موں ہے... اور میرا اس بینک میں اکاؤنٹ ہے... اکاؤنٹ نمبر نوٹ کر لیں۔" یہ کہہ کر اس نے نمبر لکھوا دیے۔

"او کے... آج ہی اس اکاؤنٹ میں رقم جمع ہو جائے گی... آپ حامد کو لے کر چل پڑیں۔"

"میں اس وقت روانہ ہوں گا... جب بینک کا منیجر او کے کر دے۔"

"اچھی بات ہے... یونہی سہی۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔ سلسلہ ختم ہو گیا۔

"یہ آپ اچھا نہیں کر رہے مسٹر ششی موں۔"

عین اس وقت ایک جال ششی موں اور اس کے ساتھیوں پر آ گرا، ساتھ ہی ایک دھماکا ہوا اور وہ سب بے ہوش ہو گئے۔

ہوش آیا تو ششی موں صاحب اور اس کے ساتھی بندھے ہوئے تھے... پھر ایک آواز ابھری۔

"مسٹر ششی موں، آپ ہمیں تو بھول ہی گئے... ہم بھی آپ کے لیے حاضر ہیں... اب آپ بھی انہی رسیوں سے بندھے

مارا جائے گا وہ۔"

"بہت خوب! ہمیں دھوکا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں

ہمیں تو بس حامد نیازی چاہیے..."

"وہ آپ کو ہم دیں گے... آپ ذرا جلدی کریں... کیونکہ

ابھی ایک پارٹی باقی ہے... کہیں وہ بھی ادھر نہ آ دھمکے۔"

"اوہ اچھا اچھا... آپ فکر نہ کریں... آپ ہمارے لیے

بہتر ہیں... ادھر آپ سے ہم رقم کی چیک بک حاصل کریں گے

ادھر ہمیں حامد نیازی سونپ دیں گے۔ یس سر۔"

"ہاں! یس۔"

"بہت خوب! ہم دیر نہیں لگائیں گے مسٹر...

بتائیں۔"

"پہلے ملک کا منیجر میرا اطمینان کرائے گا۔ یہاں میں

جعلی چیک بک اور سلپ بھیج دیں گے۔" وہ ہنسا۔

"اوہ ہاں... اچھا ٹھیک ہے۔" صدر نے فوراً کہا۔

سیٹ بند کر کے اس نے چاروں طرف دیکھا اور

دوسرے آلے پر بات کرنے لگا

"دیکھو ہوشیار رہو... ذرا سی غلطی سے دولت ہمارے

ہاتھ سے نکل جائے گی۔"

"وہ نکل چکی... اور اب ہمیں انشارجہ کے صدر...

...ن بھی ضرورت نہیں رہی... جو بات تم کر چکے... وہی ہمارے

...کافی ہے۔" ایک اور آواز ابھری۔

اور ساتھ ہی فائرنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا... فائروں کے

...چیخیں بھی شروع ہو گئیں... بارود سے دھویں نے پورے

...کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ آخر فائرنگ بند ہو گئی۔ چیخیں ختم

...دھواں چھٹ گیا۔ تو انہوں نے دیکھا... اب میدان

...ف ایک آدمی کھڑا تھا... وہ غور سے جزیرے پر بکھری

...وں کو دیکھ رہا تھا... پھر اس نے چونک کر خود سے کہا۔

"ارے... ان لاشوں میں انسپکٹر کامران مرزا اور اس کے

...کی لاشیں نہیں ہیں... وہ کہاں گئے..."

وہ پاگلوں کی طرح جزیرے پر دوڑنے لگا... اچانک ٹھوکر

... سیدھا ہوا تو انسپکٹر کامران مرزا اس کے سامنے کھڑے

...ے تھے۔

"یہ... یہ... یہ کیا... تم آزاد کس طرح ہو گئے... ان

...وں کا کیا بنا۔"

"ایک گولی رسی کو چھو کر گزر گئی تھی... وہاں سے رسی جل

...اس کی آواز ابھری۔

"اوہ... خیر کوئی بات نہیں... یہ میدان میرا ہے... میں

...دشمن جھوٹی ہیں... تم کیا ہو... چیونٹی کی مار بھی نہیں۔" اس

نے فخر اور غرور کے عالم میں کہا۔

"آپ کی تعریف؟"

"میں اپنے ملک میں خوف کی علامت ہوں... نام ہے جی
خوف! لوگ مجھ سے خوف کھاتے ہیں... اس قدر خوف کھاتے ہیں
کہ میری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی کسی میں جرأت نہیں ہے اور اس
کھیل کا میں آخری کھلاڑی ہوں... میں حامد نیازی کو بے وقوفوں کی
طرح انشارجہ کے حوالے نہیں کروں گا... جس طرح یہ کرنے
جا رہے تھے... حامد نیازی پہلے میرے ملک جائے گا... پھر حکومت اس سے
سودا کرے گی... اپنے تمام تر مطالبات منوائے گی... ہمارے جو
آدمی اس وقت انشارجہ یا نیپال کی جیلوں میں ہیں... ان سب کو
چھڑائے گی... پھر رقم بھی حاصل کرے گی... اسے کہتے ہیں سودا"
عین اس لیے انسپکٹر کامران مرزا نے اس پر چھلانگ لگا دی۔

☆...☆...☆

...جی خوف

ان کی یہ چھلانگ بہت تیز تھی... لیکن جی خوف تو پہلے
سے... وہ بس ایک طرف ذرا سا جھک گیا... انسپکٹر کامران
... کی طرف آ کر گرے اور وہ سیدھا ہو گیا... وہ دوسری
... کرے۔ گویا اس چھلانگ سے اس کا کچھ بھی نہیں بگڑا تھا۔
انسپکٹر کامران مرزا اور ذرا سنبھل کر... میں جی خوف ہوں..
... خوف۔"

"کوئی پروا نہیں۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"اگر کوئی پروا نہیں تو پھر آ جائیں... ہو جائیں دو دو ہاتھ۔"

... پھر اس کے سامنے آ گئے... ویسے میں جی خوف بولا
... رہے... آپ کے بچے تو نظر نہیں آ رہے..."

"... صرف میرے جسم پر بندھی رسی کو چھو کر گزری
... رست کہاں تھی کہ میں پہلے ان کی رسیاں کھولتا... پھر
... طرف آتا... ویسے وہ درختوں کی اوٹ لینے میں کامیاب
اور بالکل خیریت سے ہیں۔"

آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔" وہ مسکرائے۔

چی خوف کو بھی ایک جھٹکا لگا... پھر وہ مسکرایا۔

"اچھی بات ہے... آپ کی مرضی... لیکن آپ نے سوچا نہیں شاید۔"

"کیا نہیں سوچا۔"

"ایسی حالت میں وہ کیا کریں گے میرے خلاف۔"

"وہ خود کو کھول لیں گے..."

"آپ یہ بات اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں۔"

"آپ دیکھ نہیں رہے... جو آگ اب جگہ جگہ لگی ہوئی ہے... اب وہ اس آگ کی مدد سے رسیاں جلا سکتے ہیں۔ انہیں یہ سہولت حاصل نہیں تھی۔"

"اوہ اچھا... خیر، ایک حملہ اور سہی۔" یہ کہہ کر

انہوں نے ایک لمحے کے لیے غور کیا... پھر اس پر حملہ آور ہوئے... اس کے بالکل نزدیک جا کر انہوں نے دونوں پاؤں اس کے سینے پر دے مارے۔

ان کے دونوں پاؤں اس کے سینے پر لگے... اس نے خود بچنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ دھب سے گرا اور ساکت ہو گیا... انہوں نے فوراً اس کی طرف بڑھنے کی کوشش نہیں کی، اس لیے کہ یہ اس کی چال بھی ہو سکتی تھی... کچھ دیر تک انتظار

کے بعد وہ احتیاط سے اس کی طرف بڑھے، اس کے جسم میں اب بھی حرکت نظر نہ آئی... آخر وہ اس پر جھک گئے... وہ مکمل طور پر بے ہوش ہو چکا تھا... انہیں بہت حیرت ہوئی کہ اس قدر لمبے چوڑے دعوے کرنے والا اس قدر آسانی سے کیسے گر گیا... پھر وہ تیزی سے آفتاب، آصف اور فرحت کی طرف گئے... وہ تین مختلف درختوں کے نیچے بندھے پڑے تھے... ان درختوں کے پیچھے بھی وہ لڑھک کر نہ پہنچے تھے... اب انہوں نے اپنی خفیہ جیب سے ایک ننھا سا چاقو نکالا اور ان کی رسیاں کاٹ ڈالیں...

"اب آؤ... اسے باندھ لیں۔"

وہ گرتے پڑتے... ان کے پیچھے چلے... پھر جونہی وہ اس جگہ پہنچے... جہاں چی خوف گرا تھا، زور سے اچھلے۔

"ارے چی خوف کہاں گیا۔"

چی خوف کا دور دور تک پتا نہیں تھا... انہوں نے دوڑ دوڑ کر ادھر ادھر دیکھا... پھر تھک کر ان کے پاس آ گئے...

"وہ یہاں کہیں نہیں ہے... اب کیا کریں۔"

"صبر..." آفتاب نے مسکرا کر کہا۔

"حد ہو گئی... صبر نیازی بھی نہیں ہے..." وہ چلائے۔

"ارے باپ رے... اب... اب کیا ہوگا... یہ تو ساری محنت پر پانی پھر گیا۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"لیکن... انکل... ہم نے کوئی لانچ روانہ ہونے کی آواز

نہیں سنی... اس کا مطلب ہے... دونوں اسی جزیرے پر کہیں [illegible]

ہوئے ہیں۔"

"جی... کیا مطلب... حامد نیازی کو بھلا چھپنے کی کیا ضرورت

پیش آگئی۔"

"غلط سمجھے... جی خوف نے اپنے ساتھ تو انہیں بھی [illegible]

ہے..."

"ہمیں ایک بار پھر جزیرے کو دیکھنا چاہیے۔"

انہوں نے دوڑ بھاگ کر پورے جزیرے کو دیکھ ڈالا

لیکن وہ دونوں کہیں بھی نظر نہ آئے

"یہ تو عجیب ترین بات ہوگئی... ہم حامد نیازی کو [illegible]

انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے انکل..." اچانک

فرحت کی آواز ابھری۔

"ہوں... کہو۔" وہ سوچ میں گم بولے۔

"یہاں نزدیک ہی کوئی اور جزیرہ ہے... اس جزیرے

انہوں نے چپوؤں سے چلنے والی کشتی کھڑی کر رکھی تھی... اور

ہماری تلاش میں آئے تو انہوں نے حامد نیازی کو اٹھایا اور کشتی [illegible]

[illegible] ... اور خاموشی سے کشتی کو یہاں سے جزیرے کی طرف لے

[illegible] اسی لیے ہم کسی لانچ کے سٹارٹ ہونے کی آواز نہیں سن

[illegible]"

"اوہ... تب تو جلدی کرو، آفتاب... کہیں وہ وہاں سے کسی

[illegible] طرف منہ کر نکل نہ جائیں..."

"اور میں کیا کروں۔"

"جزیرے کے کنارے کسی بہت اونچے درخت پر چڑھ کر

[illegible] شاید وہ جزیرہ نظر آجائے... اس طرح ہمارے لیے اس تک

پہنچنا آسان ہو گا اور وقت بھی ضائع نہیں ہوگا..."

"اچھی بات ہے۔"

آفتاب نے کہا اور کنارے کی طرف دوڑ لگا دی... جلد ہی وہ

[illegible] کے سب سے اونچے درخت پر بندروں کی تیزی سے چڑھ

[illegible] ... پھر بہت اونچائی پر پہنچ کر اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی

[illegible] دیا

"ہاں! ابا جان! میں نے اس کو دیکھ لیا ہے... وہاں ایک لانچ

[illegible] موجود ہے... اور غالباً انہیں امید ہے کہ ہماری طرف سے کوئی

[illegible] پیش نہیں آئے گی... لہٰذا وہ حامد نیازی کو شاید اس لانچ کے

[illegible] میں لے جانا چاہتے ہیں"

"نہیں نہیں... نہیں... میں جارہا ہوں... تم میرے پیچھے آؤ۔"

یہ کہہ کر انہوں نے اپنی لانچ کی طرف دوڑ لگا دی۔
میں فرحت چلائی

"نہیں انکل... آپ اگر لانچ پر گئے تو وہ ہوشیار ہو جائیں گے۔ لہٰذا ہمیں تیر کر جانا ہو گا۔ فاصلہ زیادہ نہیں۔"

"بہت خوب!" وہ مسکرائے۔

اور پھر تیر کر جزیرے کی طرف بڑھنے لگے... نزدیک پہنچ کر انہوں نے اپنے دھڑ پانی میں کر لیے... صرف سر باہر رکھ کر بڑھتے رہے... عین اس لمحے انہوں نے کسی خوف کی آواز سنی

"لو ہو... اتنی دیر کیوں لگا دی۔"

"سر... اسے پیشاب کی حاجت تھی..." کسی نے کہا

"اوہ اچھا خیر... اب آ بھی جاؤ۔"

"ہم تین منٹ میں لانچ تک پہنچ جائیں گے۔"

"اگر چہ تھوڑا ہوا تو تم لوگوں کی خیر نہیں۔"

"آپ فکر نہ کریں۔"

انسپکٹر کامران مرزا لانچ سے اور نزدیک ہو گئے۔ پھر سر اٹھا کر اوپر آ گئے۔ انہوں نے پہلے ہی اندازہ لگایا تھا کہ لانچ پر خوف کے علاوہ کوئی نہیں ہے... اور وہ اس وقت انجن پر بیٹھا تھا وہ اس کی کمر کی طرف سے پیٹ کے بل رینگ کر آگے آئے۔ اور اچانک اس کی گردن ان کے دونوں ہاتھوں میں تھی...

"ارے ارے... یہ کیا۔" اس نے مشکل سے کہا۔

"یہ وہی... جو تم نے کیا تھا... یعنی دھوکا۔"

"مم... میں اگر دھوکا نہ دیتا تو حامد نیازی کو یہاں تک کیسے لاتا... اور حامد نیازی اس وقت زندگی اور موت کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔"

"آخر کیسے..."

"اسے انٹارچ کے حوالے کر کے ہم بہت فائدے اٹھا سکتے ہیں... بے تحاشا دولت وصول کر سکتے ہیں... اپنے قیدی چھڑا سکتے ہیں... اور ہم ہی نہیں... شانگا اور شاد جہان کی سوچ بھی یہی ہے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے... ابھی تک ہم یہ نہیں جان سکے... کہ ان لوگوں کو حامد نیازی کی کیا ضرورت آن پڑی۔"

"ہمیں بالکل معلوم نہیں۔" اس نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

اس وقت تک آفتاب، آصف اور فرحت بھی لانچ پر آ چکے تھے۔ اسی وقت اس کے آدمی حامد نیازی کو لانچ پر لے آئے...

"اپنے آدمیوں کو حکم دو... کہ حامد نیازی سے الگ ہٹ کر اور اپنی رائفلیں گرا دیں... جلدی..."

"ہٹ کر ہو بھئی... گرا دو۔"

"یہ... یہ کیوں۔"

"میں اس وقت پوری طرح ان کے قبضے میں ہوں۔"

"اوہ... نہیں۔" اس کے ساتھی دھک سے رہ گئے...

انہوں نے ہتھیار پھینک دیے...

جلد ہی وہ سب بندھے پڑے تھے اور وہ اپنے اسی جزیرے

جا رہے تھے...

"آخر ہم ان لوگوں کو کیوں ساتھ لیے پھریں...

وقت ہمارے لیے خطرہ ہیں۔" آصف نے منہ بنایا۔

"ٹھیک ہے... انہیں سمندر میں گرا دو۔"

"نن نہیں... نہیں۔" وہ چلائے۔

لیکن انہیں چھوڑنا اپنے لیے ان گنت خطرات مول لینا

لہٰذا انہیں سمندر میں گرا دیا گیا... پھر جزیرے پر آکر انہوں نے

انشارجہ کے نمبر ملائے... لیکن دوسری طرف سے ایک ہی آواز

کا استقبال کرنے کے لیے تیار تھی۔

☆...☆...☆

...دیواریں

اور وہ آواز تھی ان کے اپنے ملک کے صدر کی

"سر آپ... یہ آپ ہیں۔" وہ پریشان ہو گئے۔

"ہاں! یہ میں ہوں... انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھیوں کو
کس نے رہا کرا لیا ہے.. وہ اس وقت میرے پاس موجود ہیں اور
اری طور پر انہیں ملک روانہ کیا جا رہا ہے.. آپ لوگوں کے خصوصی
ات ختم کیے جا رہے ہیں... آپ لوگ ہمارے ملک کے ایسے
ہیں کہ جن کی مثال نہیں ملتی۔" یہاں تک کہہ کر صدر
ہو گئے۔

"سس... سر! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں... ہم لوگ تو بہت
لوگ ہیں۔"

"ہیرے کی قدر صرف جوہری ہی جانتا ہے... آپ صرف
یں کہ حامد نیازی کو ادھر میرے پاس بھیج دیں... یہ میرا وعدہ
اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا... اسے جوں کا توں واپس ملک
نا میرا کام ہو گا... آپ سن رہے ہیں انسپکٹر کامران مرزا۔"

"آپ پہلے اپنے عملے سے رپورٹ لے لیں... کہ ا[illegible]
نے انسپکٹر جمشید کو کب مدرگاہ پر اتارا... وہاں سے ہم تک آنے
انہیں بہت وقت لگا ہے۔"

"ہوں... ٹھیک ہے... کیا فیصلہ کیا۔"

"انسپکٹر جمشید آپ سے بات کریں گے۔"

"کرائیں... اور یہ جان لیں کہ میں انکار نہیں سنوں گا"

"پہلے آپ ان کی بات سن لیں۔"

"او کے۔" وہ غصے میں بولے۔

"سر... انسپکٹر جمشید بات کر رہا ہوں۔"

"جانتا ہوں۔"

"ہم حامد نیازی کو آپ کے حوالے کرنے کو تیار ہیں
لیکن ہماری دو شرطیں ہوں گی۔"

"کون سی دو شرطیں۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"پہلی شرط... ہمیں بتا دیا جائے... حامد نیازی کی [illegible]
کس سلسلے میں ہے... اور دوسری شرط ہم بعد میں بتائیں گے۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔" صدر صاحب نے چلا کر کہا۔

"کیوں سر... کیا ہوا۔"

"اول تو پہلی شرط ہی ناقابل قبول ہے... اور دوسری آپ
نے بتائی ہی نہیں... بات کیسے طے ہو سکتی ہے... جب کہ

[illegible]ت۔"

"آپ کے پاس نہیں... انشارجہ کے پاس... بلکہ انشارجہ
بھی نہیں... فوش کے پاس وقت بہت کم ہے۔"

"فوش... کون فوش... میں کسی فوش کو نہیں جانتا۔"

"آپ انشارجہ کے صدر کے چہرے کی طرف دیکھیں...
[illegible] آپ کے منہ سے یہ نام سن کر ان کے چہرے کا رنگ بدلا ہے یا

"ہاں بدلا ہے... یہ کون صاحب ہیں۔"

"انشارجہ اور میکال جس کے غلام ہیں... اصل طاقت یہاں
[illegible]... ہم لوگ بھی فوش کی قید میں تھے... انشارجہ بلی نہیں،
[illegible] کامران مرزا نے انشارجہ کے صدر کو ہری جھنڈی دکھائی
[illegible] انہوں نے اپنے طور پر انسپکٹر جمشید پارٹی کو رہا کرنے کا فیصلہ
[illegible] آپ کو یہاں بلوایا... تاکہ ظاہر ہو... آپ کی کوشش سے
[illegible]... یہ بات نہیں سر... اس وقت جتنے مجبور ہم لوگ ہیں،
[illegible] شاید ہی کوئی اور ہو گا... انشارجہ ہی نہیں... اس وقت فوش
[illegible]... فوش۔" یہ کہتے ہوئے انہوں نے نفرت زدہ انداز
[illegible] ہے۔

"میں فوش کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔"

"میں چند منٹ بعد فون کروں گا... پہلے آپ ان سے فون

پہنچا دے۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"ـــ کوئی تک اس بات کی۔" فرحت نے جل کر کہا۔

"پتا نہیں۔ اب ایسے میں میں تک کہاں سے لاؤں۔ یہاں تو کوئی بازار وغیرہ بھی نہیں ہے۔"

"اوہو... یہ... یہ میں کیا محسوس کر رہی ہوں۔" فرزانہ ... آنکھوں میں خوف ہی خوف تھا۔

"مہربانی فرما کر جلدی سے بتاؤ... کیا محسوس کر رہی ہو... تاکہ ہم سب بھی ایسی کچھ محسوس کرنے لگ جائیں۔"

"اوکے... میں بتاتی ہوں... میرا خیال ہے... ا... کو کچھ سے میں سیا جا رہا ہے... اور ایسا ہماری اپنی فوج کر رہی ہے... اس لیے کہ صدر صاحب جانتے ہیں... ہم اپنی فوج پر بھی اعتماد ... کر سکتے... اس سے ایک سپاہی ایک بلی کی ... تک نہیں لگ سکے...

"لیکن فرزانہ... ہمیں تو دور دور تک یہاں ... محسوس نہیں ہو رہا۔" محمود نے منہ بنایا۔

"آخر... تم محمود ... عقل سے پیدل..." فرزانہ جل گئی۔

"کیا کہا... میں عقل سے پیدل ہوں... اور تم عقل ... گھوڑے پر سوار ہو؟" محمود اچھلا۔

"گھوڑے پر نہیں... ہوائی جہاز پر۔" وہ مسکرائے۔

"خدا کا شکر ہے... اس نے راکٹ پر نہیں کہا۔" ...

"فرزانہ... ٹھیک... کہ... رہی... ہو۔" انسپکٹر جمشید نے ... تک کر کہا... پھر خوف زدہ انداز میں بولے۔

"انسپکٹر کامران مرزا... اب ہمارے پاس وقت بہت کم ہے... صدر صاحب ہمارے ساتھ چال چل گئے... باتوں میں لگا کر ... یا انہوں نے..."

"جلدی سے اپنا کام شروع کریں... اور آج اس قدر ... کی ضرورت ہے کہ کبھی آپ نے اس قدر مہارت نہ دکھائی ... ہو۔"

"اچھی بات ہے۔" وہ مسکرائے۔

"کیا مطلب؟" سب ایک ساتھ بولے۔

"خاموش... دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔" انسپکٹر ... مسکرائے۔

"جی... دیواریں... کہاں ہیں دیواریں۔" فاروق نے ... چاروں طرف دیکھا۔

"ہوش کے ناخن لو۔"

"وہ بھی یہاں کہاں ملیں گے۔" آفتاب نے گھبرا کر کہا۔

"اچھا تم لوگ اپنی باتیں زور شور سے جاری رکھو... مجھے اور ... کامران مرزا کو اپنا کام کرنے دو۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی انسپکٹر کامران مرزا حرکت میں آ
گئے۔

. . . . .

ہار گئے

دو گھنٹے بعد جزیرہ چاروں طرف سے آپ دونوں سے گھر
... پہلے وہ پانی میں تھیں... اب اوپر آ گئیں... پھر ان کے
... کی آواز ابھری

انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا... آپ لوگ ہمارے
... بے قابل احترام ہیں... آپ ہمارے ملک کے ہیرو ہیں...
... جتنا ناز کریں... کم ہے... اس وقت آپ سے امید رکھتے
... آپ ہماری بات مان لیں گے... اس میں ملک کا فائدہ...
... فائدہ کہ آپ لوگ خواب میں بھی نہیں سوچ سکتے۔"

"اور وہ کیا؟"

"اگر ہم نے اٹھارہ گھنٹے کے اندر محمد حامد نیازی کو ان کے
... دیا... تو ہمارے ملک کو چھے ارب ڈالر کی امداد ملے گی... اور
... سہولتیں انشارجہ کی طرف سے ہمارے ملک کو ملیں
... ملک صرف چند دن میں اس قدر خوشحال ہو جائے گا
... ملک پھر اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکیں

گے... نثار جستان بھی حد کرنے کی جرأت بھی نہیں کرے
دوسرے ملک بھی ادب اور احترام کریں گے... کیا یہ کم ...
ہیں۔"

"جی... نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"تو پھر فوراً حامد نیازی کو ادھر کنارے پر پہنچا دیں۔"

"لیکن سر... ہم نے نثار جہ سے پوچھا تھا... آخر ا
حامد نیازی کی کیا ضرورت ہے... ہمیں اس سوال کا جواب
جاتا۔"

"سوری... وہ نہیں دے رہے... صدر صاحب
لیے یہ کوشش کر چکے ہیں... لہٰذا ہم ایک حامد نیازی کے لیے
اتنا بڑا نقصان نہیں کر سکتے... کیا ملک کے لیے سرحدوں
جا میں قربان نہیں کرتے انسپکٹر صاحبان۔"

"بالکل کرتے ہیں... ہم سب کرنے کے لیے تیار ہیں
لیکن یہ معاملہ وہ نہیں..." انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"کیا... کہا... یہ معاملہ وہ نہیں۔"

"جی ہاں... یہ معاملہ وہ نہیں۔"

"کیسے؟" انھوں نے پوچھا۔

"سرحد پر لڑتے ہوئے جان دے دینا اور بات ہے...
کسی شہری کو کسی ملک کے حوالے کرنا اور بات ہے... جب

معلوم بھی نہیں کہ وہ اس کا کیا کریں گے۔"

"کچھ بھی ہو... یہ کام تو اب ہو کر رہے گا... آپ نہیں
مانیں گے تو ہم سب آپ پر فائرنگ شروع کر دیں گے... اور چند
ت میں اس جہاز کو سمندر میں غرق کر دیں گے۔"

"کیا اس طرح حامد نیازی نہیں مل جائے گا سر۔"

"نہیں... لیکن حکم ہمیں یہی ملا ہے... اگر آپ حامد نیازی
ے نہیں کریں گے تو ہم آپ سب کو ختم کر دیں گے اور آپ
ورنگ کریں گے نہیں... یہ تو ہم جانتے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک... آخر آپ نے ہمیں پہچان لیا... لیکن آپ
یہ اچھا نہیں کر رہے... جب تک نثار جہ یہ نہ بتا دے... کہ
ن حامد نیازی کی ضرورت کیوں ہے... اس وقت تک ایسا کوئی
ہمیں اٹھانا چاہیے۔"

"افسوس! میں حکم کی تعمیل کرنے پر مجبور ہوں... آپ اپنا
ب ہاں یا نہ میں دیں۔"

"ہمیں سوچنے کی مہلت دیں۔"

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے... میں بس پانچ سات
ٹ کی مہلت دے سکتا ہوں۔"

"چلیے... اتنا ہی سہی۔" وہ مسکرائے۔

اور پھر وہ سوچ میں ڈوب گئے... لیکن یہ صرف دکھاوا تھا...

ایک خفیہ ٹھکانے پر آ گئے...

"اب ہمیں اٹھارہ گھنٹے یہاں گزارنا ہیں... جب تک اٹھارہ
گھنٹے نہیں گزر جاتے... اس وقت تک ہم محفوظ نہیں ہیں۔"
کامران مرزا نے کہا۔

"لیکن انکل... اس ٹھکانے پر تو ہم محفوظ ہیں نا۔"

"ہاں! شاید۔" وہ بولے۔

"جی... یہ کیا بات ہوئی... ہاں شاید۔"

"یقین سے کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔"

"گویا اب ہمیں صرف انتظار کرنا ہے..." آصف [illegible]
منایا۔

"اور انتظار کرنا دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔"

"اس مشکل ترین کام کو ہم آسان ترین بنا سکتے ہیں۔" [illegible]
مسکرایا۔

"وہ... وہ کیسے؟" فرحت نے پوچھا۔

"بھئی باتوں کے ذریعے۔" اس نے کہا۔

"حد ہو گئی... ارے بھائی... اٹھارہ گھنٹے کی بات [illegible]
باتوں میں تو اٹھارہ گھنٹے نہیں گزر سکتے۔"

"کیوں نہیں گزر سکتے... اٹھارہ سو گزر سکتے ہیں۔" [illegible]
مسکرایا۔

"توبہ ہے تم سے... اٹھارہ سو گھنٹے تک باتیں... ارے باپ
[illegible]" [illegible]انہ کانپ گئی۔

"اس کی ایک آسان ترین ترکیب اور ہے۔" پروفیسر داؤد
[illegible] نے کہا۔

"بھئی واہ... آج فرزانہ کی جگہ پروفیسر انکل نے لے لی...
[illegible] ترکیب بتائیں نا۔" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میری ترکیب ذرا سائنسی قسم کی ہے۔" انہوں نے مسکرا

"اچھا... تب تو ٹھیک ہے۔"

"میں سب کو ایک ایک گولی دے دیتا ہوں... میٹھی گولی...
[illegible] کر چوسنا شروع کر دیں۔"

"اس سے کیا ہو گا انکل؟"

"[illegible] کر دیکھ لیں، معلوم ہو جائے گا... اس سے کیا

"مجھے [illegible] دیں ایک ایک گولی۔"

انہوں نے سب کو ایک ایک گولی دی... انہوں نے منہ میں
[illegible] چوسنے... جلد ہی انہیں گہری نیند کا احساس ہونے لگا۔

"بھئی واہ... ایسا لگتا ہے... ہم بہت جلد گہری نیند میں
[illegible] ہیں۔"

اب ہوش میں نہیں تھا۔

"چلو مان لیا کہ ... آپ نے گولی نہیں کھائی... آپ
گئے تھے کہ میں پروفیسر داؤد نہیں ہوں... لیکن اب آپ
مقابلے پر کیا کر لیں گے... یہ پورا جزیرہ گھیرے میں ہے۔"

"ہم اس بات کی بھی پروا نہیں کرتے کہ دشمن کی تعداد
ہے... اور مسٹر ارسوں... آخر یہ لوگ علم تو آپ کا مانیں گے۔"

"ہاں بالکل۔"

"اور آپ میرے قابو میں ہیں۔"

"کون میں... نہیں تو... یہ آپ کی خوش فہمی ہے۔"

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے..."

یہ کہہ کر انسپکٹر کامران مرزا نے اس پر چھلانگ لگا
لیکن وہ دور کھڑا نظر آیا۔

"ایک بار اور کوشش کریں۔" وہ ہنسا۔

"ہاں ضرور... کیوں نہیں۔" انہوں نے کہا اور پھر
لگائی۔

اس بار ارسوں نے بھی جگہ نہیں چھوڑی... لہٰذا
طاقت سے اس سے ٹکرائے... دونوں گرے... لیکن ارسوں
سے پہلے اٹھ چکا تھا، جب کہ یہ بات ان کے تجربے کے
تھی۔ ان کی یہ ٹکر وصول کرنے کے بعد کوئی اٹھ نہیں

یہ دیکھ کر بھی انہوں نے اپنے اوسان خطا ہونے نہ دیے...
انداز میں مسکراتے ہوئے بولے۔

"بہت خوب۔"

"اب کچھ اندازہ ہوا۔"

"ہاں! لیکن حامد نیازی یہ بھی نہیں جانیں گے... وہ یہیں
ں گے۔"

"ناممکن... یہ ہو کر رہے گا... آپ اپنا سا منہ لے کر رہ
یں گے۔"

ہاتھ ٹنگی کو آری کیا۔"

یہ کہہ کر انہوں نے اس پر چھلانگ لگائی اور اس بار ایک نئے
سے حملہ آور ہوئے... ادھر ارسوں پینترا بدل چکا تھا... اور
ٹال دے گیا... جب کہ وہ پہلے ہی اندازہ لگا چکے تھے... لہٰذا وہ
وہ ان کی زد پر آیا... انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، پوری قوت سے
ہاتھ کا مکا اس کی ناک پر دے مارا۔

ارسوں کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی... اس کے باوجود وہ
پیروں پر کھڑا نظر آیا۔

اب تو انسپکٹر کامران مرزا کے پیروں کے نیچے سے زمین
گئی... یہ وار بھی ایسا نہیں تھا کہ کوئی سہہ جاتا... گویا یہ شخص ان
وار پی چکا تھا اور بالکل سیدھا کھڑا تھا... انہیں پریشان دیکھ کر

ارسوں ہنسا

"دیکھا انسپکٹر کامران مرزا... میں نے کہا تھا۔"

"میں ابھی ایک وار کروں گا۔"

"وہی وار کریں... دیکھیں۔" وہ ہنسا۔

انسپکٹر کامران مرزا اس کی طرف بلا کی رفتار سے دوڑے
اور سر کی ٹکر اس کے پیٹ میں اس قدر زور سے دے ماری کہ
اچھلا... اور ایک درخت سے جا ٹکرایا۔ اس بار اس کے منہ سے ا
چیخ نکل گئی...

وہ زمین پر پڑا لمبے لمبے سانس لیتا رہا... پھر اٹھا تو
انہوں نے سوچا... اب اسے مہلت دینا درست نہیں... لہٰذا وہ ا
پر جا پڑے... لاتوں اور گھونسوں کی بارش شروع کر دی... وہ
چاپ یہ لاتیں اور گھونسے کھاتا رہا... انہیں اس پر بھی حیرت ہو
اب وہ چیختا چلاتا کیوں نہیں... انہوں نے گھونسوں اور لاتوں سے اس
کس نکال دیا... وہ بے دم ہو کر بالکل سیدھا زمین پر لیٹ گیا
بڑی مشکل سے اس نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اشارے سے کہا

"بس کرو... میں اپنی ہار مانتا ہوں..."

"تم تو کہتے تھے... مجھے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔"

کامران مرزا مسکرائے۔

"میرا خیال یہی تھا... لیکن آج معلوم ہوا... اس دنیا

سے بڑھ کر ایک طاقت ور لوگ موجود ہیں۔"

"تب پھر... یہ دیکھو... میں کیا کرنے لگا ہوں۔"

"کچھ بھی کر لیں... ہار آپ کی ہے... آج کی تاریخ میں
جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا بھی نہیں جیت سکتے۔"

"لیکن میرا خیال کچھ اور ہے۔" وہ بولے۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ جیت آج ہماری ہے۔"

"ناممکن۔" وہ غرایا۔

انہوں نے اس کی گردن کو قابو میں کر لیا... اس طرح کہ
ی ان کے جسم کو حرکت ہوتی تو اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ

"ارے ارے... یہ کیا... یہ آپ نے مجھے کس طرح جکڑا

"یہ داؤ مجھے اور انسپکٹر جمشید کو آتا ہے... اور اس داؤ کا راز
ں کو نہیں بتاتے... کیا سمجھے۔" وہ ہنسے۔

"ہار پھر بھی تمہاری ہے..." ارسوں ہنسا۔

"آخر کیسے۔"

"جزیرے کے چاروں طرف دیکھیں۔"

"دیکھ چکا... چاروں طرف مسلح لانچیں ہیں۔"

"کیا آپ چند آدمی اس قدر مسلح آدمیوں کا مقابلہ کر
ہیں۔"

"جی نہیں... اس وقت میں کچھ نہیں کر سکتا... لیکن یہ ہم
حملہ کر ہی نہیں سکتے۔"

"کیوں... کیوں نہیں کر سکتے۔"

"اس لیے کہ آپ انہیں یہی حکم دیں گے... ورنہ
کیا... انہیں حکم دے دیں کہ یہ آپ لوگوں پر حملہ ہرگز نہ کریں
ورنہ آپ کی گردن کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔"

"او کے... میں ان سے بات کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ بلند آواز میں بولا

"کیپٹن... آپ میری آواز سن رہے ہیں۔"

"یس سر..." آواز آئی۔

"آپ اپنی گنیں اٹھا کر نزدیک آجائیں۔" اس نے

"یہ کیوں... آپ انہیں حکم دیں کہ ہتھیار
گرا دیں۔"

"نہیں... یہ لوگ آپ کے سامنے جزیرے پر آگئیں گے

"ہرگز نہیں... میں نے جو کہا ہے... آپ صرف وہ کریں

"آپ نے سنا کیپٹن... آپ آرہے ہیں۔"

"ہاں! مسٹر ارسوں... ہم آرہے ہیں... یہ

ماری زد پر ہیں... فکر نہ کریں سر... اگر انہوں نے گڑبڑ کی کوشش
تو ہم انہیں بھون ڈالیں گے... سوائے حامد نیازی کے۔"

"یہ بے چارے کیا گڑبڑ کریں گے... یہ تو ویسے ہی بے
ہوش پڑے ہیں۔"

"نہیں سر... یہ لوگ بے ہوش نہیں ہیں... لیکن ہیں
ہماری زد میں۔" کیپٹن نے کہا۔

"کیا کہا... یہ بے ہوش نہیں ہیں۔"

"نہیں سر... ہم دوربینوں کے ذریعے ان کا جائزہ لے
رہے ہیں۔"

"حد ہو گئی... اس قدر ڈرامے باز ہیں یہ لوگ... میں سوچ
بھی نہیں سکتا تھا۔"

"لہٰذا ہم اب لیٹ کر کیا کریں گے..." محمود کی آواز سنائی
دی۔

"اور کیا۔"

اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

"پوزیشنیں سنبھال لو... حملہ ہوگا۔"

"اور اب تو فوجی بھی ہمارے ملک کے نہیں ہیں... انہیں تو
سمندر کی خوراک بنا سکتے ہیں۔" آفتاب نے ہنس کر کہا۔

"بالکل... مورچوں میں دبک جاؤ۔"

"یہاں مورچے کہاں سے آ گئے... انسپکٹر کامران مرزا... آپ بھول رہے ہیں... آپ اپنے ملک کی کسی سرحد پر نہیں ہیں. ایک جزیرے پر ہیں۔"

"بھول میں نہیں... آپ رہے ہیں۔" وہ بولا۔

"کیسے..." اس نے فوراً کہا۔

"آپ اس بات پر حیران نہیں ہوئے... کہ میرے سا... کیوں نیند میں نہیں ہیں۔" انہوں نے پوچھا۔

"اب کیا کروں گا حیران ہو کر... آپ لوگ پہلے ہی مد... چکے تھے کہ میں پروفیسر داؤد نہیں ہوں۔"

"اوہ... واقعی... اب سنو... یہ جزیرہ بھی کوئی اچانک ... جانے والا جزیرہ نہیں ہے... یہ ہم لوگوں کا خاص جزیرہ ہے... ہم نے اپنی مرضی کے مطابق تیار کیا ہے... وقت پڑنے پر یہ ... لیے بہترین پناہ گاہ ہے... اور ضرورت پڑنے پر یہ ہمارے لیے جنگ ... بہترین میدان ہے... ابھی آپ اور آپ کے ساتھی دیکھ ہی لیں گے۔"

"اوہ نہیں۔" وہ چلا اٹھا۔

"آپ اپنے ساتھیوں کو فائرنگ کا حکم دیں... میرے ساتھی مورچوں میں دبک چکے ہیں۔"

ارسوس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا... اسے اب ... کوئی ساتھی وہاں نظر نہ آیا... ساتھ ہی انسپکٹر کامران مرزا نے ...

... جھٹکا اس کی گردن پر دیا۔

اس کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی... اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

... کامران مرزا اسے ہلاک نہیں کر سکتے تھے... اس لیے کہ ... داؤد کو واپس لینا تھا۔

وہ پھر فوراً مورچے میں رینگ گئے... ارسوس کو گرتے دیکھ ... دوسری طرف سے گولہ باری شروع ہو گئی...

"جب تک میں نہ کہوں... فائرنگ نہ کرنا۔" انسپکٹر کامران ... لے۔

"یس سر۔" آصف کی آہستہ آواز سنائی دی۔

فائرنگ کا سلسلہ ایک گھنٹے تک جاری رہا... ان کی طرف ... کوئی جواب دیا ہی نہیں گیا تھا۔

"بس... اب ان کے بچنے کا کوئی امکان نہیں رہا... اس کا ... ہے کہ ارسوس مارے گئے۔" کیپٹن کی آواز سنائی دی۔

"ہم اور کر بھی کیا سکتے تھے۔" کسی نے کہا۔

پھر وہ لوگ جزیرے پر اتر آئے... دراصل اب بھی ان کے ... میں تھی... کہ کہیں کوئی دشمن زندہ نہ ہو۔

اور پھر اچانک ان پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی... ایسے ... خوفناک آواز جزیرے پر ابھری

☆...☆...☆

... منظر

"تم لوگ فائرنگ سے باز آجاؤ... تمہارے سروں پر مو...
کے لیے قیامت تیار ہے... فوس اتنا مجبور اور اتنا بے بس نہیں...
جیسے چوہوں کو پکڑتے ہیں... اس جزیرے کے لیے صرف ایک...
بم کافی... فوس کا تیار کردہ بم... جزیرہ آن کی آن میں...
ہو جائے گا اور تم میں سے کوئی بھی نہیں بچ سکے گا... یقین نہیں آ...
دیکھو... ہم تھوڑے فاصلے پر سمندر میں ایک بم گرا رہے ہیں
دیکھو اپنی آنکھوں سے ہلاکت کا منظر۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ایک بم اوپر سے آتا نظر آیا...
اس کا رخ جزیرے کی طرف نہیں تھا۔ وہ ان سے دور فاصلے...
میں گرا...

پانی میں ایک ہولناک دھماکا ہوا اور پھر پانی بہت...
فوارے کی طرح ابلا... بہت اونچا اٹھا... سمندر میں انہوں...
چل مچتی دیکھی... ان گنت مچھلیاں اچھل اچھل کر پانی پر گریں...
انہوں نے یہ ہولناک منظر دیکھ کر مچھلیوں کے خون سے...

...پانی سرخ ہو گیا تھا۔

"اُف مالک!" وہ کانپ گئے۔

"اب اگر تم بھی اپنا ایسا انجام دیکھنا چاہتے ہو تو فائرنگ جاری
... لیکن کب تک... ہم ایک بم گرائیں گے اور تم سب ہمیشہ کے
...موش ہو جاؤ گے... لہٰذا اب بھی وقت ہے... فوراً فائرنگ
...اور اس سیڑھی پر چڑھنا شروع کر دو۔"

"سس... سیڑھی... سیڑھی... کہاں ہے سیڑھی... یہاں تو
...دور تک کسی سیڑھی کا نام و نشان نظر نہیں آ رہا۔" فاروق نے
...ہوئے لہجے میں کہا۔

"آجائے گی نظر... ویسے کیا تمہیں بجلی کا پنجر نظر آ رہا ہے۔"

"جی... تو کیا یہاں کوئی بجلی کا پنجر بھی موجود ہے... کمال
...ہاں ہے اور وہ ہمیں نظر کیوں نہیں آ رہا۔" آفتاب نے بوکھلا...

"معلوم ہو گیا... تم لوگ اس کو نہیں دیکھ رہے... لہٰذا خود
...ہمارے مقابلے پر تم کس قدر بے بس ہو... چپ چاپ
...چڑھتے ہوئے اوپر آجاؤ۔"

"حد ہو گئی... کیا پروگرام ہے محترم... اول تو یہاں سیڑھی
...نظر آنے لگ جائے تو بھی آخر ہم کیوں چڑھیں، آپ
...لے جانا چاہتے ہیں۔"

سکیں گے۔"

"اف مالک! میں حد درجے خوف محسوس کر رہا ہوں

آخر یہ فوس کیا بلا ہے۔"

"فوس سے بڑی بلا آپ محسوس ہو رہے ہیں۔" فاروق

اٹھا۔

"ک... کیا کہا، بلا... آپ مجھے بلا کہہ رہے ہیں۔

"مجبوراً کہہ رہے ہیں... آپ کوئی خیال نہ کریں۔"

جلدی سے بولا۔

"اچھی بات ہے... نہیں کروں گا خیال، لیکن آپ

میرا خیال کریں۔"

"آپ کا خیال کرتے کرتے تو ہم یہاں تک پہنچے

آفتاب نے حیران ہو کر کہا۔

"اور آپ کہہ رہے ہیں... میرا خیال کریں۔

"ہم... میرا مطلب یہ نہیں تھا۔" محمود نیازی گھبرا

"تب پھر... آپ کا کیا مطلب تھا۔"

"پپ... پتا نہیں... میں کیا کہنا چاہتا ہوں... مجھے

کر دیں... دماغ خراب ہوتا محسوس ہو رہا ہے... ان حالات

"ہوں خیر... چھوڑیں... کوئی خیال نہ کریں..."

حفاظت جہاں تک ہو سکا، کریں گے، جان دینے کا وقت

جانیں دیں گے۔"

"میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا کہ آپ لوگوں پر وہ وقت آئے

"خیر... جو آپ سوچ سکتے ہیں... وہ سوچ لیں۔" آفتاب

سب لوگ مسکرا دیے... پھر نہ جانے کیوں، انہیں نیند

ہونے لگی... وہ چونک گئے۔

"انکل! کیا آپ کو بھی نیند آ رہی ہے۔"

"ہاں! مجھ کو آ رہی ہے۔" وہ بولے۔

"آپ ہنس رہے ہیں۔"

"تو اور کیا کروں... یہ لوگ بھی عجیب لوگ ہیں... اب

بے ہوشی کی حالت میں فوس تک پہنچانا چاہتے ہیں... انہوں

ہیلی کاپٹر میں کوئی بے ہوش کرنے والی گیس چھوڑی ہے... اب

تک سانس روک سکتا ہوں بھلا۔"

"ہیلی کاپٹر کا کوئی شیشہ توڑ دیں انکل۔" فرزانہ چلائی۔

"ایسا غضب نہ کرنا... یہ ہیلی کاپٹر کوئی عام ہیلی کاپٹر نہیں

تو ران کھونچے گا اور ہم سب کو نیچے لے جائے گا۔"

"کیا واقعی۔" وہ چونکے۔

"تو کیا میں مذاق کر رہا ہوں۔"

"اچھی بات ہے... تب تو میں ضرور شیشہ توڑ دوں گا۔"
یہ کہہ کر انہوں نے اپنا جوتا اتار لیا... اور کھڑکی کے شیشے
پر دے مارا... لیکن شیشہ نہ ٹوٹا... انہوں نے پھر کوشش کی۔ پھر
وہ تابڑ توڑ انداز میں جوتے مارتے چلے گئے... آخر تھک کر گر گئے اور
بے ہوش ہو گئے۔

"یہ... یہ انہیں کیا ہوا۔" فرحت چلائی۔

"کچھ نہیں... بس... بے ہوش ہو گئے... نیند والی گیس
پوری طرح اثر کر رہی تھی... انہوں نے شیشے پر زور آزمائی شروع کی تو
گیس اپنا کام کر گئی۔ اور اب تم لوگ بھی پوری طرح اس کی زد میں
ہو... چند منٹ کے اندر تم مکمل بے ہوش ہو جاؤ گے، پھر آنکھ …
کے سامنے کھلے گی۔"

"گویا ہم ہار گئے... فوس جیت گیا۔"

"اس کے مقابلے میں تم جیت ہی کیسے سکتے ہو... اور …
اور میاں جیسے تو جیت نہیں سکتے۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"یہ بیلی کاپٹر بھی کچھ کم حیرت انگیز نہیں... کیا یہ …
سفر کرے گا... اس کا تیل کافی ہو جائے گا۔"

"یہ تیل سے نہیں... شعاعوں سے چلتا ہے... اور اس …
اس قدر شعاعیں بھری گئی ہیں کہ مہینوں تک مسلسل سفر کر سکتا ہے
رفتار بھی اس کی کسی راکٹ کی طرح ہے... لیکن اندر بیٹھے ہوئے …

… آپ کو پتا بھی نہیں ہوتا کہ یہ کس رفتار سے جا رہا ہے... گویا جہاز کا
… گھنٹے کا سفر یہ تین گھنٹے سے بھی کم میں طے کرے گا۔"

"بہت خوب! آپ ایک ایسا بیلی کاپٹر ہمیں بھی دلوا دیں۔"
آفتاب نے خوشامدانہ لہجے کے انداز میں کہا۔

"حد ہو گئی... آپ لوگ کیا کریں گے... آپ تو اب
… کچھ دنیا کے سفر پر روانہ ہونے والے ہیں۔" جھلا کر کہا گیا۔

"او اچھا... چلو پھر تو رہنے دیں... ارے ہاں انکل
… کیا ہم آپ کے پاس آ سکتے ہیں... ذرا اس کا انجن دیکھیں
…"

"بھول گئے شاید۔"

"کون بھول گئے اور کیا بھول گئے۔"

"نیند والی گیس... ارے... آخر تم لوگ اب تک بے ہوش
… نہیں ہوئے۔" چونک کر کہا گیا۔

"پتا... پتا نہیں۔ ہمیں تو اس پر بھی حیرت ہے کہ انکل اس
… جلد کیوں بے ہوش ہو گئے... اگر ہم اب تک نہیں ہو سکے۔"

"کون ہوا ہے بے ہوش... میں تو یونہی گر گیا تھا... ان
… کو خوش کرنے کے لیے۔" انہوں نے انسپکٹر کامران مرزا کی
… دیکھا۔

"بھئی واہ... مزا آ گیا... کمال ہو گیا۔" فاروق چہکا۔

"آ گیا ہو گا... ہمیں کیا۔" آصف نے منہ بنایا۔

"کیوں... کیوں... یہ کیوں سا کہا تم نے۔"

"ہم موت کے منہ میں جا رہے ہیں... ان حالات میں
عرے کا آنا کچھ عجیب سا لگ رہا۔"

"اوہ ہاں... لگ تو رہا..."

"اب تم لوگ ادھر ادھر کی ہانکو گے۔"

"آپ یہ کیوں نہیں سوچتے... ہم بے ہوش کیوں نہیں
ہوئے۔"

"اس گیس سے آپ پہلے سے مانوس ہیں شاید... اور دوسری
وجہ محسوس نہیں ہو رہی۔"

"اس کا مطلب ہے... آپ لوگوں کو ایک اور ناکامی کا منہ
دیکھنا پڑ گیا۔"

"یہ چھوٹی چھوٹی ناکامیاں کوئی بہت نہیں ہوتیں۔"

"تب پھر آپ بڑی ناکامی کے لیے تیار ہو جائیں۔"

"آپ فوس کے پاس جا رہے ہیں... مجھے جناب... فوس
سے بڑی بڑی طاقتیں خوف کھاتی ہیں۔"

"چلیں پھر... اب ان سے ہی دو دو باتیں کریں گے... کاش
ہم جان چکے ہوتے... اس کو حامد نیازی کی کیا ضرورت پیش آ گئی۔"

"یہ بات شاید فوس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا... یا پھر ان

ہی لوگ جانتے ہوں گے۔"

اور پھر ہیلی کاپٹر میں خاموشی چھا گئی... ان کا سفر مسلسل
ئے جاری رہا... لیکن انہیں یہ محسوس نہیں ہوا کہ وہ کس رفتار
رہا ہے... آخر ہیلی کاپٹر کے ایک جگہ رک جانے کا احساس

"آہا... ہم پہنچ گئے... ارے واہ... یہاں تو دوسرا ہیلی کاپٹر
ود ہے... ہاں یاد آیا... اس پر شاید انسپکٹر جمشید کو لایا گیا
حامد نیازی کے میک اپ میں ہیں... اور یہاں آتے ہی ان کا
ن لیا ہو گا... کیونکہ فوس کی آنکھیں میک اپ کے اندر دیکھ
" اس نے کہا جو اب تک ان سے باتیں کر رہا تھا اور شاید ہیلی
ہی چلا رہا تھا...

اب انہوں نے ہیلی کاپٹر کے باہر دیکھا... ان کے سامنے
ا تھا۔

☆...☆...☆

بنے گا کیا...

ان کا ہیلی کاپٹر فضا میں رک گیا تھا... ان سے ذرا دور
ایک اور ہیلی کاپٹر فضا میں رکا ہوا تھا اور نیچے ہر طرف صرف
صرف برف تھی... یا یوں کہہ لیں برف کے اونچے اونچے پہاڑ
برف کے پہاڑ وہ پہلی بار دیکھ رہے تھے... لیکن اس کا یہ مطلب
تھا کہ وہاں اصل میں تو پہاڑ تھے اور ان پہاڑوں پر برف جمی تھی
نہیں... وہ صرف اور صرف برف تھی... جس کا کوئی تصور نہیں
انہوں نے حیرت زدہ انداز میں دائیں بائیں...
ہر طرف دیکھا... وہاں صرف برف تھی... برف کے سوا کچھ
تھی تو وہ ہیلی کاپٹر... لیکن وہ تو فضا میں تھے... زمین پر تو گویا برف ہی
تھی۔

"یہ کون سی وادی ہے جناب۔" انسپکٹر کامران
کی آواز سنائی دی۔

"برف کی وادی... اس وادی میں سوائے برف کے
نہیں... یہ خیال نہ کریں کہ یہ پہاڑ ہیں اور پہاڑوں کے اوپر

ہے... نہیں... یہ ایک بہت گہرا میدانی علاقہ ہے... اگر برف
سے بالکل ختم کر دی جائے تو آپ لوگوں کو یوں محسوس ہوگا
بہت بڑے کنوئیں کے اوپر ہیلی کاپٹر موجود ہیں... مطلب یہ کہ
زمانے میں بھی برف بھری پڑی ہے اور اس کے بعد برف کے پہاڑ
گئے ہیں... یہاں سارا سال برف پگھلتی نہیں... یہ اسی طرح
ہے۔ ہاں ان پہاڑوں کی بلندیوں میں اضافہ تو ہو جاتا ہے... کمی
ہوتی... مطلب ہے... میں برف کا ایک پہاڑ اڑا کر آپ کو دکھاتا
تب آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ پتھر کے پہاڑ نہیں ہیں۔"

"آپ... آپ کیسے اڑا کر دکھائیں گے بھلا۔"

"بم مار کر... اور یہ تجربہ خود وقوس نے کروایا تھا۔"

"کروایا تھا... کیا مطلب؟"

"جب اسے اپنی طاقت منوانے کی ضرورت پیش آئی... تو
انشارجہ اور میگال کو دی تھی کہ وہ بم مار کر اس وادی کو تباہ
یہ وادی تباہ ہو گئی تو وہ خود مر جائے گا... کیونکہ برف کی
ن کا اڈا ہے..."

"اوہ... تو پھر۔"

"اب ظاہر ہے... اس وقت انشارجہ اور میگال کیوں یہ
ان پر بھی کوئی حکمران ہو... چنانچہ انہوں نے اپنی ساری
یہاں آزما ڈالی تھی... یہاں تک کہ انہوں نے ایٹم بم، نیوٹران

اس طرف نہیں آسکتے... بے چارے اکیلے بور ہو رہے ہوں گے۔
انسپکٹر کامران مرزا نے منہ بنایا۔
"بور نہیں ہو رہے... انہیں یہاں بے ہوشی کی حالت میں لایا گیا ہے... اب انہیں ہوش آجائے گا... پھر وہ آپ سے بات کر سکیں گے۔"
"اوہ اچھا... کیا ہم اس ہیلی کاپٹر کو سیڑھی اس کی طرف پھینک کر انہیں اس طرف نہیں بلا سکتے۔"
"ضرور بلالیں... یہاں آپ جو کرنا چاہیں... کرلیں... مگر آپ ان ہیلی کاپٹروں کو اپنی مرضی سے لے جا نہیں سکتے... یہ ہماری مرضی کے مطابق ہی اڑیں گے۔"
"اوکے... اب ذرا ہم انہیں آواز دے لیں پہلے۔"
یہ کہہ کر وہ بلند آواز سے پکار اٹھے۔
"انسپکٹر جمشید... کیا آپ ہوش میں ہیں۔"
"ہاں! اللہ کا شکر ہے۔"
"اچھا تو ہم سیڑھی پھینکتے ہیں... دیکھئے... وہ آپ تک پہنچی ہے یا نہیں۔"
"یہی میں سوچ رہا تھا۔" وہ ہنسے۔
"خدا کا شکر ہے کہ آپ بھی یہی سوچ رہے تھے۔" فاروق کی آواز ابھری۔

"فاروق کی آواز سن کر جان میں جان آگئی۔"
"ہائیں... انکل... کیا آپ کی جان میں سے جان نکل گئی تھی۔" آفتاب نے بوکھلا کر کہا۔
"اب جان اور آگئی۔" انہوں نے گویا اعلان کیا۔
"لیکن اب ہوگا کیا..." فرزانہ کے جملے نے انہیں ساکت کر دیا۔
"پتا نہیں... اللہ مالک ہے۔"
"مطلب یہ کہ یہاں ہم لوگوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے، ہیلی کاپٹر ریموٹ کنٹرولڈ ہیں... ان پر پائلٹ موجود نہیں ہیں۔"
"کیا بات ہے۔"
"تب پھر آخر... وہ ہم سے حامد نیازی کو کیسے وصول کرے گا۔"
"یہ بات اب جلد سامنے آنے والی ہے۔"
عین اس وقت انہوں نے پہاڑوں کو گونجتے سنا۔
"ارے! یہ پہاڑوں کو کیا ہوا؟" فرحت نے گھبرا کر کہا۔
"پہاڑوں کو کچھ نہیں ہوا... بے وقوف... یہ فون بولے کی آواز آئی۔ یہ آواز ہیلی کاپٹر سے آئی تھی۔"
"ارے باپ رے... یہ فون بولے تھے... لیکن ان کی بات ان کی سمجھ میں بھی نہیں آئی۔"

"آ گئی... غور کرو... توجہ دو۔ بات سمجھ میں آ جائے گی۔
ان پہاڑوں کی وجہ سے آواز میں حد درجے گونج پیدا ہو جاتی ہے۔
جملے کتنی ہی بار دہرائے جاتے ہیں... اس لیے تم سمجھ نہ سکے...
اس وقت فوس نے کہا تھا۔ خوش آمدید میرے مہمانو۔"

"خدا کا شکر ہے... فوس ہمیں اپنے مہمان کہتا ہے
دشمن نہیں۔"

"حامد نیازی سے غرض ہے فوس کو تو... آپ لوگوں سے
نہیں۔"

"اوہ اچھا... اب ذرا ہمیں تو اس سے بات کرنے [illegible]

"میرا خیال ہے... میں ابھی اسی بجلی کا پتا پروفیسر داؤد [illegible]
انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری۔

"اچھی بات ہے... پہلے تو یہ دیکھ لیں گے یہ [illegible]
لیا چاہتے ہیں۔"

پہاڑ پھر گرجے... اس مرتبہ کے کان آواز کی طرف [illegible]
لہٰذا وہ سمجھ گئے۔ فوس نے کہا تھا

"میں پہاڑوں میں خلا پیدا کر رہا ہوں... حامد نیازی کو
میں گرا دو۔"

"جی۔ نیہ کیا... گرا دیں... اس بے چارے کی تو [illegible]
ایک ہو جائے گی۔"

"نہیں ہوگی... یہ چال ہے... حامد نیازی چالاکی کر رہا ہے... اور اسے خراش تک نہیں آئے گی۔"

"اوہ... لیکن ہمیں تو چال نظر نہیں آ رہی۔"

"لو ہو... پہاڑوں میں خلا تو پیدا ہو جانے دیں پہلے۔" فوس نے جل کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے... آپ کو بھی غصہ آتا ہے۔"

"کیا کہا... مجھے بھی غصہ آتا ہے... کیوں... کیا آپ لوگ مجھے انسان نہیں کوئی اور مخلوق خیال کر رہے ہیں... جان لیں، میں انسان ہوں۔"

"جان لیا اور یہ جان کر خوشی بھی ہوئی... کہ ہمارا مقابلہ ہم جیسے انسان سے ہے... ویسے انکل فوس، آپ نے بہت زیادتی کی۔"

"کون سی زیادتی۔"

"ہمارے پروفیسر انکل کو ہم سے جدا کر دیا... مہربانی فرما کر انہیں ہمارے پاس بھیج دیں۔"

"اب تم لوگوں کی واپسی کا پروگرام کیا ہے۔" فوس نے کہا۔

"یہ آپ ہم سے پوچھ رہے ہیں۔"

"ہاں، مہمانوں سے یہ پوچھنا پڑتا ہے... آپ صرف میرے ہی نہیں... پورے انٹارکٹیکا کے مہمان ہیں... آپ کی مہربانی

"کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"میرا خون خراب ہو گیا ہے... پورے جسم کا خون
ہو گا... اور ایک پورے انسان کا خون میرے جسم میں داخل
ہو گا... تب کہیں جا کر میں زندہ رہ سکوں گا... ورنہ موت میں اور
میں اب زیادہ فاصلہ نہیں رہ گیا۔"

"لیکن اس کام کے لیے حامد نیازی کی ضرورت ہی کیوں
کہیں سے بھی کوئی آدمی پکڑا جا سکتا تھا۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"اصل مسئلہ خون کے گروپ کا ہے... میرے خون
گروپ کہیں بھی نہیں مل سکا... ہسپتال چھان مارے
لیکن نہیں ملا۔"

"کیا مطلب... کیا حامد نیازی کے خون کا گروپ وہی
جو مسٹر فوس آپ کا ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"درست سمجھے۔"

"لیکن اس بات کا پتا آپ کو کیسے چل گیا۔"

"حامد نیازی کا ایک گردہ بالکل خراب ہو گیا تھا۔
سرکاری خرچ پر انگلینڈ بھیجا گیا تھا، اس وقت جب ان کے
گروپ دیکھا گیا تو وہی نکلا... جو میرا ہے... تمام ڈاکٹروں
ہدایات پہلے ہی تھیں... چنانچہ انہوں نے فوراً مجھے یہ اطلاع دی
لیکن اس وقت حامد نیازی کو نہیں روک سکے تھے... یہ کام

خبر کر رہا تھا... اس لیے اس کے خلاف پہلے چکر چلایا گیا... پھر اغوا کیا
یا... تاکہ اس طرف کسی کا دھیان جا سکے۔"

"اف میرے مالک... اس... اس کا مطلب ہے... آپ
نیازی کا خون اپنے جسم میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔" خان رحمان
اٹھے۔

"ہاں! اور اس کے تمام انتظامات کر لیے گئے ہیں... بس
نیازی کے آنے کی دیر تھی... اب آخر کار یہ یہاں آ گئے ہیں...
بھی تو اس وقت میرے ہیڈکوارٹر میں... لہٰذا تم بھی اب اس
کو اپنی آنکھوں سے دیکھو۔"

"دیکھیں جناب... یہ ایک مسلمان آدمی کا خون ہے... اگر
اور مسلمان کو ضرورت ہوتی... تب بھی ایسا حامد نیازی کی مرضی
خلاف نہیں کیا جا سکتا تھا... اور اب تو بات مرضی کی ہے ہی نہیں...
ہماری درخواست ہے... آپ اس ارادے سے باز آ جائیں..."

"اور مر جاؤں... جب کہ میں ابھی زندہ رہ سکتا ہوں۔"

"پھر بھی موت آ کر رہے گی... آخر آپ کب تک خون
ل کرتے رہیں گے۔"

"جب آئے گی، دیکھا جائے گا... اس وقت تو میں بچ سکتا
... اور میرے ڈاکٹرز کا کہنا ہے... ایک بار تمام خون بدل دیا
... تو پھر مجھے پچاس سال تک نئے خون کی ضرورت نہیں رہے

"عجیب بے وقوف ہو... اپنے ساتھ انھیں بھی موت کے منہ میں لے جانا چاہتے ہو۔"

"وہ ہمارے ساتھ موت کے منہ میں جاتے ہوئے بہت خوشی محسوس کریں گے۔"

"جیسے تم لوگوں کی مرضی... میں نے تو سوچا تھا.. انھیں ان کے ملک بھجوا دوں گا۔"

"نہیں... آپ انھیں یہاں بلالیں۔"

"شاید تم یہ سوچ رہے ہو کہ وہ ایک سائنس دان ہیں، آپ کے یہاں کچھ کام آجائیں گے... آپ کو یہاں سے نکال کر لے جائیں گے... لیکن ایسا نہیں ہو سکے گا۔"

"چلیے... کوئی بات نہیں... نہیں ہو سکے گا تو نہ سہی۔"

"بہت بہتر... ابھی لو۔"

جلد ہی پروفیسر داؤد ان کے سامنے آگئے... اس وقت وہ ایک بڑے ہال میں تھے... اس ہال کی دیواریں اور فرش اس قدر چکنا تھا کہ جونہی چلنے لگتے۔ پھسل جاتے۔ اور ہاہا کرتے... پروفیسر صاحب بھی جونہی ان کی طرف بڑھے... پھسل گئے اور دھڑام سے گرے...

"ارے ارے... یہ کیا بھئی۔"

"چکنا فرش۔" فرزانہ ہنسی۔

"یہ کون سی جگہ ہے اور مجھے یہاں کون لایا ہے.. اور تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔"

"کیا انکل... آپ کو کچھ معلوم نہیں۔" محمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کیا معلوم نہیں۔"

"خیر... ہم بتاتے ہیں آپ کو۔"

انھوں نے پوری تفصیل سنا ڈالی... وہ سکتے کے عالم میں سنتے رہے.. عین اس وقت دروازہ کھلا اور ڈاکٹروں کے لباس میں وہی لوگ اندر داخل ہوئے... انھوں نے حامد نیازی کی کرسی کو دروازے کی طرف دھکیلا...

"ہم.. میں... میں کیا... انسپکٹر صاحب... آپ لوگوں کا بہت بہت شکریہ... آپ لوگوں نے میرے ساتھ وہ کیا... جو کوئی نہیں کر سکتا تھا۔"

"ہم اب بھی آپ کے لیے بہت کچھ کرنے کے لیے تیار ہیں.. لیکن حامد نیازی صاحب آپ دیکھ رہے ہیں... ہم کس طرح پھنسے ہوئے ہیں۔"

"بالکل دیکھ رہا ہوں... اور آپ کا احسان مانتا ہوں۔"

"اور میں آپ کو بچانے کی ایک آخری کوشش اور کروں گا۔" انسپکٹر جمشید بول اٹھے۔

"آخری کوشش... کیا مطلب؟"
سب زور سے چونکے۔

☆...☆...

...چند سال بعد پھر

"کیا مطلب ہے، یہ آپ نے کیا کہا، انسپکٹر جمشید... آپ حامد
...ن و بچانے کی ایک آخری کوشش اور کریں گے، اس حالت میں
...۔ آپ مدتے ہوئے ہیں اور یہاں کام کرنے والے رو دات ہیں
میں آپ کو اب بھی نظر نہیں آ رہا ہوں اور آپ نہیں جانتے... ر ف
... دعوی میں کامیاب ہوں۔" فوس کے منہ سے مارے حیرت کے

"یہ کیا کم ہے مسٹر فوس کہ میں نے آپ کو حیرت میں ڈال
...۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔
"اوہ تو یہ آپ نے مجھے حیرت میں ڈالنے کے لیے کہا تھا...
ب تو کوئی بات نہیں۔"
"یہ بات نہیں مسٹر فوس... میں واقعی ایک آخری کوشش
...وں گا۔"
"آخر کیسے... یہ... یہ کیسے ممکن ہے۔"
"آپ کو صحت مند خون کی ضرورت ہے بے شمار خون کی۔"

... آدھا خون

وہ سب کے سب زور سے چونکے... یہ آواز اس سائنس دان کی تھی... جسے تھوڑی دیر پہلے فوس نے ہدایات دی تھیں۔

"کیا مطلب سر۔" ایک ڈاکٹر نے حیران ہو کر کہا۔

"میں نے کہا ہے... بٹن نہ دبانا۔"

"وجہ... اب ہم بالکل تیار ہیں۔"

"ہاں! میں دیکھ رہا ہوں... لیکن بٹن نہ دبانا... اگر آپ نے بٹن دبانے کی کوشش کی تو آپ تو گئے کام سے... روبوٹ بس آپ کے دماغ میں سوراخ کر دے گا... دیکھ لیں... وہ آپ کے سر پر آ چکا ہے۔"

ڈاکٹر نے چونک کر پیچھے دیکھا... روبوٹ واقعی اس کے بالکل پیچھے آ چکا تھا اور اس کی نوک بس ابھی اس کی کھوپڑی سے ملنے والی تھی۔

"یہ... یہ... یہ کیا۔" ڈاکٹر نے کانپ کر کہا۔

"فوس کا کام تمام کر دو ڈاکٹر۔" آواز لہرائی۔

"کیا!!!" فوس پوری قوت سے دھاڑا۔

"اب پروفیسر فوس... آپ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں... انشارجہ اور میگال پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں رہا۔ آپ بہت حکومت کر لی... اب یہ حکومت میری ہے... میں یہاں کا حکمران ہوں... یہ تمام ریموٹ کنٹرول نظام میرے ہاتھ میں ہے۔"

"نہیں... نہیں... دھوکا... توشی... میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آپ غداری کریں گے۔"

"اب سوچ لیں... مرنے سے پہلے یہ بات ضرور سوچ لیں تاکہ مرنے کے بعد آپ کو افسوس نہ ہو کہ زندگی میں آپ یہ بات نہ سوچ سکے۔" توشی ہنسا۔

"غدار... کمینے۔" فوس دھاڑا۔

"اور دھاڑو... چیخو... چلاؤ... اب یہاں کون ہے گا... باقی سائنس دان میرے ساتھ ہیں۔"

"اور وہ کل تمہارے ساتھ بھی یہی کریں گے۔"

"میرا خون خراب نہیں ہے... اور پھر ہم آپس میں اختیارات بانٹ لیں گے... تقسیم کر لیں گے..."

"اس کے باوجود... ایک دن ان میں سے کوئی یہ ضرور سوچے گا کہ اب حکومت اس کی ہونی چاہیے۔"

باڑی نہ کر سکو گے... اب تم یہاں اکیلے رہ گئے ہو۔"

"میرے قریبی ساتھی مارے گئے... اس لحاظ سے میں اکیلا ضرور رہ گیا... لیکن برف کی اس وادی میں چھوٹے سائنس دانوں کی پوری ایک ٹیم موجود ہے... انھیں کچھ معلوم نہیں کہ اس طرف کیا ہو رہا ہے... وہ اپنے کام میں مگن ہیں... آپ بے فکر ہو کر بیٹھے رہیں..."

"ڈر لگتا ہے۔" آصف نے کہا۔

"اچھی بات ہے... رہنے دیں پھر۔" اس نے برا سا منہ بنایا۔

"پروفیسر انکل... آپ کچھ کریں۔"

"دھواں خود بخود ختم ہو جائے گا، آخر کو یہاں ہوا کی آمد و رفت کا انتظام ہے۔" وہ بولے۔

"اوہ ہاں... واقعی۔"

پروفیسر فوس کا چہرہ بجھ گیا۔

"آہا! تو آپ کوئی چال چلنے کے چکر میں تھے۔"

"ہاں تھا..." اس نے نفرت زدہ انداز میں کہا۔

"مسٹر فوس! ہم اب بھی آپ کی زندگی بچا سکتے ہیں۔"

"جھوٹ... اس سے بڑا جھوٹ آج کی دنیا میں کسی نے نہیں بولا ہو گا... بھلا تم کیسے میری زندگی بچاؤ گے جب کہ میری

زندگی بچانے کے لیے خود تمھیں یا حامد نیازی کو اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔"

"نہیں دھونے پڑیں گے ہم ہاتھ۔" وہ مسکرائے۔

"وہ کیسے؟"

"ہم آپ کو اپنے ملک لے چلتے ہیں... وہاں اس گروپ کے ہزاروں لوگ ہیں... میں انھیں جانتا ہوں... ان سب سے اگر ہم ایک ایک خون کی بوتل لیں اور میں اور حامد نیازی بھی ایک ایک بوتل دیں تو آپ بچ سکتے ہیں۔"

"کک... کیا... کیا واقعی۔"

"ہاں! ہم جھوٹ نہیں بولتے... آپ نے بالکل غلط کہا تھا میں جھوٹ بول رہا ہوں۔"

"کیا واقعی۔" اس نے پھر کہا۔

"میں کہہ چکا... ہم جھوٹ نہیں بولتے... اس لیے کہ ہمارے دین میں جھوٹ بولنا گناہ ہے۔"

"او کے... آپ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں... میں بجلی کا بٹن... سیڑھیاں لگا رہا ہوں۔"

"اور ان سائنس دانوں کا کیا ہو گا۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"آپ کیا چاہتے ہیں۔"

"ان سب کو اپنے ملک لے جانا چاہتے ہیں ہم... یہ لوگ انشارجہ کے شہری ہیں نا۔"

"آپ انہیں ان کی خوشی سے لائے تھے یا زبردستی۔"

"اغوا کرایا تھا میں نے ان سب کو۔"

"اوہ... تب تو یہ اپنے گھروں کو جانا پسند کریں گے۔"

"بالکل کریں گے۔"

"ہم انہیں یہاں سے اپنے ملک کیسے لے جا سکتے ہیں۔"

"بجلی کا پٹوں کے ذریعے... میں انہیں جو حکم دوں گا اس پر عمل کریں گے... یہ نہیں پوچھیں گے کہ یہ حکم کیوں دیا گیا ہے... ان کی مرضی اب کوئی چیز نہیں رہتی ہے... وہ ذہنی طور پر میرے غلام بن چکے ہیں... اب انہوں نے اپنے گھروں کو اور گھر کے افراد کو یاد کرنا بھی چھوڑ دیا ہے... کیونکہ میں نے انہیں یہ یقین دلا دیا تھا کہ وہ اب کبھی بھی انشارجہ اپنے گھروں میں نہیں جا سکیں گے... لہٰذا انہوں نے اس یقین کو اپنے دماغوں میں قائم کر لیا ہے۔"

"لیکن یہاں اسے بجلی کا پٹہ کہاں... وہ بھی ختم ہو گیا؟"

"ریموٹ کنٹرول۔"

"مل جائیں گے... وہ یہاں۔"

"تک... کیا واقعی۔" وہ بول اٹھے۔

"تم بس اپنا وعدہ یاد رکھو..."

"وہ یاد ہے... اور ہم ایسا کریں گے۔"

"تو کہ... میں ریموٹ کے ذریعے بجلی کا پٹہ اتارتا ہوں... پھر اس پر سائنس دانوں کو سوار کرتا ہوں۔"

"دیکھو... کہیں دھوکا نہ ہو۔" انسپکٹر جمشید نے غور اس کی طرف دیکھا۔

"نہیں... بالکل نہیں... اگر میں دھوکا کروں گا تو خود بھی تو نہیں بچ سکوں گا... پھر میرے جسم میں خون کس طرح داخل ہو گا۔"

"ہوں ٹھیک ہے... کیا خیال ہے انسپکٹر کامران مرزا... ہم اس پر اعتماد کر سکتے ہیں۔" انہوں نے ان کی طرف دیکھا۔

"گردن پکڑ کر۔" وہ مسکرائے۔

"کیا مطلب؟" اس نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

"مطلب یہ کہ اگر آپ کوئی دھوکا کریں گے تو ہمارے ساتھ آپ بھی مریں گے۔" یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید نے اس کی گردن نا میں انداز سے پکڑ لی۔

"ارے ارے... ایسے تو میں ہل بھی نہیں سکتا... کام کیسے کروں گا۔"

"جیسے میں قدم اٹھاتا ہوں... اسی طرح آپ قدم اٹھائیں، اس صورت میں آپ کی گردن کو جھٹکا نہیں لگے گا... اور جونہی آپ کوئی گڑبڑ کریں گے... میرے ساتھ آپ بھی مریں گے... کیونکہ

میرے جسم کا ذرا سا جھٹکا بھی لگا تو آپ کی گردن کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔"

"محسوس تو یہی ہو رہا ہے۔"

"بات ہے بھی یہ۔" انہوں نے آنکھیں نکالیں۔

"اچھی بات ہے... تم لوگ واقعی بہت چالاک ہو... کاش یہاں میں نے صرف حامد نیازی کو بلایا ہوتا اور تم لوگوں کو اس وادی کے پاس بھی نہ آنے دیا ہوتا... یہ میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی... کہ تم لوگوں کو بھی یہاں بلا لیا... میں نے سوچا تھا کہ ذرا تم لوگوں کی بے بسی کا تماشا بھی دیکھوں گا... لیکن تماشا کچھ اور ہو گیا۔"

"ہم اسے اللہ کی قدرت کہتے ہیں۔"

اور پھر اس نے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے ہیلی کاپٹر نکالے... جو فضا میں جا کر رکتے چلے گئے... پھر اس نے سائنس دانوں کو حکم دیا۔

"آج تم لوگوں کو سیر کرائی جائے گی... سب لوگ ہیلی کاپٹروں پر سوار ہو جاؤ... سیڑھیاں لگی ہوئی ہیں۔"

"جی نہیں... آپ اور ہمیں سیر کرائیں گے۔"

"ہاں بالکل۔"

"حیرت ہے، آج آپ نے یہ کیسے پروگرام بنا لیا۔" کوئی بولا۔

"بس بن گیا... جلدی جلدی سوار ہو جاؤ۔"

"لو کے فوس... فوس زندہ باد۔" وہ بولے۔

ادھر وہ اس نعرے پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکے... ان لوگوں کو معلوم تھا کہ جیسے وہ زندہ باد کر رہے ہیں... وہ اس وقت مردوں کی طرح تھا۔

سائنس دانوں کے بعد ان کی باری آئی... اب وہ سوار ہوئے... آخر میں پروفیسر داؤد رہ گئے...

"یہ کیوں نہیں آ رہے؟" فوس نے پوچھا۔

"یہ ایسے موقعوں پر سب سے آخر میں آیا کرتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"ابھی آپ دیکھ ہی لیں گے۔"

اور پھر پروفیسر داؤد اپنا کام کر کے اوپر آ گئے... جس وقت ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر گئے... اس وقت برف کی وادی میں کئی دھماکے ہوئے... انہوں نے برف کی وادی کو اچھلتے اور روئی کے گالوں کی طرح اڑتے دیکھا... فوس نے اس منظر کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھا... پھر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"کتنے برسوں کی محنت کے بعد میں نے یہ بنایا تھا... آپ لوگوں نے ایک پل میں ختم کر دیا۔"

"یہ پلان اگر انسانیت کی بھلائی کے لیے ہوتا تو ہم ہرگز ایسا نہ کرتے... لیکن یہ تو آپ نے انشارجہ اور عکال پر حکومت کرنے

کے لیے ملایا تھا اور ان دونوں کے ذریعے آپ ایک طرح سے پوری دنیا پر حکمرانی کر رہے تھے۔"

"ہاں..." اس نے حسرت زدہ انداز میں کہا۔

راستے میں انسپکٹر جمشید نے انشارجہ کے صدر سے بات کی۔ ان کی آواز سن کر وہ دھک سے رہ گیا۔

"کیا آپ چاہتے ہیں... آپ لوگوں پر فوس کی حکمرانی رہے۔"

"ہم اور یہ نہ چاہیں گے بھلا۔"

"ہم ایسا کر سکتے ہیں... اگر ہمارے ملک کے صدر ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہٹی۔"

"کیا... کیا واقعی۔"

"ہاں! اس میں ایک فیصد بھی شک کی گنجائش نہیں۔"

"اوہ اچھا... تو پھر ٹھیک ہے... ہم ابھی فون پر ان سے بات کرتے ہیں۔"

"ہم وہاں پہنچنے ہی والے ہیں، انہیں بتا دیں، ایئرپورٹ پر"

"اوہ اچھا... لل... لیکن کیسے... مجھے تو بتایا گیا تھا کہ آپ لوگ فوس کی قید میں ہیں۔"

"فوس اب ہماری قید میں ہے۔"

"کیا... کیا واقعی... یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے... ہم نے پوری کوششیں کیں کہ کسی طرح فوس کی گردن پکڑ لیں... لیکن ایسا نہیں کر سکے۔" اس نے کہا۔

"جب کہ ہم ایسا کر چکے... فوس اب ہمارے قبضے میں ہے... حامد نیازی والا معاملہ اب ختم... آپ کو ہمارے ملک کے صدر پر دباؤ ڈالنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ہم آپ کے سامنے چند مفید تجاویز رکھیں گے۔"

"اور وہ کیا۔"

"یہ ہم وہاں پہنچ کر بتائیں گے۔"

"لو کے ابھی صدر کو فون کر رہا ہوں۔"

"شکریہ۔"

جس وقت وہ اپنے ملک کے ایئرپورٹ پر اترے... ملک کے صدر اور دوسرے اہم لوگ ان کے استقبال کے لیے موجود تھے... استقبال کرنے والوں میں ان کے گھر کے افراد تو تھے ہی... حامد نیازی کے گھر والے بھی تھے...

پھر وہ ایک دوسرے سے گلے ملنے کے لیے دوڑ پڑے... ایسے میں فاروق بول اٹھا:

"حیرت ہے... کمال ہے... یہ کیسا ملاپ ہے۔"

اور وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔

☆ ... ☆ ... ☆